بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

New Era Magazine

☆☆☆☆☆

"میں بتا رہی ہوں مجھ سے زبردستی نہیں کر سکتے آپ لوگ" پھوٹ پھوٹ کر روتے وہ جھنگی سے بولی

"بیٹا آخر برائی کیا ہے اس میں" آبد مالک ہلکی سی خفگی سے اسے دیکھا جو مسلسل روئے جا رہی تھی

"صیح کہہ رہے ہیں دائمہ تمہارے بابا" سمیرہ نے منت امیز لہجے میں کہا اور دائمہ کے رونے میں اور اضافہ ہو گیا تھا

"ماما بابا آپ لوگ پوچھ رہے ہیں اس میں برائی کیا ہے" وہ چیخ اٹھی "اس بر تمیز، بر لہاز شخص سے شادی میں برائی کیا ہے" دونوں ہاتھو میں منہ چھپائے وہ پھر رو دی۔ سمیرہ اور آبد ملک اس وقت اسی کے کمرے میں موجود تھے۔ سمیرہ اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھیں تھیں جبکہ آبد ملک اس کے سر پر کھڑے تھے

"تمیز دائمہ مجھے ذیان ویسے ہی عزیز ہے جیسے ارزم اور تم جانتی ہو کے ہمارا ان سے ارزم کی وجہ سے بھی رشتہ بنے والا ہے" آبد ملک غصے سے کہتے کرسی بیڈ کے پاس رکھتے وہاں بیٹھ گئے

"ارزم اور ذیان کا کوئی مقابلہ نہیں ہے اور جہاں تک ارزم کی بات ہے تو ضاریہ سے اس کا رشتہ میں نے ہی کروایا ہے لیکن میں بتا رہی ہوں اس بد تمیز اور جنگلی شخص سے شادی سے بہتر ہے میں زہر کھا کر مر جاؤں" بھگی آواز میں کہتے وہ پھر رو دی

"یہ رونا تو بند کرو دائمہ" وہ اکتا کر بولے اور پھر گہرا سانس لیا"تمہارا رشتہ تو ضاریہ کروا رہی ہے اسے منع کر دو تو مجھے کیا اعتراض ہو گا" وہ ہنسی دبا کر بولے

"میں بتا رہی ہوں گھر سے بھاگ جاؤں گی میں" درشتی سے کہتے وہ کمرے سے نکل گئی تو پیچھے آبد ملک ہنس دیے

"اور دیں لاڈ" وہ تپ کر بولی

"ارے بیگم بچی ہے جائیں گے ارزم اور ضاریہ کی منگنی کے لیے تو وہاں ہاں کر دیں گے" آبد ملک ہلکے پلکے انداز میں بولے

"اور اگر اس نے کوئی مسلہ کھڑا کر دیا تو" سمیرہ تشویش سے بولیں

" بلکل نہیں کرے گی وہ کہاں ضاریہ کے آگے بولتی ہے" سمیرہ نے سر ہلا دیا

آبد ملک اور باہس شیخ اپنی جوانی کے دوست تھے۔دونوں نے ہی پڑھائی کے بعد ساتھ ہی بزنس شروع کیا تھا اور پھر قسمت نے ساتھ دیا تھا اور اب وہ دونوں ہی بزنس میں اپنا نام بنا چکے تھے۔

New Era Magazine

آبد ملک کے تین بچے تھے بڑا بیٹا ارزم جو آبد ملک کے ساتھ بزنس سمبھال رہا تھا۔ پھر دائمہ تھی جو پڑھ رہی تھی اور آخر میں فریحہ تھی جو میڈیا سائنسس پڑھ رہی تھی۔

جبکہ باہس شیخ کے دو بچے تھے ایک زیان جو وکیل تھا اور ضاریہ دائمہ کے ساتھ ہی پڑھ رہی تھی اور دونوں بلکل بہنوں کی طرح تھیں۔

"فری میں مر جاؤں گی" دائمہ کا رونا دھونا اب فریحہ کے کمرے میں شروع ہو چکا تھا

"دائمہ میرے خیال میں تم اپنا مقدمہ ذیان بھائی کی عدالت میں پیش کرو قسم سے دل سے فیصلہ ہو گا" فریحہ شرارت سے بولی تو دائمہ نے بھیگی آنکھوں سے اسے گھورا

"بکومت فری میں اس بد تمیز اور بد لحاظ شخص سے شادی نہیں کروں گی" وہ منمنائی

"بہت بری بات ہے دائمہ اپنے سر کے تاج کو ایسے نہیں کہتے" آج فریحہ بھی فل موڈ میں تھی

"فری میں مر جاؤں گی" وہ بے بسی سے روتے ہوئے بولی تو فریحہ گہرا سانس لیتے اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھی

"تو دائمہ تم بھابھی کو منہ کر دو نا زندگی تم نے گزارنی ہے ان نے نہیں" فریحہ نے نرمی سے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا

"یار میں ضاریہ کو کس منہ سے منع کروں میں نے جب ارزم کے رشتے کی بات کی تھی اس نے ایک بار بھی کچھ نہیں کہا تھا تو میں کیسے ذیان کے بارے میں اسے کچھ کہوں۔ جیسے میں ذیان سے بات نہیں کرتی وہ بھی نہیں کرتی ارزم سے لیکن اس نے ایک بار بھی نا نہیں کی" دائمہ بے چارگی سے بولی

"تو مسئلہ کیا ہے دائمہ" وہ اکتا کر بولی

"میں نہیں سوچ سکتی ذیان کو شوہر کے طور پر" وہ جھر جھری لے کر پھر رونے لگ گئی تھی

"اب چپ کر جاؤ یار تمہاری قسمت میں ہی وکیل ہے تو کیا ہو سکتا ہے" فریحہ شرارت سے بولی تو وہ غصے سے اسے گھورتے کمرے سے چلی گئی جبکہ فریحہ نے تاسیف سے نفی میں سر ہلایا

"کیا کہا انکل لوگوں نے ماما" وہ دونوں لان میں آمنے سامنے بیٹھیں تھیں

"ضاریہ بیٹا پتا ہے تمہیں کے آبد بھائی لوگ کہاں منع کریں گے مجھے تو خوشی ہے ایک بیٹی گئی ہے تو دوسری آرہی ہے" ثمرین نے مسکرا

جی یہ تو ہے""

New Era Magazine

"پرسوں وہ لوگ آرہے ہیں نا تو بس دائمہ اور ذیان کی منگنی کر دیں گے گھر کی ہی بچی ہے" پیچھے سے آتے باہس شیخ نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا

"وہ کیسے بابا" وہ حیرانی سے بولی تو وہ مسکرائے

"وہ ایسے کے پرسوں آئے گی نا دائمہ تو بس انگوٹھی پہنا دیں گے" ان کے اتنے آرام سے کہنے پر ضاریہ حیران ہی رہ گئی

"لیکن بابا وہ تو لڑکی کے گھر جا کر پہناتے ہیں نا" اس نے نا سمجھی سے پوچھا

"وہ پرائے گھروں میں ہوتا ہے ضاریہ تمہارے بابا ٹھیک کہ رہی ہیں یہ طریقہ ٹھیک ہے میں فون کر کے انہیں کہ دیتی ہوں کے بھئی ہم تو دائمہ کے لیے انگوٹھی لینے لگے ہیں" ثمرین نے تو فیصلہ سنا دیا

New Era Magazine

"بہت مزہ آئے گا وہ میرے گھر آ جائے گی" ضاریہ سے تو خوشی سمبھالی ہی نہیں جا رہی تھی۔ ثمرین اور باہس شیخ اسے دیکھ کر مسکرا دیے

نیلی پیلی روشنوں میں ڈانسنگ فلور پر دھواں اٹھ رہا تھا اور لڑکے لڑکیاں ہاتھوں میں وسکی کے گلاس اٹھائے مست تھے سوائے اس کے وہ سب سے کٹ کر ایک کونے میں بیٹھا تھا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ایک ہاتھ میں سگرٹ پکڑے دوسرے ہاتھ سے وہ تیز تیز موبائل پر ٹائپنگ کر رہا تھا۔ چہرے پر بےزاری اور کالی گہری آنکھیں سپاٹ تھیں۔ کالے پنٹ کوٹ میں سفید شرٹ کے اوپری تین بٹن کھلے تھے۔ اچھے سے بنے بال ہلکی داڑھی مونچھیں جو اسے کافی اچھی لگتی تھیں اس کی پرسنلٹی کو چار چاند لگا رہی تھیں۔ فون پر کوئی نمبر ملاتے اس نے کان سے لگایا تھا اور پھر سگرٹ کا گہرا کش لیا تھا۔ دو بل جانے کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا

New Era Magazine

"ہیلو فری بات کر رہی ہوں" اس نے آگے والے کے سوالوں کو بچایا تھا

"کون فری" وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا

"جس کے گھر فون کیا ہے اس کی چھوٹی بیٹی" اس نے عام سے انداز میں بتایا

"تو میں نے ان دونوں میں سے کسی سے بات نہیں کرنی" لہجہ اب بھی بے نیاز تھا

"ارے بھئی جس کے گھر فون کیا ہے اس سے بات نہیں کرنی تو فون کیوں کیا ہے" فریحہ کو اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا

"بات کرنے کے لیے فون کیا ہے" اس نے سگرٹ کا کش لیا اور دوسری طرف فریحہ تپ گئی

New Era Magazine

"توکریں کیا کرنی ہے بات" وہ تلخی سے بولی

آپ سے تو نہیں کرنی""

"اففففف! رانگ نمبر" کھٹ سے فون بند کرتے وہ گہرے گہرے سانس لیتے پلٹی کے فون دوبارہ بج اٹھا" یااللہ "غصے سے کہتے اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا

"ارے بھائی کیوں پیچھے پڑ گئے ہو" بہت ضبط سے اس نے نرمی سے کہا

"دائمہ سے بات کرنی ہے" فریحہ چونکی اور پھر اپنا سر پیٹ لیا وہ اب سمجھی تھی یہ کون تھا

New Era Magazine

"ارے ذیان بھائی آپ وہ اصل میں مجھے سب فری کہتے ہیں اور دائمہ وہ گھر سے باہر ہے آئے تو"

"وٹ ایور" بے زاری سے کہتے اس نے فون بند کر دیا اور فریحہ نے حیرت سے فون کو دیکھا

"اللہ میری بہن" مصنوعی افسوس سے کہتے وہ آگے بڑھ گئی

اکتا کر پارٹی کو دیکھتے اس نے پھر فون ملایا

"اسد صاحب آپ آرہے ہیں یا میں دفع ہو جاؤں یہاں سے" لہجے میں خفگی تھی

سر میں بس نکل رہا""

New Era Magazine

"وٹ "اس کی بات بیچ میں کاٹتے وہ صوفے کی پشت سے آگے ہوا "زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی اسد صاحب "اس کا جواب سنے بغیر فون بند کرتے وہ اٹھ گیا اور پھر فون کو جیب میں ڈالتے کوٹ کا بٹن بند کرتے وہ بڑے بڑے ڈک بھرتے باہر نکل گیا

"بے وفا لوگوں بندہ فون کر کے حال ہی پوچھ لیتا ہے ابھی سے نندوں والا انداز اپنا لیا ہے "فون پر ضاریہ کی خفگی سے بھری آواز گونجی

"بندہ فون ان کو کرتا ہے جو اپنے ہوں "دائمہ کا لہجہ سپاٹ تھا

"یہ کیا دائمہ ایسے کیوں کہہ رہی ہو یار "ضاریہ کا غصہ یک دم ہی تشویش میں بدل گیا

"یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں تمہیں پتاہوناچاہیۓ ضاریہ "آواز میں اب بھی خفگی تھی

"اوہ !اچھاتوتم ذیان بھائی والے رشتے کی بات کررہی ہو "اس کے سوال پر دائمہ کچھ نا بولی

دائمہ کہیں تم کسی اور کوتوپسند نہیں کرتی ہو""

"بد تمیز میں تمہیں ایسی لگتی ہوں "آواز یک دم ہی بھیگ گئ

"اچھامیری ماں غلطی ہوگئ معاف کردے۔پھر تمہیں اعتراض کس بات کا ہے" ضاریہ نے آخر ہتھیار ڈال دیے

تم مجھے بتاتودیتی یار کے تمہارے گھر والے یہ بات کرنے والے ہیں"

New Era Magazine

"دائمہ اصل میں مجھے لگا تھا کے تمہیں مسلہ نہیں ہو گا ذیان بھائی کے رشتے سے کیونکہ تم مجھے جانتی ہو میں تمہارے لیے غلط بندہ تو سلکٹ نہیں کروں گی نا" ضاریہ کے اتنے مان سے کہے گئے الفاظ نے دائمہ کو خاموش کروا دیا تھا

"اچھا چھوڑو تم بتاؤ کل کی تیاری ہو گی" دائمہ نے موضوع بدلہ

"پتا نہیں" اس نے شرما کر سر جھکا لیا

"اللہ میری جان کو شرم آرہی ہے" دائمہ نے شرارت سے بولی

"بکومت میں فون رکھ رہی ہوں"

"ہاہاہا" وہ کھلکھلا کر ہنس دی "ٹھیک ہے پھر ملتے ہیں" الوداعی کلمات کہ کر دائمہ کی طرف سے فون بند ہوا تو ضاریہ نے ایک اور نمبر ملا کر کان سے لگایا۔ آخر کار پانچ بلوں کے بعد فون اٹھا ہی لیا گیا

New Era Magazine

"جی ذیان بات کر رہا ہوں" مصروف سی آواز گھونجی

"وکیل صاحب آپ کی اکلوتی بہن بات کر رہی ہوں" وہ جھنگی سے بولی

"سوری میں نے نمبر سیف نہں کیا تھا کیا ہوا کام تھا" آواز سنجیدہ تھی

"کھانا ساتھ نہیں کھائیں گے" ضاریہ اداسی سے بولی

"نہیں میٹنگ ہے" اور فون کٹ گیا۔ ضاریہ محض افسوس کرتی رہ گئی

"دائمہ "فریحہ نے مصروف سے انداز میں آواز دی تھی۔وہ بیڈ پر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی اور آگے ساری کتابیں بکھری ہوئی تھی اور وہ جھک کر ایک کتاب سے کچھ رجسٹر پر اتار رہی تھی "ہاں "دائمہ نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر سے صوفے پر بکھرے کپڑے تہ کرنا لگ گئ تھی

"گھس کر و آج کس کا فون آیا ہو گا "شرارت دو بائے اس نے سنجیدگی سے کہا تھا

"مجھے کیا پتا تم بتاؤنا "اس نے سرسری سا پوچھا

"تمہارے سرتاج کا "شرارت سے کہتے وہ کھلا کر ہنس دی اور دائمہ ساکت ہو گئ تھی

"ک۔۔۔کیا "الفاظ حلق میں ہی دم توڑ گئے تھے

"جی بلکل اور پتا ہے بات کس سے کرنی تھی "فریحہ کام چھوڑے اب دائمہ کی پشت دیکھ رہی تھی وہ تیزی سے مڑی مگر بولی کچھ نہیں

"تمہارے سے کہ رہے تھے دائمہ کہاں ہے "فریحہ نے ہنستے ہوئے بتایا تھا اور دائمہ کے تاثرات بدلے تھے۔حیرت اور شاک کی جگہ غصے نے لے لی تھی

"اس کو میرا نمبر کہاں سے ملا ہاں" دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اس نے مشکوک نظروں سے فریحہ کو دیکھا جو فورن گھبرا گئی۔

"دائمہ اپنی بہن پر تو شک نا کرو یار میں تو ویسے بھی ان سے بات نہیں کرتی" خفگی سے کہتے وہ واپس اپنے کام میں لگ گئی

"تو پھر کون" دائمہ وہاں موجود صوفے پر ہی بیٹھ گئی

"بھابھی نے دیا ہو گا یار" فریحہ نے سر اٹھا کر اسے بتایا تھا اور پھر دوبارہ جھکا لیا تھا

"اف! یہ ضاریہ" وہ خفگی سے بولی تھی "اور مسٹر کو دیکھو نا جان نا پہچان میں تیرا مہمان" وہ بڑبڑائی تھی "منہ اٹھا کر فون کر دیا یہاں ماما یا بابا میں سے کوئی اٹھا لیتا تو پھر" اب وہ اٹھ کر ٹہل رہی تھی

"تو وہ فون بند کر دیتے" فریحہ نے ہنسی دبائی تھی

"ہاں واقعی یہ جو ہوتے ہیں نا چھپے رستم ایسے ہی کرتے ہیں مجھے تو شروع سے بدلحاظ لگتا تھا لحاظ ہوتا تو ایسے کسی لڑکی کے گھر منہ اٹھا کر فون نہیں کرتا" وہ چکر کاٹتے مسلسل بول رہی تھی اور فریحہ ہنسی دبائے سر ہلا رہی تھی

"صرف لڑکی نہیں دائمہ شریف لڑکی اور جس کا ایک بھائی بھی ہے" اس نے لقمہ دیا

"ہائے فریحہ اگر ارزم فون اٹھالیتا تو" اس نے رک کر جھر جھری لی اور پھر دوبارہ چکر کاٹنے لگ گئی "حد ہو گئی ہے شادی کے بعد تو الگ بات ہے میں اس کی بیوی ہوں گی پھر بے شک فون کرے مگر یہ کیا طریقہ ہے" وہ خفگی سے بولی

"تم بیوی ہوتی" فریحہ نے مسکراتے ہوئے اپنی بات پر زور دیا

"ہاں نا بیوی ہوتی تو اور بات" دائمہ کے چلتے منہ کو بریک لگی تھی

"چلو تم مان گئی" شرارت سے کہتے فریحہ کھکھلا کر ہنس دی

"بد تمیز" غصے سے کہتے وہ پاؤں چٹختے واک آؤٹ کر گئی اور پیچھے فریحہ نے ہنستے ہوئے سر جھکا لیا

"دائمہ یار میں نے منگنی شاپنگ کرنے ہے چلو ناشتے کے بعد چلتے ہیں" فریحہ نے چائے کا سپ لیتے اسے متوجہ کیا تھا جو موبائل میں گھم تھی۔ آبد ملک اور ارزم آفس جا چکے تھے اور سمیرہ کچن میں دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہیں تھیں

"لڑکیوں اب چھٹی کی ہے تو دن ضائع مت کرو اور جا کر شاپنگ پوری کرو مجال ہے جو زرہ احساس ہو لڑکی کی انگوٹھی بھی لینی ہے" سمیرہ سبزیاں لیے وہاں ہی ڈائننگ روم میں آ گئیں تھی

"اچھا امی چلے جائیں گے میں سوچ رہی ہوں ضاریہ کو بھی بولا لو" دائمہ نے سرسری سا کہا تھا

"تم کیا پہن رہی ہو دائمہ

"اماں جاؤں گی ریڈی میٹ لے لوں گی" اس نے بے نیازی سے کہا تھا

"ارے" فریحہ نے ماتھا چھوا تھا" میں نے تو پرسوں پیپر جمع کروانے ہیں کچھ "

"تو" سمیرہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"تو یہ کے ماما میں اپنے اکلوتی بھائی کی منگنی پر نہیں جا سکوں گی" وہ رونی صورت بنا کر بولی۔ سمیرہ اور دائمہ دونوں چونکی

"یہ کیا فریحہ پہلے کرنے تھے نا یہ کام ایک دن لیٹ کر لو" دائمہ نے خفگی سے کہا تھا

"صیح کہ رہی ہے دائمہ کوئی طریقہ ہے یہ" سمیرہ الگ خفا تھی

"اف پرسوں لاسٹ ڈیٹ ہے مجھے یاد کیوں نا رہا" وہ افسوس سے سر تھامے بیٹھ گئی تھی ۔ سمیرہ خفگی سے اسے دیکھتے اٹھ کر کچن میں چلی گئیں تھیں

"چلو یار فکر نا کرو میں بہت سے تصویریں بناؤں گی" دائمہ نے مسکرا کر کہا

"بس کرو نا اب فری" وہ اکتا کر بولی تو فریحہ سر ہلاتی اٹھ گئی سارے موڈ کا بیڑہ غرق ہو گیا تھا

ڈرائنگ روم میں سب ساتھ بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ باہس شیخ اور آبد ملک ایک صوفے پر بیٹھے تھے جبکہ ارزم ان کے ساتھ رکھے سنگل صوفے پر بیٹھے باتوں میں ان کا پورا پورا ساتھ دے رہا تھا۔ جینز اور ڈریس سرٹ پہنے وہ کافی سمارٹ لگ رہا تھا۔ سامنے ایک صوفے پر ثمرین اور سمیرہ بیٹھیں کسی بات پر ہنس رہی تھیں۔

"بھئی ہماری بیٹی کو لے آئیں ہم انگوٹھی پہنا دیں" سمیرہ نے سب کو متوجہ کیا اور تب ہی دائمہ ضاریہ کو لیے اندر آئی تھی۔ جھکی نظریں اور ہلکی پنک لپسٹک سے سجے ہونٹھ سمیرہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا وہ خوبصورت سے ڈیزائنر کرتے اور ٹراؤزر میں ملبوس تھی دوپٹہ ایک طرح ڈالے وہ مسکرا رہی تھی۔ بوری آنکھیں، بھورے رنگ کے بال

وہ بالاشبہ بہت خوبصورت تھی۔دائمہ ضاریہ کے بر عکس کالی آنکھوں اور کالے بالوں میں بھی ضاریہ کے مقابل خوبصورت تھی۔ضاریہ کو سمیرہ اور ثمرین کے پاس بیٹھاتے وہ خود سنگل صوفے پر بیٹھ گئ تھی

"فریحہ کہاں ہے اس نے آنا ہے یہ ہم منگنی کر دیں" ثمرین نے دائمہ کو دیکھا

"نہیں وہ نہیں آئے گی آنٹی" دائمہ نے مسکرا کر بتایا

"زیان کہاں ہے بھئی" سمیرہ کو حیرت ہوئی

"بس بھابھی کوٹ نے اسے آج بھی چھٹی نہیں دی بہت ضروری پیشی تھی اس کی وہاں ہے اب تو آنے والا ہو گا" ثمرین نے سب کو تسلی دی تھی اور دائمہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا وہ خوش تھی کے وہ بیچ میں نہیں تھا لیکن وہ آجائے گا یہ اس سے برداشت کرنا مشکل تھا

New Era Magazine

"ضاریہ تمہارا فون کہاں ہے فون تو کر نا زرہ اسے میرا کمرے میں ہے" باہس شیخ نے آنکھوں میں ضاریہ کو اشارہ کیا تھا جس کا مطلب تھا" کہاں ہے وہ"

"میرا موبائل کمرے میں ہے جاؤ دائمہ زرہ لے آؤ" ضاریہ نے بھی" مجھے کیا پتا" کا اشارہ باتوں باتوں میں کر دیا تھا

دائمہ سر ہلاتے اٹھی تھی تب سامنے دروازے سے ذیان اندر آیا تھا۔ بلیک پینٹ کوٹ اور سفید شلٹ کے اپری تین بٹن کھلے تھے چہرہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھا

"اسلام و علیکم" مشترکہ سلام کرتے وہ دائمہ کے ساتھ موجود سنگل صوفے پر بیٹھ گیا تھا دونوں کے درمیان ٹیبل حائل تھا۔ دائمہ بھی سر جھکائے واپس بیٹھ گئی تھی

"منگنی کی رسم کر لیں "آبد ملک نے اجازت مانگی تو باہس شیخ نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔
انگوٹھی پہنانے کے لیے ضاریہ اور ارزم کو ساتھ بٹھایا گیا

"یہ لو "سمیرہ نے ایک انگوٹھی ارزم کی طرف بڑھائی تھی جسے اس نے مسکراتے ہوئے ضاریہ کی انگلی میں پہنا دیا تھا۔تالیوں کی آواز سے کمرہ گھونج اٹھا تھا۔اب کی بار ثمرین نے انگوٹھی ضاریہ کی طرف بڑھائی تھی جسے اس نے ارزم کی انگلی میں پہنا دیا تھا۔تالیوں اور مبارکباد کے بعد ارزم واپس اپنی جگہ پر آگیا تھا

"یار آبد آج ایک اور کام بھی نبٹا ہی دیں لگے ہاتھوں "باہس شیخ کی بات پر سب مسکرائے تھے سوائے دائمہ کے جسے خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی تھی اور ذیان کے جو موبائل پر ٹائپنگ کر رہا تھا

"دائمہ یہاں آؤ یہاں بیٹھو "سمیرہ نے ثمرین اور اپنے درمیان بچی جگہ کی طرف اشارہ کیا تھا

"نہیں ماما میں ٹھیک ھوں "اس نے تھوک نگھلا

"آؤ تو دائمہ بیٹا" ثمرین کے بلانے پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی اٹھ کر ان کے درمیان بیٹھ گئی تھی دل تیزی سے دھڑک رہا تھا

"آؤ ذیان یہاں آؤ" ثمرین نے اٹھتے ہوئے اسے پکارہ تو اس نے سر اٹھا کر ثمرین کو دیکھا تھا اور پھر اٹھ گیا تھا اور دوسری طرف دائمہ کی سانس تک رک گئی تھی وہ پاس بیٹھا تو وہ بے اختیار دور کھسکی

"یہ لو ذیان انگوٹھی پہناؤ" دائمہ نے غصے اور بے یقنی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ آبد ملک اور سمیرہ کو دیکھا تھا جن نے فوراً نظریں چرالی تھیں ذیان نے اپنا ہاتھ دائمہ کی طرف بڑھایا تھا۔بہت سے آنسو اندر اتارتے اس نے اپنا ہاتھ ذیان کے ہاتھ پر رکھا تھا اور ذیان نے اس کی انگلی میں اپنے نام کی انگوٹھی پہنادی تھی۔

New Era Magazine

"دائمہ لو" سمیرہ کو دیکھے بغیر ان سے انگوٹھی لے کر اس نے ذیان کی انگلی میں پہنا دی تھی ایک بار پھر مبارکباد اور تالیوں کی آوازوں سے کمرہ گھونجا تھا۔ ضاریہ نے مسکرا کر دائمہ کو دیکھا تھا اور وہ تو مسکرا بھی نا سکتی تھی بس خاموشی سے جگہ سے اٹھ گئی تھی اور ذیان کے قریب بیٹھنا اس کے بس کی بات نہیں تھی

"چلو یہ تو کام ہو گئے شکر ہے اللہ کا" آبد ملک کی بات پر سب نے ہی سر ہلا دیا تھا

"اور میرا خیال ہے کے منگنی کو زیادہ دیر رکھنا نہیں چاہیے اس لیے ضاریہ کی جلدی رخصتی کر لیں آپ لوگ" اس سب میں پہلی بار ذیان بولا تھا

"

"یہ تو ہے پھر ہم آئے ہوئے ہیں تم لوگ ہمیں دن دے دو کوئی" آبد ملک کی بات نے سب کو ہی سوچ میں ڈال دیا تھا

New Era Magazine

"توبس بھائی پھر اگلے مہینے آپ ہماری طرف برات لے کر آئیں اور ہم آپ کی طرف" ثمرین نے مسکرا کر مسلہ حل کیا تھا اور دائمہ اپنی جگہ شل ہو گئ تھی

"بلکل آپ کی بچی ہے جب مرضی لے جائیں" سمیرہ کی بات دائمہ کو تیر کی طرح لگی تھی بغیر کسی کا لحاظ کیے وہ تیزی سے اٹھ کر وہاں سے گئ تھی

"میں آئی" ضاریہ بھی اس کے پیچھے لپکی تھی باقی اب پھر سے اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے

"کیسا ہو رہا ہے فنکشن بہت سی تصویریں لینا بھابی کی" فریحہ میسج ٹائپ کرتے یونیورسٹی کے گراؤنڈ سے گزر رہی تھی۔ چھٹی کے دن کی وجہ سے یونیورسٹی میں خاموشی تھی البتہ اڈمن کھلا تھا جہاں سے فریحہ نے کچھ پیپر جمع کروانے تھے۔ وہ سر

New Era Magazine

جھکائے چل رہی تھی جب کوئی اس کے سامنے رکا تھا۔اس نے چہرہ اٹھا کر اوپر نہیں دیکھا تھا۔چہرے پر بے زاری اور غصہ صاف تھا دو قدم پیچھے ہوتے اس نے سر اٹھایا تھا سامنے موجود لڑکے کے پیچھے کافی فاصلے پر اس کا گرپ کھڑا تھا

"راستہ چھوڑو میرا"وہ دبی دبی آواز میں چلائی

"اللہ غصہ تو نا کرو"شوخی سے کہتے وہ ایک قدم قریب آیا

"دور رہ کر بات کرو"اس نے پیچھے ہوتے غصے سے باور کروایا تھا

"ارے ابھی تو دور ہی ہوں جان شاہ زین"معنی خیزی سے کہتے اس نے بالوں میں انگلیاں پھیری تھیں اور فریحہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا

"مجھ سے اس زبان میں بلکل بات نا کیا کرو ورنہ"وہ رکی

"ورنہ کیا جان من"وہ سنجیدگی سے کہتے ایک قدم آگے آیا تو وہ پیچھے نہیں ہوئی محض اس کو گھورتی رہی

"ورنہ میں ڈین کو تمہاری شکایت لگادوں گی"وہ بے بسی سے بولی تھی جانتی تھی اس کا فائدہ نہیں ہے

"ہاہاہا" وہ دل کھول کر ہنسا "شوق سے کرو بلکہ ایسا کرو دونوں ساتھ چلتے ہیں۔ اصل میں مسلہ پتا ہے کیا ہے وہ جو بچارا ڈین ہے نا اس کا پورا خاندان میرے بابا کے ایک اشارے پر تباہ ہو جائے گا سو یہ دھمکی کام نہیں کر رہی کوئی اور سوچو" منہ پر مصنوعی بے چارگی طاری کرتے اس نے افسوس سے فریحہ کو دیکھا تھا

"بھاڑ میں جاؤ" غصے سے کہتے وہ وہاں سے جانی لگی تھی جب شاہ زین نے اس کا بازو تھاما تھا

"فریحہ تم تو صرف میری ہو" اس نے چیلنج کیا تھا

"ہاتھ چھوڑو" چلاتے ہوئے وہ ہاتھ چھوڑا کر آگے بڑھ گئی تھی اور پیچھے وہ ہنس دیا

"ارے جانی بھابھی چلی گئیں ہیں" ایک لڑکے نے اسے متوجہ کیا تھا جو اسے دور جاتے دیکھ رہا تھا

"ارے یار دل تو کرتا ہے کہیں جانے ہی نا دوں" وہ مسکرا کر بولا

"تو تو حکم کر اٹھوا لیتے ہیں کون سا مشکل کام ہے" وہ تیوں گرپ کے لڑکے اب شاہ زین کے پاس ہی کھڑے تھے

"ایسے نہیں ہمزہ یار یہ تو میری ضد ہے دلہن بنے گی یہ میری پوری زندگی کے لیے میری غلام" چہرے پر سختی در آئی تھی

"میں تو سوچ رہا ہوں وہ جو پیچھے تیری منگیتر ہے اس کا کیا" ان میں سے ایک نے حیرت سے پوچھا

"جانی وہ بلوچستان میں ہے نا اسے وہاں رکھیں گے اور اسے یہاں تو پھر کیسا" اور ساتھ ہی دونوں کا کہکا ساتھ گھونجا تھا

"یہ کیا طریقہ تھا دائمہ" ضاریہ نے اپنے کمرے میں آتے ہی خفگی سے کہا تھا

"کیا مطلب ضاریہ میری زندگی کے اتنے بڑے فیصلے میں مجھ سے پوچھنا گوارہ بھی نہیں کیا گیا لا کر انگوٹھی پہنا دی گئ" غصہ ضبط کرتے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ ضاریہ چونکی

"کیا مطلب پوچھا نہیں ہم نے تو بتا دیا تھا"

"لیکن مجھ سے تو کسی نے نہیں کہا ضاریہ میرا اتنا تو حق تھا نا" وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تو ضاریہ نے آگے آ کر اسے خود سے لگا لیا

"یہ واقعی غلط ہے"

"ضاریہ"آواز پر دونوں چونکی تھیں۔ضاریہ پیچھے ہوئی تھی اور دائمہ نے آنسو پونچھے تھے"نیچے بولا رہے ہیں"ذیان نے مختصر سا بتایا تھا اور پھر نظر دائمہ پر پھسلی تھی

"جی بھائی"ضاریہ وہاں سے گئی تو دائمہ بھی اٹھ گئی

"آپ کو وہاں سے نہیں آنا چاہیئے تھا جو بھی مسلہ تھا اسے اپنے تک رکھنا چاہیئے تھا اپنے مسلوں کا ہشتیار لگانے والے کمزور لوگ ہوتے ہیں"سپاٹ انداز میں کہتے وہ پلٹ گیا

"مجھے آپ کے مشورے کے ضرورت نہیں ہے"وہ بھی اسی انداز میں بولی اور اس کے ساتھ سے گزر گئی۔پیچھے اس نے شانے اچکا دیے

"ارے واہ واہ" تلخی سے کہتے اس نے تالیاں بجائی تھیں اور پھر خونخوار نظروں سے لاؤنج میں بیٹھے سب کو دیکھا تھا جن میں آبد ملک سر جھکائے بیٹھے تھے جبکہ ارزم مسکرا رہا تھا اور سمیرہ عام تاثرات کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھیں "منگنی تو کی ہی کی اس بدلحاظ اور بدتمیز انسان سے اوپر سے ایک مہینے بعد شادی طے کر آئے ہیں کیا میں سوتیلی ہوں

آپ لوگوں کی جو ایسا سلوک کیا ہے میرے ساتھ "آنسو صاف کرتے وہ غصے سے چلائی

"کیا میں کچھ بول لوں" وہ سنجیدگی سے بولی تو دائمہ نے کچھ نا کہا بس سینے پر بازو لپیٹے ان کو دیکھتی رہی "ذیان نے بھی کہا اور اوپر سے موقع بھی اچھا تھا تو ہم کر آئے بات" آبد ملک نے آخر میں شانے اچکا دیے "ہاں ہاں موقع اچھا تھا نکاح کر کے رخصت کر دیتے" خفگی سے کہتے وہ روتے ہوئے صوفے پر ہی بیٹھ گئی "ہاں یہ ٹھیک تھا یہ خیال پہلے کیوں نا آیا" ارزم نے اسے چھیڑا تھا اور وہ روتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی تھی "بابا رہنے دیں ناذیان اور دائمہ کے رشتے کو وہ خوش نہیں ہے" ارزم نے پریشانی سے دروازے کو دیکھا تھا جہاں سے وہ گئی تھی نہیں "ارزم اب تو منگنی بھی ہو گئی ہے ویسے بھی ذیان سنجیدہ ہے لیکن ماشاءاللہ کافی اچھا ہے اور سمجھدار بھی ہے دائمہ تو بس ویسے ہی زیادہ سوچ رہی ہے" آبد ملک نے عام سے انداز میں بات ختم کر دی تھی "میں چائے بنا کر آتی ہوں" سمیرہ نے اٹھتے ہوئے سرسری سا بتایا "یہ فریحہ کہاں ہے" ارزم نے نظر دورائی تھی "جب سے یونیورسٹی سے آئی ہے کمرے میں بند ہے شاہد تھک گئی ہے" نرمی سے بتاتے وہ آگے بڑھ گئیں تو ارزم نے سر ہلا دیا

New Era Magazine

"اٹھو نا یار" دائمہ نے اس کا بلینکٹ منہ سے ہٹایا تھا

"کیا ہے دائمہ" فریحہ منہ بنائے اٹھ گئی تھی بالوں کا جوڑا بنائے نیلی آنکھوں میں ناراضگی تھی سفید رنگت پر سرخ ہونٹھ اور سرخ گال اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے

"اتنا غصہ اب نا کرنا مجھ سے بات" خفگی سے کہتے اس نے منہ موڑ لیا

"واہ ہاں کیسا رہا منگنی کا فنکشن" فریحہ کو اچانک یاد آیا تھا

"میری منگنی ہو گئی" وہ پھر رو دی

"کیا" وہ چونکی "منگنی تو ارزم بھائی کی تھی یار" اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اور دائمہ نے اسے سب بتایا "واہ جی ایک ہی دن میں وکیل صاحب کو لے اڑی" فریحہ نے شرارت سے اسے دیکھا۔ دائمہ نے غصے سے اسے گھورا اور پھر غور سے فریحہ کی آنکھوں کو دیکھا

"تم روئی ہو فری"

"نہیں تو" نظریں چراتے وہ ڈوبٹا ڈھونڈنے لگی

"فری کیا ہوا ہے" دائمہ نے نرمی سے پوچھا تو فریحہ نے سرہ آہ بھری

"کیا ہوں ماہے دائمہ شاہ زین وہ ایک ہی تو مصیبت ہے میری زندگی میں" وہ اکتا کر بولی تو دائمہ نے سر ہلایا

"تم کہو تو میں بات کروں اس سے"

"نہیں دائمہ ایک نمبر کا لوفر ہے کبھی منع نہیں ہو گا" سنجیدگی سے کہتے وہ بیڈ سے اٹھ گئی "اور دائمہ وقت دوزیان بھائی کو خود کو کیا پتا ذیان بھائی بہت اچھے ہوں وہ سنجیدہ ضرور ہیں مگر کیا پتا اتنے ہی اچھے بھی ہوں" دائمہ نے محض سر ہلا دیا تھا اور فریحہ باتھ روم والی طرف چلی گئی تھی

ناشتے پر معمول کی خاموشی تھی۔ نازیان زیادہ بولنے والوں میں سے تھا اور نا ہی ضاریہ

"کیسا جا رہا ہے تمہارا کام ذیان" ہمیشہ کہ طرح باہس شیخ نے ہی خاموشی توڑی تھی

"بس نارمل جا رہا ہے" مختصر جواب دے کر وہ پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا

New Era Magazine

"ارسلان کا کیس کیسا جا رہا ہے "

"بس بابا چل رہا ہے جلد ہی ضمانت ہو جائے گی" باہس شیخ نے سر ہلایا

"دونوں بچے بہت اچھے ہیں شفیق کو دیکھا ہے کیسے بڑے بھائی کے لیے عدالتوں کے چکر کاٹ رہا ہے" ثمرین کے لہجے میں پیار تھا

"ہاں کافی محنت کر رہا ہے وہ خیر جھوٹ کب تک چلے گا جلد ہی کیس ہم جیت لیں گے" ذیان کا لہجہ سرسری سا تھا

"کیا فیملی ڈنر پر یہ کام کی باتیں ختم ہو سکتی ہیں" ضاریہ زچ ہو کر بولی تو سب ہی خاموش ہو گئے

"بھائی کیسی لگی آپ کو میری پسند" ضاریہ نے شرارت سے پوچھا

"میں نے غور نہیں کیا" وہ بے نیازی سے بولا تو وہ محض منہ بنا کر رہ گئی

"بھائی اگر یہ ہی حالات رہے نا تو میری شادی کا کیا بنے گا وہ فکر مندی سے بولی تو ذیان نے چونک کر اسے دیکھا

"دیکھو ضاریہ میری ایک لائف ہے جس میں میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کروں گا ویسے بھی مجھے شادی میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا تمہاری اور ماما کی وجہ سے میں

نے ہاں کی ہے آگے جو کرنا ہے وہ میری ذمہداری ہے مجھے نہیں پسند کے کوئی میری زندگی میں گھسے۔دائمہ میری بیوی ہو گی اسے میں اپنے طریقے سے چلاؤں گا اور میرا نہیں خیال کسی کو پرابلم ہونا چاہیئے" اتنی صاف گوئی سے دیا جواب سب کو ساکت کر گیا

"بھائی وہ میری بہنوں کی طرح ہیں" ضاریہ کو برالگا تھا

"تو میں کون سا اس پر ظلم کرنے کا کہہ رہا ہوں" وہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت ہوا تھا۔ باہس شیخ اور ثمرین بس خاموشی سے سن رہے تھے

"آپ کل کھانے پر فری ہیں" اس نے موضوع ہی بدل دیا

"نہیں بلکل بھی نہیں میٹینگ ہے "

"بھائی پلیز صرف کچھ ٹائم" اس کی منت پر اس نے گہرا سانس لیا۔"کوئی خاص کام"

"جی بلکل کسی کو ملوانا ہے" وہ شرارت سے بولی تو باہس شیخ اور ثمرین میں مسکراہٹ کا تبادلہ ہوا

"پھر تو بلکل بھی نہیں" وہ سختی سے بولا

"بھائی پلیز پلیز" اس نے پھر منت کی مگر ذیان نے نفی میں سر ہلایا

بھائی وہ آپ کو، بدلحاظ، بدتمیز اور پتا نہیں کیا کیا کہتی ہے یہ سب سٹ کر لیں مل کر پلیز "اور آخر اس نے ذیان کو منا ہی لیا

"اچھا صرف کچھ منٹ "اس نے سختی سے کہا تو ضاریہ "یاہووو "کا نعرہ لگاتے دربارہ کھانے کی طرف توجہ ہو گئی

مسلسل بجتا فون آخر اس نے اٹھا ہی لیا

"بے وفالوگوں منگنی کیا ہو گئی لوگ بھول ہی گئے ہیں "ضاریہ کی آواز میں صاف شکوہ تھا

"ہاہا یہ بتانے فون کیا ہے "دائمہ کے ہنسنے نے اسے اور غصہ دلادیا

"بھول گئی ہو مجھے لڑکی "وہ خفگی سے بولی تو دائمہ مسکرائی

"ارے نہیں یار اصل میں بس پیپر کی تیاری میں مصروف ہو گئی ہوں "اور تب ہی فریحہ تیار ہوئی اندر آئی۔ وہ اپنی یونی کے فنکشن کے لیے تیار تھی

New Era Magazine

"کیسی لگ رہی ہوں میں" دائمہ کے سامنے رکھتے اس نے جھنجھلا کر پوچھا۔ ڈیزائنر کرتا اور ٹراؤزر پہنے، بال سیدھے کر کے کھلے ہوئے تھے اور دوپٹہ سائڈ پر لیے وہ سادہ سی تیار تھی۔ نیلی آنکھیں مسکرا رہی تھیں اور پنک رنگ کی لپ اسٹک سے اس کا چہرہ کھلا کھلا لگ رہا تھا۔ دائمہ نے انگوٹھا اٹھا کر پرفیکٹ کا اشارہ کیا تھا

"تم مجھ سے مل رہی ہو آج اور میں اڈریس بھیج رہی ہوں" ضاریہ کا لہجہ اٹل تھا

"یار گھر آجاؤ نا تم مل کر پیپر کی بھی تیاری کر لیتے ہیں"

"بیٹا جی اب گھر سے نکلوانا ہے تمہارا گھر اب میرا سسرال بھی ہے" آواز دھیمی تھی۔ فریحہ نے لال رنگ کا پرس کے سٹپ کر کندھے پر لٹکایا تھا اور اسے اسے ہاتھ ہلاتے آگے بڑھ گئی تھی

"پھر ملتے ہیں لنچ پر" ضاریہ نے الوداعی کلمات کہہ کر فون رکھا تو دائمہ نے ان باکس کھلا

"دھیان سے فری" اسے میسج بھیج کر اس نے فون ایک طرف رکھا۔ کھانے میں تو وقت تھا کافی

"فری۔۔۔فری" میمونہ اسے آوازیں دیتے اسٹیج پر ہی آگئی تھی

"ہاں" اپنے ہاتھوں میں پکڑے پیپرز کو پڑھتے وہ مصروف سے انداز میں بولی تھی

"یہ کیا یار تم کیوں اتنی سادی بن کر آگئی ہو" مہموناخفا ہوئی تو وہ اداسی سے مسکرائی

"""یار تمہیں پتا تو ہے شاہ زین کا پھر وہ شروع ہو جائے گا

"ہاں" وہ رکی پھر چونکی "ہاں احمد بولا رہا ہے تمہیں "

"کہاں ہے وہ "

بیک پر یونی کے "فریحہ سر ہلاتے اسٹیج سے اتر گئی

New Era Magazine

شیشے کے بنے دروازے سے اندر آؤ تو سامنے ہی بیٹل اور کرسیاں لگی تھیں جبکہ سربراہی کرسی کے پیچھے بنی الماری میں سب قانون کی کتابیں موجود تھی۔ سربراہی کرسی پر ذیان بیٹھا تھا کالے پینٹ کوٹ اور سفید شرٹ جس کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے اور اس کے سامنے کالے پینٹ کوٹ میں ہی ایک بندہ موجود تھا دونوں کے بیچ شیشے کا بیٹل تھا۔

"تو اس کا مطلب ہے آپ مجھے ڈیل کا کہہ رہے ہیں" اسے پرسوچ نظروں سے دیکھتے وہ نرمی سے بولا

"دیکھیں ذیان صاحب میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں سزا کم ہونے کی گارنٹی دیں میں ٹرائل ختم کروا دیتا ہوں" سعد کی بات پر وہ مسکرایا

"غلط فہمی ہے آپ کی" وہ مسکرا رہا تھا" کیس تو ہم ہی جیتیں گے مجھے پتا ہے کیونکے آپ تو جانتے ہیں میں جو کہتا ہوں وہ کرتا بھی ہوں اور جہاں تک سزا کی بات ہے تو" وہ رکا پھر کچھ سوچا" بے فکر رہیں عمر قید کرواؤں گا اور اب آپ جا سکتے ہیں" نہایت آرام سے اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ وہ ایسا ہی تھا مغرور، بے نیاز سا اور ہوتا بھی کیوں نا آج تک ناکامی اس کی قسمت ہی نہیں بنی تھی۔ اس کے جاتے ہی ذیان نے فون اٹھایا" سنو آئندہ یہ بندہ مجھے یہاں نظر نا آئے" لہجہ سخت تھا پھر فون رکھ کر اس

نے موبائل پر نمبر ملایا"ہاں شہراز شفیق ملاوہ "رکا آگے والے کی بات سنی "اسے کہو ٹنشن نالے کیس اب ہمارے حق میں ہے" بات سن کر فون بند کرتے وہ فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"احمد "فریحہ نے دور بینچ پر اسے بیٹھے دیکھ کر آواز دی تھی۔وہ پلٹا اور پھر مسکراتا ہوا اٹھ گیا۔جینز ڈریس شلٹ میں وہ کافی ڈیشنگ لگتا تھا

"ہیلو فری" مسکرا کر کہتی اس نے رک کر فری کا جائزہ لیا تھا" ماشاءاللہ آج تو کیا ہی بات ہے"وہ شرارت سے بولا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی

"مسٹر احمد مکھن نا لگاؤ"فریحہ ہسنے کے بیچ بولی

ہاہاہا"وہ محظوظ ہونے والے انداز میں ہنس دیا"اصل میں میں چاہ رہا تھا کے ڈرامے کے سین پریکٹس کر لیں کیوں کے مجھے پہلا پرائز ہی چاہیئے "وہ اعتماد سے بولا تھا وہ ایسا ہی تھا ہمیشہ پہلے نمبر پر رہنے والا

New Era Magazine

"ہاں کیوں نہیں" اس نے سکرپٹ بنچ پر رکھا اور احمد کے مقابل رکی تھی۔ ان کا ڈرامہ مزاخیہ تھا لیکن یہ کچھ سین سیریس تھے

"آخر کب تمہارے گھر والے آئیں گے رشتہ لے کر" وہ اکتا کر بولی تو احمد ایک قدم آگے آیا

"میں کوشش کر رہا ہوں مگر"

"مگر یہ کے ہر دفعہ تمہارا خاندان بیچ میں آجاتا ہے" احمد کی بات کاٹے وہ غصے سے بولی تو احمد نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما

"پلیز بس کچھ دن یار" اس کی منت بیچ میں ہی رہ گئی تھی جب شاہ زین پتا نہیں کہاں سے آیا تھا فریحہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے آزاد کرتے اسے ایک مکے سے نوازا تھا احمد لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا

"ہمت کیسے ہوئی اسے ہاتھ لگانے کی" وہ چلا رہا تھا فریحہ بے یقنی سے شاہ زین کو تو کبھی احمد کو دیکھ رہی تھی جس کے ہونٹھ سے خون بہہ رہا تھا

"تم تو چلو زرہ" فریحہ کو بازو سے دبوچے وہ گھسیٹتا ہوا آگے لے کر گیا تو احمد اس کے پیچھے لپکا

"نہ "شاہ زین کے سارے دوست احمد کے سامنے رکے "اگر جان پیاری ہے تو نکل لے "وہ تنز سے ہنسے تو احمد نے بے بسی سے انہیں دیکھا اور پھر بے چارگی سے مڑ گیا

"ماما۔۔ماما "وہ پرس میں کچھ ڈھونڈ ھتے سڑھیاں اتر رہی تھی "ہاں بولو کیا ہوا "سمیرہ کچن سے باہر آئیں تو دائمہ ان کے پاس ہی رک گئی

"میں زرہ ضاریہ سے ملنے جا رہی ہوں "اس نے سرسری سا بتایا

"اچھا لیکن اب کم کم ملا کرو وہ تمہارا سسرال بن گیا ہے ایسے اچھا تھوڑی لگتا ہے"

دائمہ نے اکتا کر انہیں دیکھا

"ماما پلیز میں گھر نہیں باہر ملنے جا رہی ہوں اس سے وہ بولی تو سمیرہ نے سر ہلایا

""ٹھیک ہے جاؤ مگر دھیان رکھنا اپنا امانت ہو اب تم دائمہ اکتا کر وہاں سے نکلی تھی

"یہ کہاں غصے سے جا رہی ہے" ارزم نے مین دروازے میں رک کر حیرانی سے غصے سے اسے جاتے دیکھا تھا

"ضاریہ سے ملنے جا رہی ہے" سمیرہ نے نرمی سے بتایا

"اتنے غصے میں کیوں ہے یہ" وہ آکر صوفے پر بیٹھ گیا تھا

"بس زیان کے ذکر پر مصیبت پر جاتی ہے اسے" وہ خفگی سے بولیں

"ہاہاہا۔۔۔امی تو ناذ کر کیا کریں نا کیوں اسے غصہ دلاتی ہیں" وہ مسکرا کر بولا پھر سمیرہ کو قریب آنے کو کہا وہ خاموشی سے چلتی اس تک آئیں

"بیٹھیں امی" اُنہیں کہلائی سے پکڑ کر اپنے برابر بیٹھیا" دیکھیں امی سب اتنا اچانک ہوا ہے کے دائمہ کو وقت لگے گا زیان کو منگیتر کے طور پر اکسیپٹ کرنے میں اسے وقت دیں وہ سمجھدار ہے وہ سمجھ جائے گی" نرمی سے کہتے آخر میں ارزم نے سمیرہ کو دیکھا تو ان نے سر ہلا دیا

"چلو بتاؤ کیا لاؤں کھانے کے لیے "

"کچھ نہیں میری میٹنگ ہے میں فائل لینے آیا تھا اب نکلتا ہوں" وہ اٹھا تو سمیرہ بھی سر ہلاتی اٹھ گئیں

اس نے فریحہ کو لا کر یونیورسٹی کی ایک پرانی لیب میں چھوڑا تھا۔ بامشکل خود کو گرنے سے بچاتے وہ دیوار کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی تھی

"تم اس احمد کے ساتھ کیا کر رہی تھی" وہ دبی آواز میں چلایا تھا

"تمہیں کیوں بتاؤں" وہ چلائی

"منہ بند کرو" وہ قدم قدم آگے ہو رہا تھا اور وہ خوف سے پیچھے

"دور رہو مجھ سے" وہ بے بسی سے دو دی تھی وہ ڈر کر دیوار سے جا لگی تھی شاہ زین پیچ کا فیصلہ تہ کرتے اس تک پہنچا تھا اس کے اطراف میں ہاتھ جمائے اس پر جھکا

"میں صرف تمہیں ہاتھ لگاؤں گا میں صرف تمہاری تعریف کروں گا تم صرف میری ہو نا تمہیں کوئی دوسرا ہاتھ لگائے گا نا دیکھے گا" اس کے بھیگے چہرے کو نظروں کے حسار میں لکتے اس نے سختی سے باور کروایا تھا

"تم کچھ نہیں لگتے میرے" وہ کانپتی آواز میں بولی تو وہ تلخی سے ہنس دیا

New Era Magazine

"ہائے! تم ایک بار کہو تو ابھی نکاح کر لیتے ہیں پھر تو آپ کے اپنے بن جائیں گے" وہ دلفریبی سے بولا تو فریحہ اسے پیچھے کرتے وہاں سے تیزی سے نکلی تھی اور وہ بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہنس دیا

وہ دونوں ہوٹل میں آمنے سامنے بیٹھیں تھی

"بھائی دو منٹ میں ہوٹل پہنچیں" میسج بھیج کر وہ دائمہ کی طرف متوجہ ہوئی

"کس کو میسج کر رہی تھی" وہ عام سے انداز میں بولی تھی

"کچھ خاص نہیں" وہ مسکرائی تو فون بج اٹھا "بھائی کالنگ" کے الفاظ جگمگا رہے تھے

"دو منٹ" وہ ٹیبل سے تھوڑا دور آگئی تھی

"آپ کہاں ہیں" فون اٹھاتے ہی وہ خفگی سے بولی

کوٹ" مختصر جواب

"ہم انتظار کر رہے ہیں آپ کا بھائی" اس نے اپنی بات پر زور دیا

New Era Magazine

"نہیں آسکتا "

"بھائی پلیز میری قسم ایک بار پلیز بھائی" وہ امید سے بولی

"آتا ہوں پانچ منٹ تک" وہ بند ہوا تو ضاریہ نے گہرا سانس لیا اور واپس اپنی کرسی سنبھالی

"کس کا فون تھا" اس نے غور سے اسے دیکھا

"بس تھا کسی کا" وہ بھی شرارت سے بولی

"کیوں بولیاں تھا مجھے سچ سچ بتاؤ کچھ غلط ہونے کا سائن آرہا ہے مجھے " وہ تشویش سے بولی تو ضاریہ کھلکھلا کر ہنس دی

"کھانا کھاؤ بعد میں بتاؤں گی" دائمہ بھی شانے اچکاتی کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ٹھیک پانچ منٹ بعد ہی اس کا فون بجا تھا مسکرا کر وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی

"میں آتی ہوں دائمہ " مسکرا کر کہتے وہ اسے حیران چھوڑ کر وہاں سے گئی تو دائمہ سر جھٹکتے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی تب ہی کوئی اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ دائمہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو نظروں کے ساتھ ساتھ دل کی دھڑکن بھی ساکت ہو گئی تھی ہمیشہ کی طرح کالے پینٹ کوٹ اور چہرہ سنجیدہ تھا

"بدلحاظ، بدتمیز اور پتا نہیں کیا کیا اس سب کی وجہ جان سکتا ہوں" لہجہ سنجیدہ تھا۔ دائمہ نے تھوک نگلا

"اسے کس نے بتایا" وہ سوچ ہی سکی

"اب کچھ بولیں گی آپ" زیان نے اپنی بات پر زور دیا

"میں۔۔۔۔وہ۔۔۔نہیں کہا" وہ منمنائی

"صحیح۔۔۔تو شادی سے کوئی مسئلہ" لہجہ اب کی بار نارمل تھا

"ن۔۔نہیں" زیان نے سر ہلایا

"اب امید ہے شادی سے انکار نہیں ہو گا" چیلنج کرتے وہ اٹھا "خدا حافظ" وہ پلٹ گیا

"بدتمیز انسان" بے بسی سے کہتے وہ بھی اٹھ گئی

"کیا ہوا ہے فری میری جان کچھ تو بولو میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے" دائمہ گھر آتے ہی اپنا مسئلہ بھول کر فریحہ کو چپ کروانے میں لگ گئی تھی

"دائمہ میں جان سے ماردوں گی اس ذلیل کو" وہ رونے کے بیچ غصے سے بولی تھی

"اب کیا کیا ہے شاہ زین نے" دائمہ اکتا کر بولی

"اس نے احمد کو مارا ہے اور مجھے بھی عجیب عجیب باتیں کہیں ہیں" دائمہ نے خفگی سے اسے دیکھا

"اور تم پھر ڈر کر آگئی"

"تو اور کیا کرتی قتل کر دیتی" وہ زچ ہوئی تو دائمہ نے گہرا سانس لیا

"اچھا سوری مجھے بتاؤ اب اگلے ہفتے جانا ہے نا تم نے" فریحہ نے سر ہلایا "اب چپ کر کے پیپر دو پھر ہم تمہاری ٹرانسفر کروالیں گے ٹھیک ہے نا" دائمہ کے مسلہ حل کرنے پر وہ مسکرادی

"تھینکس" مسکرا کر کہتے اس نے جلدی سے آنسو صاف کیے تو دائمہ بھی مسکرادی

"تم چلی جاؤ گی تو میرا کیا ہوگا" وہ اداسی سے بولی

"کیوں میں کہاں جارہی ہوں" دائمہ حیرانی سے بولی

""پاگل۔۔تم چلی جاؤ گی نا اگلے مہینے وکیل صاحب کے ساتھ وہ شرارت سے بولی تو دائمہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا

New Era Magazine

"ابھی تاریخ فائنل نہیں ہوئی" وہ خفا ہوئی

"آپ اپنا سسٹم اپ ڈیڈ کریں میڈم دوپہر کو انکل کا فون آیا تھا گیارہ کو تمہاری مہندی ہے ارزم بھائی کی مہندی والے دن اگلے دن ارزم بھائی کی برات ہے اور پھر تمہاری جبکہ ولیمہ ساتھ ہے۔اب مبارک "خوشی سے بتاتے آخر میں وہ شرارت سے بولی

"کیا" دائمہ جھٹکے کے بیڈ سے اٹھی

"جی بلکل اب صبر کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا" دائمہ حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی جبکہ فریحہ مسکرا کر لیٹ گئی

"کیسا ہوا پیپر" دائمہ کو جاتے دیکھتے ضاریہ تیزی سے اس کی طرف آئی مگر وہ نظرانداز کیے چلتی رہی "ناراضگی ختم کرونا یار پلیز" ضاریہ فورن ہی اس نے سامنے آئی

"تم نے اچھا نہیں کیا" رخ موڑے وہ غصے سے بولی

"یار میں صرف بھائی اور تمہارے بیچ سب سٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی" ضاریہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی

New Era Magazine

"اور وہ بد تمیز اور بد لہاز جیسے القابات اسے کس نے بتائے تھے" آواز میں خفگی تھی

"یار اصل میں وہ فری نے ذکر کر دیا تھا چھوڑو نا معاف کر بھی دو یہ لو" ضاریہ نے کان پکڑ لیے تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی

"دیکھو ضاریہ شاہد زیان ویسا نا ہو جیسے میں سمجھتی ہوں اسی لیے میں اسے موقع دے رہی ہوں میں دل سے اس شادی کے لیے تیار ہوں

کیا" وہ حیرانی سے چیخی اور پھر آگے بھر کر اس کے گلے لگ گئ "خوش کر دیا" وہ خوشی سے بولی تو دائمہ اداسی سے مسکرا دی

"میں کوشش کروں گی تمہارے بھائی کو مجھ سے کبھی کوئی شکایت نا ہو" ضاریہ اس سے الگ ہوئی

"فکر نا کرو مجھے پتا ہے تم ان کا پورا خیال رکھو گی" ضاریہ مسکرا رہی تھی

"ضاریہ زندگی کا بہت بڑا فیصلہ کیا ہے میں نے اور اب چاہ کر بھی میں اس سے پیچھے نہیں ہو سکتی" ضاریہ نے اس کے دونوں ہاتھ تھامے

"میری جان تم نے میرے لیے بسٹ چنا ہے نا تو اسی طرح میری جان میں نے تمہارے لیے بہترین چنا ہے" دائمہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا

New Era Magazine

"شکریا" وہ دونوں مسکرادیں

"دیکھیں آبد جوڑوں کے آڈر میں نے دے دیے ہیں اور باقی سب ٹائم سے ان کے گھر پہنچ جائے گا" سمیرہ نے کارڈز دیکھتے سر سری سا کہا

"میں بھی کل فرنیچر کا فائنل کر آؤ گا"

تب ہی مین دروازے سے فریحہ اور دائمہ ساتھ اندر آئیں تھیں

"سلام" وہ دونوں ایک ہی صوفے پر بیٹھ گئیں

"کیسا ہوا تم دونوں کا پیپر" آبد ملک نے نرمی سے پوچھا

"ٹھیک ہوا" دائمہ نے سر ہلا کر فریحہ کی تاکید کی

"کل چھٹی ہے تو دائمہ میرے ساتھ چلو جیولری پسند کر واور شادی کا جوڑا بھی ڈن کرو" سمیرہ نے ایک نظر اسے دیکھتے کہا

"میں مصروف ہوں میں اون لائن دیکھ لوں گی" اکتا کر کہتے وہ اٹھ کر اندر چلی گئ

"بھوت نہیں اترا اس کے سر سے شادی نا کرنے کا" آبد ملک نے فریحہ کر متوجہ کیا

"بس بابا وہ دل سے خوش نہیں ہے لیکن آپ لوگوں کے لیے مان گئی ہے" وہ اداسی سے بولی

"دیکھنا آپ لوگ ولیمے والے دن ہی کہے گی زیان بہت اچھا ہے" سمیرہ سوچ کر مسکرا دیں

"انشاءاللہ" فریحہ نے دل میں کہا "میں فریش ہو کر آتی ہوں" سرسری سا کہتے وہ اٹھ گئی

"کیسا ہوا فری پیپر" احمد کے اچانک سامنے آنے پر اس نے مشکل سے بریک لگائی تھی

"ہاں اچھا ہو گیا اور تمہارا" بیگ میں کچھ تلاش کرتے وہ سرسری سا بولی

"ہمیشہ کی طرح پرفکٹ" وہ ہنسا تو فریحہ بھی مسکرا دی "کیا ڈھونڈ رہی ہو یار" اسے مسلسل بیگ میں گھسے دیکھ کر اس نے اکتا کر پوچھا

"میرا پرس نہیں مل رہا میں نے بیگ میں ہی ڈالا تھا یار بھوک سے جان نکل رہی ہے صبح جلدی میں ناشتہ بھی نہیں کیا تھا" وہ جھنجھلا کر بولی تو احمد مسکرایا

New Era Magazine

"اس میں کون سی بڑی بات ہے گھر بھول گئی ہو گی چلو کیفے مل کر کچھ کھاتے ہیں" احمد کی بات پر اس نے نفی میں سر ہلایا

"نہیں شکریا بس مہونا آجائے میں اس سے پیسے لے کر کچھ کھالوں گئی"

"پلیز فارمل نا ہو یار مہونا بھی کروائے گی نا میں ہی کروا دیتا ہوں چلو اب" احمد کے اٹل لہجے کے آگے مجبور ہو کر اس نے سر ہلا دیا۔ کیفے میں ایک ٹیبل پر وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"احمد اس دن کے لیے سوری مجھے شاہ زین کی وجہ سے بہت شرمندگی ہوئی" چائے کے کپ کے منہ پر انگلی پھیرتے وہ اداسی سے بولی البتہ احمد کا چہرہ سنجیدہ تھا

"فری ایک بات کہوں" فریحہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر سر ہلا دیا "تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں" احمد نے بات مکمل کر کے بغور اسے دیکھا اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی

"مجھے بہت پہلے اس بات کا اندازہ تھا احمد کے یہ سب دوستی سے بڑھ کر ہے" اس کے لہجے میں کوئی غصہ نہیں تھا اور نا ہی تلخی

"تمہیں کیسے پتا" وہ حیران تھا

"احمد لڑکی کو اپنے اوپر اٹھنے والی ہر نظر کا اندازہ ہو جاتا ہے" نرمی سے کہتے وہ آگے ہوئی دونوں بازو ٹیبل پر رکھے اس نے احمد کی آنکھوں میں دیکھا "احمد تم اپنے چار بہنوں کے اکلوتے بھائی ہو اور اپنے گھر کا واحد سہارا تم جو اتنی محنت کر رہے ہو تا کے اپنے گھر کے حالات بہتر کر سکو پتا نہیں تمہاری ماں کیسے اس یونیورسٹی کی فیس اور گھر کے خرچ تماری پاٹ ٹائم جاب سے پورے کرتی ہیں" وہ رکی احمد کے چہرے پر کہیں رنگ آئے تھے "شاہ زین نے اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو تمہارے گھر والوں کا کیا ہو گا سوچا ہے تم نے کبھی۔۔ وہ بہت بڑا بدمعاش ہے احمد میں کسی صورت تمہارے گھر والوں کا نقصان نہیں کر سکتی" فریحہ چپ ہوئی تو جیسے فضا بھی ساکت ہو گئی۔ وہ کیسے بھول گیا تھا کے وہ ایک مجبور بیٹا اور مجبور بھائی ہے جسے اپنی ماں کا سہارا اور بہنوں کا بہتر مستقبل بننا ہے

"شکریا فری" منہ میں اتنا ہی کہنے کر ہمت تھی

"اور میں اپناٹرانسفر کروا رہی ہوں اس یونیورسٹی سے" فریحہ کی بات پر احمد کو شاک لگا تھا بہت سے کانچ ساتھ دل میں لگے تھے "میں نہیں چاہتی شاہ زین مجھے کوئی نقصان پہنچائے اور بعد میں سب کو دکھ ہو لیکن میں تم سب کو بہت مس کروں گی" فریحہ

New Era Magazine

زبردستی مسکرائی تھی دل تو اداس ہو گیا تھا اسے احمد سے کوئی لگاؤ نہیں تھا لیکن وہ بہت اچھا دوست تھا اور کسی دوست کو ریجکٹ کرنا جان لیوا ہوتا ہے

"فری میری بات سنو پلیز بس میری دو بہنیں رہ گئیں ہیں ایک کی شادی ہو گئی ہے ایک کی مہینے کے آخر میں ہے پھر ہم منگنی کر لیں گے میں کوشش کروں گا کے صبا کی شادی بھی اسی سال ہو جائے اور پھر ہم شادی کر لیں گے ماہا ابھی چھوٹی ہے میری بات کو سمجھو فری مجھے تھوڑا سا وقت دو" وہ بے چارگی سے منت کر رہا تھا فریحہ کے گلے میں آنسوؤں کا گھولا اٹکا "فری پڑھائی ختم ہوتے ہی میں جاب کا بندوبست کر لوں گا مگر پلیز "احمد کی آنکھوں میں لہراتا اپنا عکس فریحہ کو پانی کی پھوار سے جگمگاتا نظر آ رہا تھا

"احمد پلیز میری بات کر سمجھو شاہ زین "

"شاہ زین۔۔۔شاہ زین" وہ اکتا کر بولا "بھاڑ میں گیا شاہ زین مجھے تم ضرورت ہو فری صرف تم یار میں اتنا غریب نہیں ہوں کے تمہیں دو وقت کی روٹی نا دے سکوں اگر میں ایک جاب سے مینج نا کر سکا تو دو بھی کرنے کو تیار ہوں لیکن ایک موقع تو دو مجھے" اس نے امید سے فریحہ کو دیکھا ایک آنسو اس کی گال پر پھسلا تھا جسے اس نے فوراً صاف کیا تھا اور پھر بغیر کچھ کہے وہ بیگ اٹھاتے اٹھ گئی تھی رک کر اس نے آخری نظر احمد کو دیکھا تھا جو اب بھی امید سے اسے دیکھ رہا تھا اور پھر وہ رکی نہیں۔احمد ساکت بیٹھا اسے

جاتے دیکھ رہا تھا اسے لگا جیسے زندگی بھی اس سے روٹھ گئی تھی آخر اللہ غریبوں کو دل ہی کیوں دیتا ہے اور آگر دیتا ہے تو پھر اس میں اپنے بندوں کی محبت ڈالتا ہی کیوں ہے--------

----

پیپرز کے بھاری دن ختم ہو چکے تھے۔ باہس شیخ اور آبد ملک کے گھر ایک ساتھ خوشیاں اتری تھیں شادی سے ہفتہ پہلے ہی شادی کے فنکشن شروع ہو چکے تھے۔ فریحہ نے احمد کے متعلق دائمہ سے کوئی بات نہیں کی تھی وہ اسے ان خوبصورت لمحوں میں اپنی وجہ سے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اس کی خود احمد سے اس دن کر بعد ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ آخر ایک ہفتے سے شروع ہوئے فنکشن ختم ہوئے تھے اور مہندی کا دن آیا تھا۔ شہر کی ایک مارکی میں دونوں مہندیوں کا انتظام ساتھ ہوا تھا۔ اسٹیج پر دو جھولے موجود تھے ایک میں پیلے رنگ کا لہنگا اور پیلے میں ہی چولی اور دوپٹہ اوڑھے ارزم کے پہلوں میں ضاریہ بیٹھی تھی جو خود کرتے اور شلوار میں شاندار لگ رہا تھا جبکہ دوسری طرف گہرے سبز رنگ کا لہنگا اور چولی خس کے اوپر اس نے گولڈن میں نٹ کا ڈوپٹہ لیا ہوا تھا خوب بچ رہا تھا جبکہ اس کے ساتھ سفید شلوار قمیض میں زیان ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھا۔ حال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا

"آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں" ارزم نے اس کی طرف جھکتے نرمی سے کہا تھا

"شکریا" وہ اتنا آہستہ بولی تھی کے آواز بامشکل ہی ارزم تک پہنچی تھی

"میرے بارے میں کیا خیال ہے کیسا لگ رہا ہوں میں" وہ اب بھی شرارت سے بولا تھا مگر ضاریہ نے محض ہنستے ہوئے سر جھکا لیا تھا "گھر میں بھی اتنا کم ہی بولتی ہیں ہے آپ یا یہ عنایت صرف میرے لیے ہیں"

میں اتنا ہی بولتی ہوں "اب آواز کچھ اونچی تھی"

"چلو پھر میں تو خوش قسمت نکلا جس کی بیوی بولتی ہی نہیں ہے" ہنسی دبائے اس نے مصنوعی شکر ادا کیا

New Era Magazine

"جب آپ کے ساتھ کمفٹیبل ہو جاؤں گی تو پھر بول لیا کروں گی" وہ سر جھکائے ہی بول رہی تھی

"کس طرح کی کمفرٹ" وہ شرارت سے بولا اور ضاریہ کے گال سرخ پڑھ گئے تھے وہ تو شکر ہے فریحہ رسم کے لیے اسٹیج پر آگئی تھی۔ فریحہ سب سے پہلے دائمہ کی طرف گئی تھی جہاں وہ دونوں ہی خاموش بیٹھے تھے مہندی کی عام رسمیں کر کے اس نے زیان کی انگلی پکڑی تھی

"بھائی پیسے" وہ شرارت سے بولی

"یہ کیا رسم ہے" وہ بے زاری سے بولا تو فریحہ کھلکھلا کر ہنسی

"بھائی ہر پیسے دینے والا یہ ہی کہتا ہے" زیان نے بغیر مزید بحث کیے اسے پیسے نکال دیے تھے "یاہوووو" کا نعرہ لگاتے وہ اب ارزم کی طرف گئی تھی اور جلدی سے اس کی چھوٹی انگلی پکڑی تھی "پیسے" وہ شرارت سے بولی

"یہ رسم دلہن کی بہن کرتی ہے" ارزم منہ بنا کر بولا

"تو بھابھی کی کوئی بہن نہیں ہے اس لیے میں ہی ان کی بہن ہوں" اور پھر بہت مشکل سے اس نے ارزم سے پیسے نکلوائے تھے۔ سب مسکرا رہے تھے دل سے سوائے دائمہ کے جسے دکھ تھا تو یہ کے ساتھ بیٹھے بندے نے ایک بار بھی اسے پکارنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔

New Era Magazine

رخصتی بارہ بجے کے قریب ہوئی تھی۔دائمہ کی رخصتی اگلے دن تھی اور آج ایک اور امید ٹوٹی تھی زیان نے آج بھی اسے بات کرنے کیا دیکھنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی ۔بہت سے آنسو اندر اتارتے اس نے فنکشن گزارہ تھا۔اس وقت وہ ضاریہ کے ساتھ ارزم کے کمرے میں موجود تھی جو عروسی جوڑے میں انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی

"دیکھ لو میں نے پہلے بھابھی بنایا ہے تمہیں" دائمہ نے فتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وہ بھی مسکرادی

ہاں یہ تو ہے""

"ضاریہ میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا" دائمہ نے اس کا ہاتھ تھاما تھا "میرے اور تمہارے درمیان کی بات ہمیشہ میرے اور تمہارے درمیان رہے گئ" ضاریہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا "دیکھو میں اب صرف تمہاری دوست نہیں ہوں تمہاری

New Era Magazine

بھابھی ہوں تمہارے بھائی کی ہونے والی بیوی ارزم سب معاف کر دے گا مگر تمہارے بھائی کی غلطی کبھی نہیں سمجھ رہی ہو نا" دائمہ کی بات پر ضاریہ پھیکا سا مسکرائی

"بھائی تمہیں خوش رکھیں گے دائمہ "وہ امید سے بولی تھی اور دائمہ تلخی سے مسکرائی

"ہاں وہ تو میں اس ایک مہینے میں جان گئی ہوں کے اس شادی میں سب کی مرضی تھی بس اس کی نہیں تھی خیر چاہے تم زبان کو ارزم کی سب شکایت لگاؤ مجھے فرق نہیں پڑتا مگر ارزم سے کبھی کچھ مت کہنا" دائمہ کی بات پر اس نے سر جھکا لیا تھا

"کیا پٹیاں پڑھا رہی ہو میری بیوی کو "اسے مصنوعی گھورتے ارزم دروازے میں ہی رک گیا

"کہہ رہی تھی ارزم کو مٹھی میں رکھنا "اسے واپس گھورتے وہ کمرے سے گئی تو ارزم بھی آکر ضاریہ کے سامنے بیٹھا

New Era Magazine

"خوش ہونا" سوال سنجیدہ تھا

"جی" اس نے سر اٹھائے بس اتنا کہا تھا اور ارزم بہت سی سوچوں سے آزاد ہوا تھا

"لاجواب" اسے دیکھتے وہ شرارت سے بولا تو ضاریہ مسکراتے سر جھکا گئی "ضاریہ اللہ نے چاہ تو زندگی کے ہر قدم پر مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا" پھر ارزم نے رک کر ایک باکس اس کے سامنے کھولا تھا جس کے اندر خوبصورت سی رنگ چمک رہی تھی "منہ دیکھائی" ضاریہ نے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا اور ارزم نے مسکرا کر اس کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا دی

"کیسی لگی"

"پرفکٹ" انگوٹھی کو دیکھتے وہ مسکرائی

"کچھ پوچھنا ہے آپ نے "ارزم نے نرمی سے پوچھا

"نہیں وقت کے ساتھ پتا چل جائے گا "ارزم کو دیکھتے اس نے مسکرا کر کہا

"کچھ نہیں "ارزم نے اپنی بات پر زور دیا ضاریہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اور پر ہنس دی

"بہت اچھے لگ رہے ہیں آپ "اس کے شرمائے شرمائے انداز پر وہ محظوظ ہونے والے انداز میں ہنس دیا

"دل کی بات جان لی"

New Era Magazine

"نکاح رشتہ ہی ایسا ہے" وہ اب قدرے ریلیکس محسوس کر رہی تھی

"شکر آپ بولتی بھی ہیں" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ضاریہ نے سوچا تھا اس کو اس کا ہمسفر بغیر کسی مشکل اور پریشانی کے اتنا اچھا مل گیا تھا دل نے سجدہ شکر کیا تھا لیکن کل مہربان نہیں ہوتا قربانی تو ہر خوشی کی بنیاد ہوتی ہے اب قربانی کس کا مقدر تھی یہ تو وقت ہی جانتا تھا۔۔

"سب چیزیں رکھ لی ہیں کچھ رہ نا جائے" ثمرین نے نوکرانی سے کہا تھا جو سمان اٹھائے باہر جا رہی تھی

"جی بیگم صاحبہ آپ فکر نا کریں" ثمرین سر ہلاتے ٹی وی لاؤنج میں آگئی تھیں جہاں زیان اور باہس شیخ باتوں میں مصروف تھے

"توتم نہیں جارہے" ثمرین کے لہجے میں خفگی تھی

"نہیں ماں کام ہے مجھے پرسوں شفیق کے کیس کی بھی ہیر نگ ہے" سرسری سا کہتے اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"شفیق کیسا ہے" ثمرین کو دک دم یاد آیا تھا

"

"کافی فکر مند رہتا ہے ارسلان میں ویسے ہی اس کی جان بستی ہے بس کوشش ہے جلد اس کیس کو بھی ختم کروں"

"شفیق کو بلاو ناگھر کافی عرصہ ہو گیا ہے شکل بھی نہیں دیکھی اس کی" باہس شیخ کی بات پر اس نے سر ہلایا

"میں نے اسے کہا تھا شادی پر ضرور آنا لیکن کہاں وہ تو بس گھر کا ہو کر رہ گیا ہے" زیان نے افسوس سے سر جھٹکا

"میں تو سوچتی ہوں یہ لوگ الزام لگاتے ڈرتے نہیں ہیں" ثمرین نے خفگی سے کہا

"کہاں ماما چلیں میں نکل رہا ہوں آپ لوگ بھی ٹائم سے نکل جایئے گا" اپنی جگہ سے اٹھے اس نے دونوں کو تاکید کی

"ہاں ٹھیک ہے تم خیر سے جاؤ" زیان سر ہلاتے وہاں سے نکل گیا تھا

"چلیں پھر ہم بھی تیاری کریں باہس"

"بیگم رک جاؤ ان کو جاگنے تو دو اتنی صبح جا کر کیا کرنا ہے" باہس شیخ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

New Era Magazine

"بس مجھے اس سے ملنے کی جلدی ہی بہت ہے" ان کی بات کو نظرانداز کرتے ثمرین تیار ہونے اپنے کمرے کی طرف چل دی

"ضاریہ ایک بات بتاؤ" ارزم نے بال بناتے شیشے سے ضاریہ کو دیکھا تھا جو تیار ہوئے اب بیڈ شیٹ درست کر رہی تھی

"جی" اس نے پلٹ کر ارزم کو دیکھا ارزم نے بھی ضاریہ کی طرف رخ موڑا موڑے ڈریسنگ سے ٹیک لگائے اس نے سینے پر بازو باندھے

"کیا زیان اس شادی کے لیے راضی ہے" غور سے ضاریہ کو دیکھتے اس نے استفسار کیا ضاریہ کے دل کی دھڑکن تھمی تھی

New Era Magazine

"جی کیوں کچھ ہوا ہے "لہجہ کو سرسری سا بناتے اس نے ارزم کو دیکھا جس نے شانے اچکا دے

"مجھے لگا"

"ایسا نہیں ہے ارزم اصل میں بھائی کی طبیعت کافی الگ ہے وہ کسی چیز کا کھل کر اظہار نہیں کرتے "ضاریہ کے جواب پر اس نے محض سر ہلایا تھا

ٹھک ٹھک... دروازے کے باہر کون ہوگا وہ دونوں جانتے تھے

"آجاؤ"ارزم نے مسکرا کر کہا تو دائمہ ہنستے ہوئے اندر آئی

"واہ جی دلہن دلہا تو تیار ہیں" دائمہ نے شرارت سے دونوں کو دیکھا

"ہاں تو کیا اب تمہارے آنے کا انتظار کرتے" ارزم نے ہنسی دوبائی

"آپ جائیں نیچے بابا انتظار کر رہے ہیں" دائمہ نے گھور کر اسے جانے کے لیے کہا تو ارزم بھی اسے گھورتے وہاں سے نکل گیا۔دائمہ نے رک کر ضاریہ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا

"میک اپ، کڑھائی والے کپڑے صیح شادی شدہ لگ رہی ہو" شروع میں سنجیدگی سے کہتے اس نے آخر میں شرارت سے ضاریہ کو دیکھا

"ہاں تو شادی شدہ ہوں تو لگوں گی بھی نا" ہنستے ہوئے وہ بیڈ پر بیٹھ گئی

"کیا ملا ہے ارزم بھائی نے تو دیکھا یا بھی نہیں تھا" ضاریہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے کیا

"بہت پیاری ہے چلو نیچے آنٹی انکل انتظار کر رہے ہیں" مسکرا کر کہتے وہ پلٹی

"بھائی نہیں آئے" ضاریہ نے شرارت سے پوچھا

"نہیں کوٹ ہیں وہ" مختصر جواب دیتے وہ کمرے سے نکل گی ٗاور پیچھے ضاریہ نے منہ بنایا

"کوٹ" منہ میں بڑبڑاتی وہ بھی اٹھ گئ

نکاح کے تین بول بول کر وہ ہر چیز کو پیچھے چھوڑتے آج زیان کے نکاح میں آ ہی گئی تھی۔ایک مہینے سے چلتی کشمکش اب بھی کم نا ہوئے تھی ایک عجیب خوف تھا۔ اسے زیان کے پہلو میں لا کر بیٹھایا گیا تھا۔لال عروسی جوڑے اور زیور میں اس پر ایسا روپ آیا تھا کے نظریں پلٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں دوسرے طرف زیان کا لے

پینٹ کوٹ میں پورے وقار کے ساتھ اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔ دائمہ کی نظر بھٹک بھٹک کر ارزم اور ضاریہ کے ہنستے مسکراتے جوڑے پر پڑھ رہی تھی۔ ارزم اسے کسی فیملی سے ملا رہا تھا اور وہ شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں جواب دے رہی تھی

"یااللہ میرے اس سفر کو کامیاب کرنا میرے سارے خدشات غلط ہوں میرے مالک مجھے زیان سے کچھ نہیں چاہیے بس عزت اور مان چاہیے جو ہر لڑکی کو چاہیئے ہوتا ہے" نم آنکھوں کے ساتھ اس نے دل سے دعا کی تھی۔"یہ کیسی مجبوری ہے یہ کیسی آگ ہے جو مجھے ڈرا رہی ہے میرے اللہ آخر یہ کون سی آگ ہے جس میں میں نے خود چھلانگ لگائی ہے میری مدد کر میری مدد کر" آنکھیں بند کیے اس نے بہت سے آنسو اندر اتارے تھے۔ رخصتی کا شور اٹھا تھا تو سب کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔ فریحہ اس کے گلے لگی تھی اور پھر وہ ہر ضبط توڑ کر رو دی تھی

""""پلیز اپنا خیال رکھنا" فریحہ نے بھیگی آواز میں کہا تھا اور پھر سب سے ملتے وہ رخصت ہو گئی تھی

New Era Magazine

دائمہ کافی دیر سے زیان کا انتظار کر رہی تھی۔ کمرہ سادگی سے سجا تھا کہیں کہیں سفید گلابوں کے بوکے موجود تھے بیڈ شیٹ سفید اور گلابی رنگ تھی جبکہ اس سادہ سجاوٹ میں صرف پیلی لائیٹس جو صرف کھڑکی میں لڑیوں کی طرح لگی تھی سجاوٹ کو کچھ دلکش بنا رہی تھیں رہی تھی۔ سجاوٹ بلکل ہی منفرد تھی۔ دائمہ نے کمرے کا جائزہ لیتے سوچا تھا دروازے کھلا تھا اور دائمہ کی دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی

"دیکھیں میں نے پہلے بتایا تھا کے میں صرف قتل کے کیس لیتا ہوں لیکن امجد صاحب آپ کی وجہ سے میں نے آپ کی بیٹی کا کیس لیا" دائمہ نے چونک کر سر اٹھایا تھا وہ فون پر بات کرتا سٹڑی کا دروازہ دھکیل کر اندر چلا گیا تھا اور دائمہ اپنی جگہ شل ہو گئی تھی

یہ تو آپ بھی جانتے ہیں وہ اپنی مرضی سے اس فلیٹ پر گئی تھی" اندر سے اس کی باتوں کی آواز آرہی تھی لیکن دائمہ ساکت تھی "جی میں آرہا ہوں آپ نمرہ کو لے کر پہنچے" وہ باہر آیا تھا اور دائمہ نے دیکھا تھا اس کے ہاتھ میں فائل تھی۔ وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا تھا اس نے تو دیکھانا بھی پسند نہیں کیا تھا اور دائمہ امید کے آسمان سے ناامیدی کے سمندر میں اس بے دردی سے گری تھی کے جسم اور دماغ دونوں شل ہو گئے تھے

آنسو، درد، تکلیف، دکھ پتا نہیں کیا کیا محسوس ہوا تھا۔اس نے چہرہ موڑ کر آئینے میں خود کا عکس دیکھا تھا لوگوں کی نظریں ہٹ نہیں رہی تھی اور ایک جس کے لیے وہ تیار ہوئی تھی اس نے دیکھنا کیا ایک نظر ڈالنا ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی ایک نظر تو انسان اپنے کمرے میں آئی نئی چیز کو بھی دیکھ لیتا ہے وہ تو پھر انسان تھی. پھر کہیں گھنٹے وہ وہاں ساکت بیٹھی رہی تھی

اس نے دل پر ہاتھ رکھا تھا لگا تھا جیسے وہ روئی نا تو دل بند ہو جائے گا۔آخر وہ رو دی تھی ہر بند توڑ کر۔خاموش رات میں بس اسکی سسکیاں گونج رہی تھیں

صبح کی روشنی کمرے میں پھیل چکی تھی۔گلابوں کی مدھم مدھم خوشبو اب بھی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔دائمہ نے آنکھیں کھولی تھیں جو بری طرح سوجی ہوئی تھیں جانے کب اس کی آنکھ لگی تھی۔رات ایک فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھی۔سیدھا لیتے وہ خشک آنکھوں کے ساتھ چھت کو دیکھ رہی تھی۔کچھ دیر بعد باتھ روم کا دروازہ کھلا تھا۔دائمہ نے گردن موڑ کر دروازے کو دیکھا تھا جینز شلٹ میں گیلے

بھگرے بالوں کے ساتھ زیان باہر آیا تھا شاید وہ پوری رات کا اب گھر آیا تھا۔ دائمہ بھی اس کے نکلتے ہی اس سے نظر ملائے باتھ روم میں چلی گئی تھی۔ زیان بال برش کر کے کمرے میں موجود تھری سیٹر صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ دائمہ کی نظر باتھ روم سے نکلتے اس پر پڑی تھی جو سگریٹ جلا رہا تھا اس کے اندر تک کڑواہٹ گھل گئی تھی۔ زیان اسے مکمل نظر انداز کیے اپنے موبائل میں مصروف تھا۔ دائمہ نے ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے کے سامنے خود کا جائزہ لیا تھا۔ سمپل لان کے کپڑے پہنے وہ کہیں سے پہلے دن کی دلہن نہیں لگ رہی تھی۔ بال جو ڈرائے کرنے کے باوجود گیلے تھے دائمہ نے ان کی پونی بنا دی تھی آنکھوں کی سوجن قدرے کم تھی۔ بہت مشکل سے اس نے خود کو راضی کر کے اپنے سادے چہرے پر ہلکی پنک رنگ کی لپ سٹک لگائی تھی

"میری زندگی کے کچھ اصول ہے اگر آپ ان پر عمل کریں گی تو مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی اور نا آپ کو ہو گی" آخر وہ بولا تھا لیکن بولا بھی کیا تھا۔ لہجہ سنجیدہ تھا۔ دائمہ نے شیشے سے اسے دیکھا تھا وہ بات اس سے کر رہا تھا مگر نظریں موبائل پر جمی تھیں

"شکایت" تلخی سے مسکراتے اس نے زبان پر چوٹ کی تھی مگر وہ نظرانداز کیے آرام سے موبائل بند کرتے اس کی طرف متوجہ ہوا

"مجھے دیر تک سونے سے سخت کوفت ہے۔آپ کو روایتی بیویوں کی طرح میرے کام کرنے کی بلکل ضرورت نہیں ہے اور نا میں روایتی بیویوں کی طرح سنا چاہتا ہوں کے آج آپ لیٹ کیوں آئے وغیرہ وغیرہ" وہ مسلسل اسے دیکھے سخت لہجے میں بول رہا تھا اور دائمہ بس اسے سن رہی تھی" مجھے اپنے کسی کام میں دخل پسند نہیں اور نا مجھے آپ کو اپنے قریب کرنے کا کوئی شوق ہے سوان سب کو نظر میں رکھتے نا آپ کسی چیز کی مجھ سے امید رکھیے گا اور نا میں آپ سے کوئی رکھوں گا" سفاکی سے اپنے اصول بتاتے وہ موبائل میں مصروف ہو گیا تھا اور دائمہ کو شیشہ دھندلا نظر آیا تھا بہت سے آنسو دل پر گرے تھے لمبا سانس لیتے اس نے بہت سے آنسو اندر اتارے تھے اور پھر وہ پلٹی تھی

"پھر شادی کیوں کی" وہ غصے سے چبا چبا کر بولی تھی

"کرنی تھی کر لی ضاریہ کی مرضی تھی سب کی تھی میں نے منع کر کے کیا کرنا تھا" وہ ہی بے زار لہجہ۔ دائمہ بس خاموشی سے کتنی دیر اسے دیکھتی رہی تھی۔ زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ غلط تھا

"

"منہ دیکھائی میری نیچے سب پوچھیں گے" وہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی

ٹائم نہیں ملا اندر سے کچھ بھی نکال کر پہن لو" "

"کیسے پہن لوں یہاں کا زیور ضاریہ نے دیکھا ہوا ہے اور وہاں کا سب نے" وہ غصے سے دبی آواز میں چلائی تھی

"آواز نیچے" سختی سے کہتے اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں پھینکا تھا" یہ سب مجھ سے نہیں ہوتا کہ دینا نہیں دیا میں نے کچھ" بے زاری سے کہتے وہ اٹھ کر بالکنی کے دروازے میں کھڑا ہو گیا تھا۔ دائمہ نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ فون اٹھایا تھا۔ وہ کیسے

بتائے گی گھر والوں کے وہ پہلے دن ہی اتنے بڑے طریقے سے ٹوٹی ہے۔فریحہ کا نمبر ملاتے اس نے آنسو روکے نہیں تھے

"واہ جی آج صبح صبح مجھے کیسے یاد کر لیا"فریحہ کی شرارتی آواز فون پر گونجی تھی

"فری میری بات سنو"وہ بھیگی آواز میں بولی تھی

"کیا ہوا دائمہ سب ٹھیک ہے"

"میرے پرس سے میرا کارڈ نکالو کسی طرح کسی جیولری شاپ سے کوئی بھی انگھوٹی کچھ لو اور کمرے میں سب سے پہلے تم آؤ گی اور مجھے دو گی"خود پر ضبط کرتے وہ بھی ایک ہی سانس میں بولی تھی

"مگر دائمہ "اس کے اور سوالوں سے بچتے دائمہ نے فون ہی کاٹ دیا تھا وہ پلٹی تو زیان کافی فاصلے پر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا

"اس سب کا مطلب "لہجہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا

"اپنے ماں باپ کا برہم "وہ بھی اسی انداز میں بولی تھی

"میں نے نا آپ کو کوئی امید دلائی تھی اور نا دلاؤں گا سو یہ برہم ورم کی باتیں میرے سامنے نا کیا کریں "بے زاری سے کہتے وہ کمرے سے نکلا تو وہ پیچھے ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

"میں کیا کروں گی یا اللہ "یہ ہی تو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اب کیا کرے گی

New Era Magazine

"میں دائمہ سے مل کر آتی ہوں" سب ڈرائنگ روم میں ہی بیٹھے ہوئے تھے

"میں بھی آئی" ضاریہ بھی اپنے جگہ سے اٹھی تھی۔ وہ خوب تیار ہوئی ہوئی تھی ثمرین تو

دل میں ہی اس کی نظر اتار رہی تھیں

"ارے بھابھی آپ بیٹھیں ابھی تو آئیں ہیں" گڑبڑا کر کہتے وہ تیزی سے وہاں سے نکلی تھی

"بھائی نظر نہیں آرہے" ضاریہ نے واپس بیٹھتے پوچھا تھا

"وہ دونوں ابھی تک نیچے نہیں آئے" ثمرین نے سرسری سا بتایا تھا۔دوسری طرف فریحہ کمرے کے دروازے پر دستک دیتے اندر آئی تھی لیکن آگے دائمہ کی حالت دیکھتے اس کے چورہ تبک روشن ہو گئے تھے۔دائمہ کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں اور وہ روئے جا رہی تھی فریحہ نے آگے آکر اسے گلے لگایا تھا

"دائمہ ہوا کیا ہے یار ایسے مت رو میرے دل کو کچھ ہو جائے گا" فریحہ نے دکھ سے اسے خود سے الگ کر کے دیکھا تھا

"فری وہ انسان نہیں ہے اس کے سینے میں دل نہیں ہے پتھر ہے" ہچکیوں کے بیچ وہ مشکل سے بولی تھی اندر آتے زیان کے قدم زنجیر ہوئے تھے فریحہ نے سائڈ پر پڑھا پانی کا گلاس اسے تھمایا تھا جس سے اس نے ایک ہی گھونٹ بھرا تھا

"لیکن ہوا کیا ہے" فریحہ نے نرمی سے پوچھا تھا

"فری اس نے مجھے ایک شو پیس کی طرح اس کمرے میں رکھ لیا ہے اس شو پیس کی طرح جیسے اسے دیکھنے کی کوئی تمنا ہی نہیں ہے" زکام زدہ آواز میں کہتے اس نے گہرے سانس لیے تھے

"اب کیا ہو گا" فریحہ نے تو سر ہی تھام لیا تھا

"ولیمے کا انتظار ولیمے کے بعد ارزم لوگ ہنی مون کے لیے چلے جائیں گے اور میں تب فیصلہ کرواؤں گی اگر زیان مجھے اپنا نہیں سکتا تو چھوڑ دے" بے لچک لہجے میں کہتے اس نے بھگا چہرہ صاف کیا

"اور جب بھائی کو پتا چلا تو"

"فری میں ان کا گھر خراب نہیں کرنا چاہتی لیکن قربان میں نہیں ہوں گی اگر یہ سب میں نے روز برداشت کیا تو میں مر جاؤں گی" زیان سپاٹ چہرہ لیے مڑ گیا تھا

New Era Magazine

"یہ لو" فریحہ نے ایک انگوٹھی اس کی طرف بڑھائی تھی جسے اس نے بغیر کچھ کہے پہن لیا تھا

ناشتے کی ٹیبل پر سب موجود تھے۔زیان اور دائمہ کچھ دیر پہلے ہی آئے تھے

"دائمہ سب ٹھیک ہے تم اتنی مرجھائی ہوئی کیوں ہو" سمیرہ نے تشویش سے اسے دیکھا تھا۔ٹیبل پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے سوائے زیان کے

"نہیں ماما شادی کی تھکن ہے" وہ زبردستی مسکرائی

New Era Magazine

"کیا مطلب تھکن ہے ہر دلہن کو ہوتی ہے شکل دیکھو ایسے لگ رہا ہے رات بھر روتی رہی ہو" ضاریہ نے چونک کر زیان کو دیکھا تھا۔ سمیرہ کی بات نے سب کو ساتھ پریشان کیا تھا

"ایسا نہیں ہے ماما" وہ اکتا کر بولی

"تم لوگ کہاں جا رہے ہو زیان" ثمرین نے بات ہی بدل دی تھی۔ دائمہ نے دل میں شکر ادا کیا تھا

"فلحال کہیں نہیں کیونکہ دو کیس میرے اس وقت بلکل آخری مراحل میں ہے" اس نے صاف صاف نا کر دی تھی

"بھائی ایسے تو نہ کریں میری بھابھی کے ساتھ" ضاریہ نے ناراضگی سے اسے دیکھا

New Era Magazine

"میں جان کے تھوڑی کر رہا ہوں اور میں تو ویسے بھی دائمہ کو بتا دیا تھا" اس کے اتنے آرام سے جھوٹ بولنے پر دائمہ نے بس سپاٹ سے انداز میں اسے دیکھا تھا

"کیوں دائمہ بھائی نے بتایا تھا" ضاریہ نے تصدیق چاہی تھی

"ہاں ضاریہ یہ بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں ان نے مجھے بتا دیا تھا" زیان کو دیکھتے اس نے بلکل دھیمے لہجے میں کہا تھا

"یہ میری جاب ہے" جیسے وہ دائمہ کی بات کو سمجھ گیا تھا وہ کیسے بھول گئی تھی وہ ایک وکیل تھا جسے جھوٹ بولنے میں کہاں مسئلہ ہونا تھا

"اب اپنا چہرہ ٹھیک کرو ناشتے کے بعد میرے تو دل کو ہی کچھ ہو رہا ہے" سمیرہ خفگی سے بولی تو دائمہ نے محض سر ہلا دیا۔ گزارہ تو کرنا تھا اب جیسے بھی کرنا تھا

ولیمے کا فنکشن شروع ہو چکا تھا۔اسٹیج پر صرف دائمہ اور ضاریہ ہی تھیں جبکہ ارزم اور زیان مہمانوں کے ساتھ مصروف تھے۔دائمہ نے گرے رنگ میں مکسی پہن رکھی تھی جبکہ ضاریہ نے پنک رنگ چنا تھا

"دائمہ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے" ضاریہ نے غور سے اسے دیکھا تھا جس کا چہرہ صبح سے قدرے بہتر تھا اور اس کی بڑی وجہ اس کا میک اپ تھا۔اس کی صبح سے زیان سے اس کے بعد کوئی بات نہیں ہوئی تھی

"کچھ بھی تو نہیں" ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے اس نے بہت کچھ چھپایا تھا

"جھوٹ بھائی نے کچھ کہا ہے تو بتاؤ میں ارزم سے کہوں گی بھائی کو ٹھیک کریں گے"

ضاریہ کی بات پر وہ چونکی

"میں نے پہلے دن منع کیا تھا کے ایسا سوچنا بھی نہیں ہے" وہ خفا ہوئی

"مطلب بھائی نے کچھ کہا ہے" وہ تشویش سے بولی

"پتا نہیں غور نہیں کیا میں نے اور پلیز ضاریہ اب یہ میرا پرسنل معملہ ہے مجھے خود ہینڈل کرنے دو" دائمہ نے اکتا کر کہا

"تو واقعی بھائی نے پہلے دن ہی کچھ کہ دیا" دکھ سے کہتے وہ سامنے دیکھنے لگی اسے دکھ ہوا تھا

New Era Magazine

"ضاریہ ایسا نہیں ہے یار وہ تھوڑے سنجیدہ ہے بس کچھ وقت میں میں اڈجسٹ کرلوں گی" اس نے اپنے لہجے کو سرسری سا بنایا تھا

"پکا نا" دائمہ نے مسکراتے سر ہلادیا۔ ضاریہ کے دل کو کچھ تسلی ہوئی تھی

"کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو" ارزم چینج کر کے اب بستر پر نیم دراز تھا جبکہ ضاریہ آئینے کے سامنے بیٹھی میک اپ اتار رہی تھی

"ارزم دائمہ خوش نہیں ہے" وہ بے دھیانی میں بولی تو ارزم جھٹکے سے سیدھا ہوا

"کیا مطلب" ارزم نے پریشانی سے اسے دیکھا

New Era Magazine

"مجھے لگا ارزم" پھر وہ پلیٹ مکسی سمبھالتے وہ ارزم کے سامنے بیڈ پر بیٹھی "اگر زیان بھائی نے کبھی کوئی غلطی کی تو آپ مجھے تو نہیں چھوڑیں گے نا" وہ ڈرتے اور امید سے پوچھ رہی تھی ارزم نے افسوس سے اسے دیکھا تھا پھر اس کا ہاتھ تھاما

"تم ایسا سمجھتی ہو کے میں کسی کی سزا کسی کو دوں گا لیکن ضاریہ میں بھائی ہوں دائمہ کا اگر اس کو کسی نے دکھ دیا تو میں معاف نہیں کروں گا چاہے پھر وہ تمہارا بھائی ہی کیوں نا ہو" شروع میں نرمی سے کہتے آخر میں وہ سختی سے بولا تھا

"بھائی ایسا کچھ نہیں کریں گے "اس نے یقین سے کہا تھا

"ہمم اور پیکنگ ہو گئی "اس نے ٹاپک ہی بدل دیا تھا

"جی بس میں چینج کر لوں پھر کرتی ہوں" وہ اٹھ کر دوبارہ شیشے کے سامنے آئی تھی

" کہیں باہر چلے جاتے پاکستان ہی دیکھنا ضروری تھا" ارزم کے مطابق ان نے پیرس جانا تھا لیکن ضاریہ کے خواہش پر وہ پاکستان ہی رک گئے تھے

"چھوڑیں نا ارزم بابا کے ساتھ میں باہر اتنی بار گئی ہوں آپ کے ساتھ اپنے ملک کو دیکھنا چاہتی ہوں" شیشے سے اسے دیکھتے وہ مسکرائی

"واہ! عجیب ہو" اسے حیرت ہوئی اور وہ ہنستے ہوئے ڈریسنگ روم میں چلی گئی

"نمرہ کیس ہم جیت چکے ہیں" دائمہ چینج کر کے باہر آئی تو وہ صوفے پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا" دیکھیں اس سے آگے میں کچھ نہیں کر سکتا" لہجہ بے زار تھا۔ دائمہ بیڈ کے سائڈ

New Era Magazine

پر بیٹھ گئی تھی۔ دھواں اور سگریٹ کی بو سے اس کا سر چکرا رہا تھا۔ فون بند کر کے زیان نے ٹیبل پر چٹخا تھا۔ چہرے پر بے زاری تھی

"میں پہلے بتا چکی ہوں یہ زہر باہر جا کر پیا کریں" خفگی سے کہتے وہ خود پر کمفرٹر لیتے لیٹ گئی

"میں کسی کے اصولوں پر نہیں چلتا" سپاٹ لہجے میں کہتے اس نے بچے ہوئے سگریٹ کو ایش ٹرے میں پھینکا

"پھر مجھ سے بھی امید مت رکھیے گا" غصے سے کہتے اس نے آنکھیں موند لیں

"فریحہ سے وہ سب کہنے کا کیا مطلب تھا" بیڈ پر بیٹھتے زیان نے سنجیدگی سے پوچھا

New Era Magazine

"کل میں جاب کے انٹرویو کے لیے جاؤں گی" اس کے سوال کو مکمل نظر انداز کیے اس نے اپنی بات سامنے رکھی

"میں نے کیا پوچھا ہے" وہ غصے سے چبا چبا کر بولا

"میں ضروری نہیں سمجھتی آپ کو بتانا"

"تو پھر آپ کہیں نہیں جائیں گی" غصے سے غراتے وہ کمفرٹر لیے لیٹا ہی تھا جب دائمہ اٹھ بیٹھی تھی

"کیا ہوا" زیان نے حیرت سے پوچھا

New Era Magazine

"میں اپنا بستر شئیر کرنے کی عادی نہیں ہوں "تپانے والے انداز میں کہتے وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی تھی پیچھے زیان نے غصے سے لب بیچ لیے تھے کچھ دیر بعد وہ ایک اور کمفرٹر کے ساتھ آئی تھی

"اچھی عادت ہے میری بھی کچھ ایسی ہی عادت ہے اور اس عادت کے پیش نظر مجھے اپنا آپ بھی شیئر کرنے کی عادت نہیں ہے "اپنی بات پر زور دیتے وہ رخ موڑ کر لیٹ گیا تھا۔دائمہ کے ہاتھ ساکت ہوئے تھے آنکھوں میں پہلے دکھ اور پھر غصہ ابھرا

"اس خوش فہمی میں مت رہیں آپ کے مجھے آپ کی ضرورت ہے میں بہت خوش ہوں آپ کے بغیر "زیان نے ناگواری سے آنکھیں موند لیں تھیں دائمہ لیٹے ہی بے آواز رونے لگی تھی "اتنی بے عزتی "اس نے دل میں سوچا تھا رونے میں اور اضافہ ہو گیا تھا

New Era Magazine

"کیسے ہو احمد "فریحہ نے دور سے اسے گراؤنڈ میں دیکھا تھا تو وہاں ہی آگئی تھی۔وہ پلٹا

"ارے !فری تم۔میں ٹھیک "وہ مسکرایا

"اور بتاؤ"

"شاہد تم کچھ بتانے آئی ہو "احمد نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا تو فری نے مسکرا کر سر ہلایا

"میرا ٹرانسفر ہو گیا ہے "فریحہ نے رک کر اس کے تاثرات دیکھے تھے مگر آج وہاں سب نارمل تھا

"مجھے خوشی ہے اب تمہیں شاہ زین تنگ نہیں کرے گا "نرمی سے کہتے اس نے فریحہ کو حیران کیا تھا

"میں بہت مس کروں گی تم سب کو" وہ اداسی سے بولی

"فریحہ میں امریکہ جا رہا ہوں" اب کی بار حیران ہونے کی باری فریحہ کی تھی

"یہ کب ہوا"

"مجھے سکالر شپ مل گئی ہے اگر وہاں جاب مل گئی تو واپس آنا مشکل ہے" دونوں کے بیچ خاموشی چھا گئی تھی "فری میں واپس آؤں گا" احمد نے اسے یقین دلایا تھا جو محض خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی اور پھر وہ کچھ کہے بغیر مڑ گئی تھی۔احمد نے اداسی سے آخری بار اسے دیکھا تھا۔وہ جتنا اوپر سے پر سکون تھا اندر دل اتنا ہی بے سکون تھا یہ ان کی آخری ملاقات تھی سوچ کر ہی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔

فریحہ تھوڑا ہی آگے آئی تھی جب اسے شاہ زین راستے میں مل گیا تھا

"یہ میں کیا سن رہا ہوں" شاہ زین نے اس کا راستہ روکا تھا اور فریحہ نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا تھا "تم یہاں سے کیوں جا رہی ہو" وہ خفا تھا

"تمہاری وجہ سے آ گیا سکون" وہ غصے سے غرائی تھی

"دماغ ٹھیک ہے یہ کس طرح بات کر رہی ہو" شاہ زین نے غصے سے اسے باور کروایا

"کروں گی اور مجھے خوشی ہے کے آئندہ سے نا تمہارا یہ لوفرپن برداشت کرنا پڑھے گا اور نہ تمہاری یہ منحوس شکل دیکھنی پڑھے گی" شاہ زین کو ساکت کرتے وہ آگے بڑھ گئی جب شاہ زین نے پلٹ کر اس کا بازو تھاما

"زبان کو لگام دو لڑکی ورنہ جانتی نہیں ہو مجھے" اس نے جسے چیلنج کیا تھا

"ورنہ کیا ہاں" اس کی قید سے ہاتھ آزاد کراتے وہ ترخ کر بولی تھی

"شادی کرلوں گا یہ شادی کے بغیر ہی "اس نے معنی خیزی سے فریحہ کو دیکھا تھا اور فریحہ نے بغیر کسی کا لحاظ کیے ایک زوردار تھپڑ شاہ زین کو مارا تھا

"زبان کو لگام دو یہ ان دونوں کا حساب تھا جو میں نے تمہاری وجہ سے مشکل میں گزارے ہیں "غصے سے پھنکارتے وہ ایک قدم آگے آئی "تم سے شادی سے بہتر حرام موت ہے کیونکہ میں تو تم جیسے جنگلی شخص کے ساتھ گزارہ نہیں کرسکتی "چبا چبا کر کہتے وہ شاہ زین اور اس کے دوست جو پیچھے فاصلے سے کھڑے تھے ساکت کر گئی تھی

""چھوڑ شاہ زین "ہمزہ نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی

"اس کی اتنی جرات "آنکھوں میں آگ کیے وہ غصے سے غرایا "اس کی اس انا کو دو کوری کا نا کیا تو میرا نام بھی شاہ زین بلوچ نہیں "اب وہ اس کی انا کا مسلہ تھی

"جی کون" مسلسل بجتے فون کو دائمہ نے اٹھا ہی لیا تھا

"کیسی ہیں آپ مسسز زیان شیخ" بھاری مردانہ آواز فون پر گونجی تھی

"سوری میں نے پہچانا نہیں"

"مجھے اپنا خیر خواہ ہی سمجھیں" آواز میں شوخی تھی

"سوری" دائمہ کو عجیب لگا تھا اس کا انداز

"عاصم دورانی بات کر رہا ہوں زیان صاحب کا دوست" آواز سنجیدہ تھی

New Era Magazine

"اچھا کیسے ہیں آپ عاصم بھائی" دائمہ نے محتاط انداز میں شروعات کی تھی

"بھائی بولنے کا تکلف نا کریں" وہ ہنس دیا

"ایکسکیوز می" دائمہ ناگواری سے بولی

"ارے مس دائمہ میں تو سوچ رہا ہوں اس بد لحاظ اور بد تمیز بندے کے ساتھ کیسے گزارہ کریں گی آپ"

"آپ کا دماغ درست ہے بہتر ہے اپنے تک تعلق رکھیں" غصے سے کہتے اس نے فون تو بند کیا تھا ساتھ نمبر بھی بلاک کر دیا تھا "اب اس فضول آدمی کی وجہ سے پتا نہیں کب تک مسلے رہیں گے" فون کو بیڈ پر پھینکتے وہ دروازے کی طرف بڑھ گئ

"ارزم ہمارا پاکستان کتنا پیارا ہے نا" آنسو جھیل کے پاس وہ دونوں نیچے گھاس پر بیٹھے ہوئے تھے

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں "ارزم نے اثبات میں سر ہلایا تھا" مگر میں تو اپنی خوبصورت بیوی کو ہی دیکھ رہا ہوں اور تو کچھ نظر ہی نہیں آرہا" وہ شرارت سے بولا ضاریہ نے مسکرا کر ہاتھ سے اس کا چہرہ جیل کی طرف موڑا تھا

"پاکستان کو دیکھیں ارزم زیادہ پیاری ہے" وہ شرما کر بولی تو ارزم کھلکھلا کر ہنس دیا

"گھر پر بات ہوئی سب ٹھیک ہے نا" ضاریہ کی بات پر ارزم نے محض سر ہلایا تھا

"دائمہ کیسی ہے" ارزم نے سرسری سا کہا

New Era Magazine

"میری دائمہ سے بات نہیں ہوئی بھائی سے ہوئی تھی میں نے کہا تھا اسے گھومانے کے لیے لے کر جائیں کہ رہے تھے پہلے کوٹ سے فارغ ہو جاؤں" ضاریہ نے گھاس پر ہاتھ پھیرتے دھیمے لہجے میں بتایا

"چلو وہ جب بھی جائیں یہ ان کا پرسنل ہے"

"آپ کو برا نہیں لگا"

"کس چیز کا" ارزم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"کے آپ مجھے ولیمے سے اگلے دن ہی لے آئے اور بھائی وہ" اداسی سے بولی تو ارزم نے مسکراتے اس کا ہاتھ تھاما

New Era Magazine

"یار ہر ایک کی اپنی لائف ہے مجھے یہ فری ٹائم ملا میں اس میں تمہیں لے آیا جب زیان کو ملے گا وہ دائمہ کو بھی کہیں لے جائے گا" ہلکے ہلکے انداز میں کہتے اس نے ضاریہ کو ریلیکس کر دیا تھا

"کیسے ہیں وکیل صاحب" عاصم کی تلخی سے بھری آواز فون پر گھونجی

"کیوں فون کیا ہے" زیان سپاٹ لہجے میں بولا

"ویسے ماشاءاللہ بھابھی کافی خوش اخلاق ہیں" زیان کے کام کرتے ہاتھ تھم گئے تھے

"میری بیوی کو فون کیسے کیا تم نے" وہ چبا چبا کر بولا

New Era Magazine

"غصہ کیوں کر رہے ہو وکیل صاحب میں نے تو بس پوچھا تھا کیسا گزارہ چل رہا ہے وکیل صاحب کے ساتھ "غصے سے فون کاٹتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا

دھماکے سے کمرے کا دروازہ کھولتے وہ اندر آیا تھا دائمہ جو برش کر رہی تھی چونک کر پلٹی تھی۔زیان نے آگے بھر کر اسے بازو سے دبوچا تھا

"کہاں سے آیا تھا اس کمینے کے پاس تمہارا نمبر "وہ دھاڑا تھا دائمہ تو اپنی جگہ شل ہو گئی تھی "میں نے کچھ پوچھا ہے "اس کے بازو کو جھٹکا دیتے وہ پھر چلایا تھا۔دائمہ کا سکتا ٹوٹا تھا

"مجھے چھوڑیں درد ہو رہی ہے "اس نے آنسو ضبط کرتے بازو چھڑانے کی کوشش کی تھی

"عاصم کا فون کیوں آیا تھا" غصے سے زیان نے بازو پر گرفت سخت کر لی تھی۔ دائمہ کو اس کی انگلیاں اپنے بازو میں گھستی محسوس ہوئی تھیں

"اس لیے آیا تھا کے وہ مجھے احساس دلا رہا تھا کے میں تم جسے بد لہاز اور جنگلی شخص کے ساتھ کیسے گزارہ کر رہی ہوں" وہ بھی چلائی تھی

"بکواس بند رکھو" وہ دھاڑا "اور آئندہ اگر اس کا فون تمہارے فون پر آیا نا تو شکل نا دیکھانا مجھے اپنی" انگلی اٹھا کر زیان نے باور کروایا تھا

"مجھے شوق نہیں ہے تمہاری شکل دیکھنے کا یہ تو میری بری قسمت" غم اور دکھ سے کہتے اس نے بازو چھڑایا تھا۔ تب ہی دروازہ کھلا تھا اور ثمرین حیران پریشان اندر آئی تھیں

"یہ کیا ہو رہا ہے" ان نے دونوں کو دیکھا تھا جن کے چہرے غصے سے سرخ ہو رہے تھے

"اب تم جیسے شخص کے ساتھ میں ایک لمحہ نہیں گزار سکتی" دو قدم پیچھے ہوتے وہ بلند آواز میں بولی تھی

"آواز نیچے رکھو" وہ چبا چبا کر بولا تھا

"کیوں رکھوں وہ" اور زور سے چلائی تھی

"میں کہہ رہا ہوں آواز نیچے رکھو" وہ غرایا "اور دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے" اس نے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا

"کیوں رکھوں نیچے آواز چلانا صرف تم لوگوں کا حق ہے" دکھ سے کہتے وہ کمرے سے نکل گئی تھی

"زیان پاگل ہو گئے ہو" ثمرین نے افسوس سے اسے دیکھا تھا

"اسے سمجھا دے میرے ساتھ رہنا ہے تو زبان کو حد میں رکھے" غصے سے کہتے اس نے سگریٹ نکالا تھا جبکہ ثمرین افسوس سے سر ہلاتے کمرے سے نکلی تھیں

گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ ہر ضبط توڑ کر رو دی تھی۔اس نے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا نا اللہ سے نا اپنی قسمت سے بس خاموش آنسو اس کے چہرے پر پھسلتے چلے گئے تھے۔شادی سے اب تک ایک دن بھی ایسا نہیں تھا کے وہ بغیر روئے سوئی ہو۔آدھے گھنٹے میں وہ کافی سمبھل چکی تھی۔گھر کے باہر اترتے اس نے سوچا تھا کے وہ گھر میں کچھ نہیں بتائے گی ۔گھر کا دروازہ کھولتے وہ اندر آئی تھی ٹی وی لاؤنج میں فریحہ،آبد ملک اور سمیرہ موجود تھے

New Era Magazine

"دائمہ "سمیرہ خوشی سے آگے آئی تھیں لیکن پھر رک گئی لال ہوتی آنکھیں اور سفید پڑھتا رنگ "دائمہ تم ٹھیک ہو "ان نے پریشانی سے کہا تھا اور دائمہ کا ضبط ٹوٹا تھا

"اسی دن کے لیے شادی سے منع کر رہی تھی نا "درد اور دکھ سے کہتے وہ رو دی تھی۔ آبد ملک اور فریحہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ گئے تھے

"کیا ہوا ہے دائمہ "آبد ملک نے سنجیدگی سے پوچھا تھا

"دیکھیں آ گئی گھر میں کر دی اس شخص نے آپ کی بیٹی کی کردار کشی "دکھ سے کہتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

"بس صبر کرو "سمیرہ بھیگی آواز میں کہتی آگے آئی تھیں لیکن دائمہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی

"صبر ہی تو کر رہی ہوں ماں صبر ہی تو کر رہی ہوں" وہ چلائی تھی "رات روز روتی ہوں اماں وہاں بھی صبر کرتی ہوں برات کی رات جب لڑکیاں کیا کیا خواب دیکھتی ہیں میں نے کچھ نہیں دیکھا تھا بس خدا سے کہا تھا مجھے اس شخص سے وہ مان مل جائے جو ہر لڑکی کو ملتا ہے اماں لیکن کیا ہوا وہ مجھے برات کی رات چھوڑ کر چلا گیا اس نے تو دیکھا بھی نہیں ماں صبر ہی تو کر رہی تھی آج بھی کر لیتی لیکن نہیں ہوا اس کا ایک ایک لفظ تیر کی طرح دل پر لگا" دل پر ہاتھ رکھتے وہ کانپتی آواز میں بولتے پیچھے کی طرف قدم بڑھا رہی تھی

"دائمہ "فریحہ نے آنسو صاف کرتے اس کی طرف قدم بڑھائے تھے

"نہیں سنی تھی کسی نے میری اور دیکھ لیں آپ کی بیٹی سن رہی ہے سہ رہی ہے" آنسو صاف کرتے وہ تیزی سے کمرے کے طرف بڑھ گئی تھی اور پیچھے سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا

تیزی سے ٹریک پر بھاگتے اسے دائمہ کی باتیں یاد آرہی تھیں

"مجھے شوق نہیں ہے تمہاری شکل دیکھنے کا یہ تو میری بری قسمت" سختی سے لب بھینچے اس کے بھاگنے میں اور اضافہ ہو گیا تھا "اس لیے آیا تھا کے وہ مجھے احساس دلا رہا تھا کے میں تم جسے بد لہاز اور جنگلی شخص کے ساتھ کیسے گزارہ کر رہی ہوں "اس نے رک کر گہرے گہرے سانس لیے تھے۔ٹن ٹن.. جیب میں پڑے موبائل کو نکال کر اس نے کان سے لگا یا تھا

"اسلام و علیکم زیان بھائی" دوسری طرف کوئی لڑکا تھا

"و علیکم سلام کیسے ہو شفیق "لہجہ نرم تھا

"ٹھیک" کچھ دیدوہ رکا "آپ فری ہیں زیان بھائی

New Era Magazine

"کیوں کیا ہوا" اس نے سنجیدگی سے استفسار کیا

"بات کرنی ہے" شفیق کا لہجہ کنفیوز تھا

"ہاں بولو"

"زیان بھائی اس پیشی پر ضمانت ہو جائے گی نا ارسلان بھائی کی" شفیق کے لہجے میں امید تھی

"کوشش پوری ہے مگر ہوا کیا ہے" زیان کو اس کا لہجہ کچھ عجیب لگا تھا

"زیان بھائی آپ کیس چھوڑیں گے تو نہیں نا" اس کی آواز میں ڈر تھا

"شفیق میرے پورے ریکارڈ میں کبھی ایسا ہوا ہے کے میں نے کیس چھوڑا ہو" اسے شفیق کی بات پر حیرانی ہوئی تھی

نہیں مجھے لگا اس دن جو آپ کو دھمکی ملی تھی اس پر آپ کیس چھوڑ دیں گے""

"ارے ایسا بلکل نہیں ہے" وہ مسکرایا تھا

"شکریہ زیان بھائی پھر ملاقات ہوتی ہے" ہلکے پھلکے انداز میں کہتے اس نے فون بند کیا

اب وہ گھر کی طرف چل دیا

"تم ٹھیک ہو" فریحہ دائمہ کے پاس بیٹھی تھی جو گم سم سی بیڈ سے ٹیک لگائے خلا میں گھور رہی تھی

New Era Magazine

"پتا نہیں "فریحہ کو دیکھتے وہ آہستہ سے بولی تھی

"ایسے کیوں بول رہی ہو "فریحہ نے دائمہ کا ہاتھ تھاما

"اور کیا کہوں "

"یار مایوس کیوں لگ رہی ہو "فریحہ نے دکھ سے اسے دیکھا تھا

"نہیں فریحہ مایوس نہیں ہوں وہ لڑکی کیسی ہو گی جس کی شادی کچھ دن ہی چلی ہو " ایک آنسو چھپ کے سے آنکھ سے بہ گیا تھا

"یار ایسے مت سوچو بابا نے انکل کو فون کیا تھا وہ کہہ رہے تھے وہ کافی شرمندہ ہے اور وہ زیان بھائی کو سمجھائیں گے "فریحہ کی بات پر دائمہ تلخی سے مسکرائی

New Era Magazine

"کیا ہو گا فریحہ پھر "دائمہ نے سوالیا نظروں سے فریحہ کو دیکھا تھا

"پھر کیا پتا زیان بھائی تمہیں لینے آجائیں"

"نہیں فری وہ کبھی نہیں آئے گا اس کا وہ لہجہ وہ آنکھوں کی بے زاری میں نے دیکھی ہے لگا تھا میں وہ پھندا ہوں جو زبردستی اس کی گردن میں ٹال دیا ہو "ہاتھوں میں منہ چھپائے وہ پھر رو دی تھی۔فریحہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا

"ایسے خود کو تکلیف مت دو پلیز "فریحہ کی آنکھیں خود بھیگ گئیں تھیں

"کیسے مت دوں فری اب میں کیا کروں گی کیسے سب کو فیس کروں گی "فریحہ نے کچھ نہیں کہا تھا بس اسے رونے دیا تھا

New Era Magazine

\--

"یہ جو تماشہ کیا ہے تم نے کل اسے ختم کرو اور جا کر دائمی کو لے کر آؤ" باہس شیخ نے غصے سے کہا تھا

"نہیں لا رہا میں" زیان نے دو ٹوک انداز میں کہہ دیا تھا

"کیوں نہیں لا سکتے ہاں کیا تکلیف ہے" باہس شیخ سختی سے بولے تھے

"وہ اتنی بد تمیزی سے بول کر گئی تھی میں تو اسے نہیں لینے جا سکتا اگر زیادہ مسلہ ہے تو آپ خود چلیں جائیں یا وہ خود آجائے" سختی سے کہتے وہ وہاں سے چلا گیا تھا

"دیکھ رہے ہیں آپ اسے ولیمے کو وقت کتنا ہوا ہے" ثمرین سر تھامے بولی

New Era Magazine

"دیکھ رہا ہوں اور فیصلے پر شرمندگی ہو رہی ہے مجھے "افسوس سے سر جھٹکتے وہ بھی اٹھ گئے تھے

"اگر اس وجہ سے میری بیٹی کو کچھ ہوا نا تو میں معاف نہیں کروں گی"

"کیوں وہ کیسی کی بیٹی نہیں ہے جس کے ساتھ زیان جنگلوں والا سلوک کر رہا ہے" خفگی سے کہتے وہ بھی باہر نکل گئے

"میرا دل بہت گھبرا رہا ہے ارزم "ضاریہ نے بیڈ پر بیٹھتے پریشانی سے کہا تھا

"کیوں کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے "ارزم نے تشویش سے اسے دیکھا

"ارزم گھر چلتے ہیں بہت دن ہو گئے ہیں" وہ اداسی سے بولی تو ارزم ہنس دیا

"تو گھر بات کر لو نا" سر ہلا کر فون اٹھاتے وہ بالکونی میں آ گئی۔ دائمہ کا نمبر ملاتے اس نے فون کان سے لگایا

"میری جان بھول گئی ہو مجھے "ضاریہ نے خفگی سے کہا تھا

"نہیں ایسا نہیں ہے "آواز کو نارمل بناتے وہ مسکرائی تھی

"دائمہ کیا بات ہے تمہاری آواز ٹھیک نہیں لگ رہی "ضاریہ کی آواز میں فکر مندی تھی

"نہیں تو" ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آواز کانپ گئی تھی

"دائمہ کیا ہوا ہے تم رو رہی کو" ضاریہ کے دل کو کچھ ہوا تھا" دائمہ بولو بھی یار" اس کی خاموشی اسے اور پریشان کر رہی بھی

"کچھ نہیں ضاریہ میں بس گھبر آگئی ہوں" اس نے بھیگی آواز میں کہا تھا اور ضاریہ نے ریلنگ کو تھاما

""" کیوں دائمہ کیا ہوا

"زیان کے ساتھ نہیں رہ سکتی ضاریہ میں مر جاؤں گی اس کے وہ الفاظ کے خنجر مجھ سے برداشت نہیں ہوں گے پلیز مجھے مرنے سے بچالو" اس کا ضبط ٹوٹا تھا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ ضاریہ کو لگا تھا وقت اور اس کا سانس سب ساتھ تھم گئے تھے"

New Era Magazine

ضاریہ تم سن رہی ہو ناوہ مجھے نیچا فیل کروانے کا کوئی موقع جانے نہیں دیتا" وہ روتے ہوئے اسے یقین دلا رہی تھی کی اس کی کوئی غلطی نہیں ہے

"دائمہ میں" شرمندگی سے ضاریہ کو لگا تھا کے وہ کچھ بول ہی نا سکے گی

"میرا کیا قصور تھا یار میں نے اسے نہیں کہا تھا کے وہ مجھ سے شادی کرے میں نے سب سہا ضاریہ اس کی بے رخی اس کی تلخ باتیں اور منہ دیکھائی پر دیکھا اس کا وہ تحفہ جو مجھے پوری زندگی یاد رہے گا مگر اب نہیں" دکھ سے کہتے دائمہ کی طرف سے فون کٹ گیا تھا اور ضاریہ اپنی جگہ جم گئی تھی اور پھر یکے بعد دیگر آنسو اس کے چہرے پر پھسلتے چلے گئے تھے

"میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی دوست کی زندگی خراب کر دی" سوچ کر ہی اس کے دل کو کچھ ہوا تھا

زیان فون پر کسی کا نمبر ملاتے پارکنگ ایریا کی طرف جارہا تھا جب اپنے پیچھے کسی کو چلتا محسوس کرتے وہ رکا تھا۔آنکھوں میں سنجیدگی تھی موبائل کو بند کرتے اس نے پاکٹ میں ڈالا تھا اور پھر وہ مڑا تھا پیچھے دو نقاب پوش بندے دیکھ کر ایک تلخ مسکراہٹ نے اس کے چہرے کو چھوا تھا اور پھر دیکھتے دیکھتے وہ چاروں طرف سے بندوں کے گھیرے میں آگیا تھا

"کہا تھا کیس واپس لے لو" ایک نقاب پوش تلخی سے بولا تھا اور دو قدم آگے آیا تھا

"نہیں لے رہا جو کرنا ہے کرلو" غصے سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے دوٹوک انداز میں کہا تھا

"جان نہیں پیاری کیا" تلخی سے ہنستے اس نے ایک نقاب پوش سے پسٹل لی تھی

"کیس تو کیسی صورت ختم نہیں ہو گا"

"تو مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ مسٹر زیان شیخ" دو قدم پیچھے ہوتے اس نے گن سے نشانہ باندھا تھا۔زیان سنجیدہ تاثرات سے بس اسے دیکھ رہا تھا

"ایک کیس کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو گا" ایک انگلی ہوا میں بلند کرتے اس نے سنجیدگی سے کہا تھا مگر زیان خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا

"دو" اس نے اپنے بات پر زور دیا تھا

"تین" زیان نے منہ میں۔کچھ بڑبڑایا تھا

New Era Magazine

ٹھاہ ٹھاہ۔۔۔۔۔۔ساکت فضا میں دو گولیوں کی آواز گھونجی تھی زیان کے سینے سے خون کی پھوار زمین پر گری تھی اور پھر وہ بے جان موجود کے ساتھ زمین پر گرا تھا

ٹن ٹن۔۔۔۔ارزم نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا تھا" باباکالنگ " کے الفاظ دیکھتے وہ پریشانی سے اٹھ بیٹھا تھا۔گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی

"باباسب ٹھیک ہے"فکر مندی میں اس نے سیدھا سیدھا یہ ہی پوچھا تھا اور آگے سے جو کہا گیا تھا ارزم کو لگا تھا جیسے اس کی جان نکل گئی تھی فون اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا تھا

"باباوہ ٹھیک تو جائے گا نا"اس نے خود کو کہتے سنا تھا

"پتا نہیں "اس نے اتنا ہی سنا تھا فون بند کرتے وہ بیڈ سے اٹھا تھا اور کمرے کی ساری لائٹس جلا دی تھیں "اٹھو ضاریہ ہمیں واپس جانا ہے "اونچی آواز میں کہتے وہ الماری کی طرف بڑھا تھا۔ضاریہ گڑبڑا کر اٹھی تھی

"کیا ہوا ارزم سب ٹھیک ہے "روشنی کی وجہ سے ضاریہ نے مشکل سے آنکھیں کھولیں تھیں

"کچھ ٹھیک نہیں ہے جلدی کرو اٹھو "سوٹ کیس کھلتے اس نے پریشانی سے کہا تھا

"

"کیا ہوا ہے ارزم مجھے بتائیں میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے "بیڈ سے اٹھتے وہ ارزم کے پاس رکی تھی۔ارزم نے گہرا سانس لیتے اسے کندھوں سے تھاما

"حوصلا کرنا ضاریہ "وہ رکا "زیان کو کسی نے گولیاں ماردی ہیں "اور ضاریہ ساکت رہ گئی تھی "ضاریہ پلیز ہمت کرو مجھے فلائٹ بک کروانے ہے اور بہت کام ہے تمہیں

New Era Magazine

ہمت کرنی ہے" بے آواز روتے اس نے سر ہلایا تھا ضاریہ کا جسم ہلکا ہلکا لرز رہا تھا" میں فلائٹ بک کروالوں" اسے بیڈ پر بیٹھاتے ارزم نے فون پر نمبر ملایا تھا

ہسپتال کا کولیڈور خاموش تھا آپریشن تھیٹر کے باہر وہ سب بھی بس خاموشی سے انتظار کر رہے تھے باہس شیخ سر جھکائے ایک طرف کھڑے تھے اور آبد ملک تھوڑا فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ثمرین روئے جا رہی تھی اور فریحہ ان کے ساتھ سمیرہ کو بھی تسلی دے رہی تھی جبکہ دائمہ خاموشی سے ایک طرف بیٹھی سر جھکائے صرف زمین کو دیکھ رہی تھی پھر جانے کتنا وقت گزرا تھا جب اس خاموشی کو آپریشن تھیٹر کے دروازے کے کھلنے نے توڑا تھا

"سب ٹھیک ہے نا ڈاکٹر" سب اٹھے تھے سوائے دائمہ کے

New Era Magazine

"تین گھولیاں لگی ہے دو بازو میں اور ایک سینے میں آپریشن چل رہا ہے آپ لوگ خون کا بندوبست کر لیں چار بوتلیں چاہیئے" نرس کر اشارہ کرتے ڈاکٹر آگے بڑھ گیا تھا

"کون سا بلڈ گروپ ہے" آبد ملک نے پوچھا تھا جبکہ ثمرین تین گھولیوں کا سنتے ہی کانپ گیئں تھیں

او نیگیٹو ہے" "

"میرا ہے" باہس شیخ آگے آئے تھے

"میرا بھی" فریحہ نے پیچھے سے کہا تھا

"ارزم کا بھی ہے آپ ہسپتال سے اورارینج کر لیں میرا بیٹا آتا ہے تو ہم دے دیتے ہیں خون" آبد ملک نے منت کی تھی

New Era Magazine

"ٹھیک ہے آپ لوگ تو آئیں "نرس کہتی آگے بڑھ گئی تھی باہس شیخ اور فریحہ سر ہلاتے اس کے پیچھے چل دیے۔ گلگت سے وہ لوگ ایک گھنٹے کی فلائٹ لے کر سیدھا ہسپتال آئے تھے ضاریہ تو روتے ہوئے ثمرین کے گلے لگ گئی تھی

"وہ ٹھیک ہے بابا" ارزم نے پریشانی سے سب کو دیکھا تھا

"آپریشن چل رہا ہے دعا کرو" باہس شیخ نے دھیرے سے کہا تھا اور پھر خاموشی چھا گئی تھی آخر انتظار ختم ہوا تھا اور ڈاکٹر باہر آیا تھا

"آپریشن ہو گیا ہے لیکن اگلے چوبیس گھنٹے بہت کریٹیکل ہیں دعا کریں آپ لوگ" ڈاکٹر آگے کھڑے ارزم کا کندھا تھپکاتے آگے چلا گیا تھا اور پیچھے سب کو فکر مند کر گیا تھا

"میں اور دائمہ یہاں ہیں آپ لوگ گھر چلے جائیں" سمیرہ نے سب کو کہا تھا

"نہیں میں کہیں نہیں جاؤں گی" ثمرین نے دوٹوک انداز میں کہا

"مسٹر زیان کے ساتھ کون ہے" نرس کے پکارنے پر سب پلٹے تھے

"ہم ہیں" ارزم آگے آیا تھا

"پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے روم میں شفت کر رہے ہیں لیکن ابھی دوائیوں کے زیر اثر ہی رکھیں گے اس لیے پلیز شور مت کی جیئے گا" نرس بتا کر گئی تو جیسے سب کی سانس میں سانس آیا تھا. کچھ دیر بعد ہی زیان کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا. آکسیجن ماسک، ہاتھ پر لگی نلکیاں اور سفید پٹیوں میں جکڑا وجود دائمہ کچھ دیر وہاں رکی تھی بس ایک نظر کے لیے اور پھر وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گئی تھی۔سب کو مشکل سے سمیرہ نے گھر بھجا تھا دائمہ تو بس کل سے خاموش تھی۔اب ہسپتال میں سمیرہ اور دائمہ ہی تھے۔وہ باہر کولیڈور میں موجود بنچ پر بیٹھے تھے

دائمہ "سمیرہ نے دائمہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا جو کب سے خاموش بیٹھی تھی۔اس نے سر اٹھا کر خالی خالی نظروں سے اپنی ماں کو دیکھا تھا

"معاف کر زیان کو دائمہ اللہ نے اسے نئی زندگی دی ہے اسے اب تمہاری ضرورت ہے جو ہوا بھول جاؤ اسے" سمیرہ نے امید سے اسے دیکھا تھا اور دائمہ نے بے یقینی سے

"ماں انسان کا اندر کبھی نہیں بدل سکتا چاہے وہ مر کر بھی زندہ ہو جائے" دائمہ کی آواز سخت تھی

تمہارا بھائی اپنا گھر تباہ کرلے گا دائمہ " سمیرہ نے اپنی بات پر زور دیا "

ماں اب بھی آپ کو بھائی کے گھر کی فکر ہیں " "

"دائمہ تمہیں سمجھانا ہو گا"

"ماما اس سب میں میں کہاں ہوں" وہ دکھ سے بولی تھی

"بیٹا تم عورت ہو تمہیں برداشت کرنا ہو گا" سمیرہ نے اسے سمجھانے کی ایک اور کوشش کی تھی

"ماں شاہد آپ کو یاد نہیں یہ وہ مرد ہے جس نے آپ کی بیٹی کو خود گھر سے نکالا تھا"

بہت سے آنسو ٹوٹ کر اس کی گال پر پھسلے تھے

"دائمہ یہ وہ مرد ہے جو تمہارا شوہر ہے بیٹا سمجھو تلاق کے بعد کوئی زندگی نہیں ہوتی "

"ماما آپ یہ سب اس لیے کہ رہی ہاں نا کے میں اس کے ساتھ واپس چلی جاؤں"

آواز میں درد تھا

New Era Magazine

"میں کہہ رہی ہوں تم برداشت کرو اپنے لیے اپنے بھائی کے لیے اپنی بہن کے لیے اس کا رشتہ آیا تو لوگ ہزاروں باتیں کریں گے کے بڑی بہن شادی کے ہفتے بعد ہی تلاق لے کر بیٹھ گئی" دائمہ بس خاموشی سے انہیں دیکھتی رہ گئی

"بیٹا آخر کب تک وہ تم سے دور رہے گا مرد اپنے عورت سے زیادہ دیر تک دور نہیں رہ سکتا" دائمہ نے کرسی کو زور سے پکڑا تھا "تم دیکھنا بچا ہو گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا" سمیرہ اپنا کہہ کر چپ ہو گئیں تھی اور وہ بس بے آواز آنسوؤں کے ساتھ انہیں دیکھتی رہ گئی تھی۔

شام کو جا کر وہ پوری طرح ہوش میں آیا تھا۔اور اب سب اس کے کمرے میں ہی جمع تھے

"یہ لو دائمہ بھائی کو سوپ پلا دو" ضاریہ نے سوپ کا باؤل دائمہ کو دیا تھا جو بغیر اس نے کچھ کہے تھام لیا تھا۔ایک تھری سیٹر صوفے پر باہس سیخ، آبد ملک اور ارزم بیٹھے تھے جبکہ دو چھوٹے صوفوں پر سمیرہ اور ثمرین بیٹھیں تھیں جبکہ ضاریہ اور فریحہ کرسیوں

New Era Magazine

پر بیٹھی تھیں۔دائمہ باؤل لیے زیان کے پاس آئی تھی جو شکل سے ہی تکلیف میں لگ رہا تھا

"یہ لوگ کون تھے زیان ایسے کیسے کوئی گھولی چلا کر جا سکتا ہے اوپر سے تم نے نامعلوم افراد کے خلاف آف آئی آر کٹوادی" باہس شیخ غصے سے بولے تھے۔

"عاصم نورانی لوگوں کے خلاف کیس لیا ہے ان نے کروایا ہے میں اور مسلے نہیں چاہتا اس لیے اپنا کیس دبا دیا ہے" وہ بے زاری سے بولا تھا۔دائمہ نے چمچ اس کے منہ کے سامنے کی تو زیان نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا جس کی نظریں باؤل پر جمی تھیں۔ زیان نے بھی خاموشی سے اس کے ہاتھ سے سوپ پی لیا تھا

"تم یہ کیس چھوڑ دو بیٹا" آبد ملک فکر مندی سے بولے تھے

"ناممکن یہ میں نہیں کر سکتا" دائمہ نے چمچ اس کی طرف بڑھائی تھی جسے اس نے بے زاری سے پیچھے کر دیا تھا "بس" دائمہ نے بھی بغیر کچھ کہے باؤل سائڈ پر رکھا تھا اور فریحہ کے ساتھ کرسی کے بازو پر بیٹھ گئی تھی

"خود کو کتنا نقصان پہنچاؤ گے" سمیرہ نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا

"کچھ نہیں ہوتا اماں بس جو ہونا تھا ہو گیا اب میری باری ہے" سختی سے کہتے اس نے آنکھیں موند لیں تھیں۔کچھ دیر بعد ہی نرس نے سب کو کمرے سے نکال دیا تھا

"آج رات میں رک جاتا ہوں آپ سب گھر چلے جائیں" ارزم کی بات پر باہس شیخ نے بہت اعتراض کیا تھا لیکن پھر اس نے منا ہی لیا تھا سب کو

"دائمہ آٹھ جاؤ صبح ہو گئی ہے ہسپتال نہیں جانا تم نے" فریحہ تیار ہوتے اسے اٹھا رہی تھی جو منہ پر تکیا رکھے سو رہی تھی

"نہیں جانا" وہ تکیے کے نیچے سے ہی بولی تھی

"کیا مطلب نہیں جانا" وہ جفا ہوئی

"مطلب نہیں جانا تو نہیں جانا" وہ چڑ کر بولی

"ہسپتال میں جو بندہ ہے نا دائمہ وہ تمہارا شوہر ہے" فریحہ نے غصے سے اس کے منہ سے تکیہ اٹھایا

"جانتی ہوں جس نے نکاح کر کے پھینک دیا میری طرف سے بھاڑ میں جائے" وہ نفرت سے بولی تھی اور فریحہ تھم گئی تھی وہ اب اٹھ کر بیٹھ گئی تھی

"سب بدل جائے گا دائمہ ابھی تم چلو ایک موقع دو زیان بھائی کو" فریحہ نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا

"فریحہ ضدمت کرو" وہ اکتا کر بولی

"کروں گی چلو پلیز" فریحہ کی منت پر وہ منہ بناتے خاموشی سے باتھ روم میں گھس گئی تھی اور فریحہ نے سکھ کا سانس لیا تھا

آج بھی زیادہ دیر زیان دوائیوں کے زیرِ اثر رہا تھا اس نے بہت کم کسی سے بات کی تھی اور دائمہ اور اس کی تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے اس کے صحت ٹھیک ہونے کی تسلی دے دی تھی۔ وہ پورے دن ہسپتال رہنے کی وجہ سے بری طرح تھک

گئی تھی مگر رات کو سمیرہ نے کمال مہارت سے سب کو بیجھ دیا تھااور مجبوری میں اسے ہی رکناپڑھ گیا تھا۔

جب وہ کمرے میں آئی تھی زیان سورہا تھاوہ بھی خاموشی سے صوفے پر لیٹ گئی تھی۔ رات گہری ہوتی چلی گئی تھی پھر ناجانے کون ساوقت تھاجب دائمہ کی آنکھ لگی تھی. صبح نرس کے آنے پراس کی آنکھ کھلی تھی۔ فجر اس کی نکل گئی تھی۔کچھ فاصلے پر موجود نماز کے لیے بنی جگہ پر وہ فجر کی قضا کی نیت سے چل دی۔ وضو کرتے نماز پڑھتے وہ اب دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکی تھی

"یااللہ میں اس سے نفرت کرتی ہوں میں کیسے اس کے ساتھ رہوں گی پوری زندگی اس کے ساتھ کیسے گزاروں گی مجھے ہمت دے میرے اللہ" وہ آنکھیں بند کیے بڑبڑا رہی تھی

دائمہ کافی دیر سے کمرے میں آئی تھی زیان سامنے ہی بیڈ سے اتر کر کھڑا تھا۔ جینز کے اوپر پہنی شرٹ کے سارے بٹن کلے تھے کان اور کندھے کے بیچ موبائل دوبائے وہ فون پر بات کر رہا تھامنہ میں سگریٹ پکڑے وہ ایک ہاتھ سے اسے جلارہا تھا۔ دائمہ اسے مکمل نظرانداز کیے اپنادوپٹہ سر سے اتار کر کندھوں پر پھلا چکی تھی۔

New Era Magazine

"یہ اس نے اچھا نہیں کیا" سگریٹ کو انگلیوں میں پکڑتے وہ بے زاری سے بولا تھا۔ چہرے پر درد کے تاثرات صاف تھے۔اس نے آنکھوں سے دائمہ کو شرٹ کی طرف اشارہ کیا تھا اور دائمہ کے جسم سے ناگواری کی لہر دوڑ گئی تھی۔وہ خاموشی سے چلتی اس تک آئی تھی

"ارے نہیں میں خود آرہا ہوں تم نہ آؤ" دائمہ سر جھکائے اس کے شرٹ کے بٹن بند کر رہی تھی "نہیں شفیق میں ٹھیک ہوں فکر نا کرو" سگریٹ کا کش لیتے اس نے چہرہ موڑ کر دھواں باہر نکالا تھا "ٹھیک ہے" دوسری طرف کا جواب سن کر اس نے فون بند کیا تھا اتنے میں دائمہ بھی شرٹ کے بٹن بند کرتے فاصلے پر ہو گئی تھی

"وہ بھی لے آؤ" اسے بیڈ پر پڑی ارم سلنگ بینڈیج کو لانے کا کہتے وہ پھر فون کان سے لگا چکا تھا۔دائمہ خاموشی سے بیڈ تک آئی تھی بینڈیج اٹھا کر اس نے گہرا سانس لیا تھا

"سلام شہراز" سگریٹ کو ڈسٹ بن میں پھینکتے وہ وہاں ہی رک گیا تھا "اچھا سنو مجھے شفیق کے کیس کی پروگرس رپوٹ میل کرو" دائمہ نے اس کا سفید پٹی میں جکڑا ہاتھ ارم سلنگ بینڈیج میں رکھا تھا زیان نے درد سے آنکھیں میچ لیں تھی "نہیں تم نا آؤ" دائمہ نے بینڈیج کا ایک سرا پیچھے سے لا کر گردن سے گزارہ تھا اس نے سر اٹھایا تھا پھر ان کی نظر ملی تھی کالی آنکھوں میں سمندر سی گہرائی اور سرد پن تھا جبکہ دائمہ کی طرف

New Era Magazine

آنکھیں اداس تھیں۔دائمہ نے فوراََ ہی نظریں پھیر لیں تھیں۔بینڈ بیچ کے ایک سرے کو اپنی جگہ سے اٹیچ کرتے اس نے دوسرے حصے کو کمر کے پیچھے کیا تھا اور وہ زیان کے قریب ہوئی تھی "پھر ملتے ہیں "فون بند کرتے اس نے ہاتھ کی پست سے دائمہ کو دور کیا تھا

"دور رہا کرو مجھ سے "بے زاری سے کہتے زیان نے خود ہی بینڈ بیچ کا سٹپ بند کرتے وہ رخ موڑ گیا تھا۔دائمہ کی آنکھوں میں حیرت کی جگہ غصے نے لی تھی

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم جیسے شخص کے پاس آنے کا لیکن کیا کروں قسمت بار بار یہاں لے آتی ہے "وہ آنکھوں میں آئی نمی کو اندر اتارتے تلخی سے بولی تھی

"میں اسی وقت زیان شیخ تمہیں اپنی زندگی سے نکال چکی تھی جب تم نے مجھے اپنے گھر سے نکالا تھا مگر میری ماں نے مجھے میری بہن تمہاری بہن اور بھائی کا واسطہ دے دیا تھا میرے پاؤں میں اپنوں کی خوشیوں کی زنجیر ہے زیان شیخ میں مجبور ہوں "تلخی سے کہتے وہ زیان کی پشت کو گھور رہی تھی

"اتنی نفرت ہے مجھ سے "لہجہ ہر تاثر سے عاری تھا

New Era Magazine

"نفرت ان سے ہوتی ہے زیان جن سے کبھی محبت ہوئی ہو جبکہ مجھے تم سے محبت تو دور کی بات ہے تم سے کبھی ہمدردی بھی نہیں ہوئی" وہ پلٹی نہیں تھی بس سپاٹ انداز میں بولی تھی۔زیان بھی رخ موڑ کر اس کی سامنے کھڑا ہوا

"ہمارے کمرے کی بات آپ نے پورے جہاں میں مشہور کر دی" وہ زچ ہوا تھا اس کے مسلسل تلخ لہجے سے

"کیا کمرے کی بات تھی آپ کا مجھے بے عزت کرنا یا میرا آپ کی عزت کو دو کوری کا کر کے جانا" اس کا لہجہ اب بھی تلخ تھا

"برات کی رات جو ہوا وہ ہمارے کمرے کی بات تھی" اس نے اپنے الفاظ پر زور دیا

"وہ کمرے کی نہیں آپ کی بدلحاظی کی کہانی تھی" تلخی سے کہتے وہ اب اور اس کمرے میں نہیں رک سکتی تھی۔زیان نے خفگی سے اسے دروازے کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ تب ہی نرس اندر آئی تھی

"ارے! آپ کیوں اٹھے ہوئے ہیں پلیز لیٹ جائیں اور آپ نے اٹھنے کیوں دیا انہیں" نرس نے فکرمندی سے دائمہ سے کہا تھا

"مجھے جانا ہے" نرس کی وجہ سے دائمہ کمرے میں ہی رک گئی تھی

New Era Magazine

"اچھا ٹھیک ہے آپ پلیز یہ انجکشن لگوا لیں پھر چلے جایئے گا" نرس کے کہنے پر وہ بے زاری سے واپس بیڈ پر بیٹا تھا

"پلیز لیٹ جائیں" ڈرپ کو سٹنڈ پر لٹکاتے وہ سرسری سا بولی

"ایسے ہی لگا دو" وہ بے نیازی سے بولا

"پلیز آپ لیٹ جائیں آپ کہیں ان کو" آخر نرس سے دائمہ سے کہا تھا جو خاموشی سے سائڈ پر کھڑی تھی

"آپ لیٹ جائیں" نرمی سے کہتے وہ کمرے سے نکل گئی تھی۔اور زیان مجبوری میں لیٹ گیا تھا۔نرس نے اسے ڈرپ لگا کر دوا انجکشن لگائے تھے

"ڈرپ ختم ہو جائے تو آپ چلے جایئے گا" نرس مسکرا کر بولی تو زیان نے بند آنکھوں سے محض سر ہلایا تھا. وہ باہر آئی تو سامنے ہی دائمہ کو بیٹھے دیکھا

"میں نے نیند کا انجکشن لگا دیا ہے باقی ٹھیک ہے وہ" نرس بتا کر گئی تو کچھ دیر ہر طرف خاموشی چھا گئی اور اس خاموشی میں بس دائمہ نے خود کو کہا تھا کے وہ آئندہ اس بندے کے لیے نہیں روئے گی

"دائمہ بیٹا" ثمرین کی آواز پر وہ چونکی اور پھر زبردستی مسکراتے اس نے سر اٹھایا "کیسا ہے زیان"

"ٹھیک ہے آنٹی اب کہیں جانے کا بار بار بول رہے تھے تو نیند کا انجکشن لگایا ہے"

ثمرین نے سر ہلایا

تم بھی گھر جاؤ بیٹا ریسٹ کرو" "

"ٹھیک پھر میں چلتی ہوں آنٹی" وہ سرسری سا کہتے اٹھ گئی

"جاؤ گی" ان نے امید سے پوچھا تھا دائمہ چند لمحے ان کو دیکھتی رہی تھی

"فلحال گھر جاؤں گی جب زیان ڈسچارج ہو جائیں گے تو آ جاؤں گی" اس نے مختصر جواب دیا تھا

وہ گھر آئی تو سب ناشتے کر رہے تھے وہ بھی ڈائننگ پر ہی بیٹھ گئی تھی۔ اس نے چائے کو کپ میں ڈالا تھا

"کیسا ہے زیان "ارزم نے پہل کی تھی

"بہتر ہے اب "چائے کا سپ لیتے وہ سرسری سا بولی

"تم آرام کرو اب شکل دیکھو اپنی شادی کے بعد لڑکیاں خوبصورت ہوتی ہیں تم خود کو دیکھو صدیوں کی بیمار لگ رہی ہو "ارزم خفا تھا

"میں ٹھیک ہو بھائی "وہ پھیکا سا مسکرائی۔ضاریہ نے ایک نظر اسے دیکھا تھا "میں سونے جا رہی ہوں "وہ اٹھ گئی

"پھر ہم جا رہے ہیں "آبد ملک کی بات پر اس نے محض سر ہلایا تھا وہ کمرے میں آتے ہی تھکے ہوئے انداز میں بیڈ پر گری تھی کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادی میں کھو گئی تھی۔ اس کی آنکھ فون کی آواز پر کھلی تھی زرہ سا ہلتے وہ پھر سو گئی تھی مگر مسلسل بجتے فون سے تنگ آ کر اس نے آنکھیں کھولیں تھیں کمرہ اندھیرے میں ڈوب چکا تھا دائمہ نے فون اٹھا کر کان سے لگایا تھا

"اٹھ گئی دائمہ "فریحہ کی آواز فون پر گھونجی تھی

"ہاں "وہ غنودگی میں بولی

"اچھا سنو اب ماما بابا گھر آ رہے ہیں میں یونی سے آئی تھی اب تم اور بھابھی آ جاؤ تا کہ آنٹی انکل گھر جائیں"

"اچھا" مختصر جواب دے کر وہ اٹھی تھی نہا کر فریش ہوتے وہ نیچے آئے تھے کافی بنا کر وہ لاؤنج میں ہی بیٹھ گئی تھی

"اٹھ گئی" ضاریہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی اس نے منہ موڑ کر اس کا جائزہ لیا تھا وہ صبح کے مقابلے اب کافی بہتر تھی

"ہاں" وہ بھی مسکرا دی ضاریہ نے آگے ہو کر اس کا ہاتھ تھاما تھا

"تم ٹھیک ہو" ضاریہ کے لہجے میں فکر تھی

"تم کیا سنا چاہ رہی ہو" دائمہ نے گہرا سانس لیا

"مجھے معاف کر دو" وہ شرمندگی سے سر جھکا گئی

"ارے نہیں ضاریہ اپنی اپنی قسمت ہوتی ہے میری یہ ہی قسمت ہے اور شاہد میں خوش ہوں" وہ پھیکا سا مسکرائی۔ضاریہ نے تاسیف سے اسے دیکھا

میں بھائی سے بات کروں گی" "

"نہیں تم ایسا کچھ نہیں کرو گی" دائمہ نے سنجیدگی سے کہا

"کیوں کیا تم نارمل لائف نہیں چاہتی" ضاریہ نے حیرت سے اسے دیکھا

"ہاہا۔۔ ٹھیک" وہ تلخی سے ہنسی "تمہارے بھائی کے ساتھ ٹھیک ہونے کا مطلب ہے اس کاغذی رشتے سے آگے بڑھنا تو ضاریہ یہ ناممکن ہے کے میں زیان شیخ کے ساتھ کوئی ایسا رشتہ بناؤں" دوٹوک انداز میں کہتے وہ اٹھ گئی اور ضاریہ ساکت رہ گئی تھی۔ وقت اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا

تین دن مزید رکھ کر زیان کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا

"یہ لیں دودھ پی لیں" دائمہ نرمی سے اسے پکارتے دودھ سائڈ ٹیبل پر رکھا تھا

"پکڑادو" موبائل استعمال کرتے وہ سرسری سا بولا تو دائمہ خاموشی سے دودھ اسے پکڑتے باتھ روم میں چلی گئی تھی وہ جب نہا کر نکلی تھی تو زیان کے ہاتھ میں دودھ کی جگہ سگریٹ تھا مگر نظرانداز کیے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکی تھی۔ اپنی پسند کا

New Era Magazine

پرفیوم خود پر کرتے وہ اب گلاب سے بنا لوشن ہاتھ پر ڈال رہی تھی اسے یاد تھا شادی سے پہلے وہ ایسے ہی پورے دن کے بعد خود کو فریش کر کے سوتی تھی۔زیان نے موبائل سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا تھا

"رات کو کون تیار ہوتا ہے چلو شاور تو لینا چاہیے نیند اچھی آتی ہے لیکن یہ تیاری" وہ اسے دیکھتے سرسری سا بولا تھا دائمہ نے شیشے سے اسے دیکھا تھا

"یہ میری روٹین ہے وہ الگ بات ہے کے شادی کے بعد انسان آہستہ آہستہ دوسرے گھر کا عادی ہوتا ہے لیکن مجھے اس کے بغیر نیند نہیں آتی" اپنے خوبصورت ہاتھوں پر لوشن کا مساج کرتے وہ دھمی آواز میں بولی تھی

"کہیں یہ مجھے متوجہ کرنے کے طریقے تو نہیں ہے" وہ جلا دینے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا تھا اور دائمہ کے ساتھ ساکت ہوئے تھے "اگر ایسا ہے تو یہ بات سن لو میں اتنا کمزور نہیں ہوں" اس کے الفاظ دائمہ کو تیر کی طرح دل پر لگے تھے وہ اندر تک سلگ گئی تھی۔وہ غصے سے پلٹی

"آپ کو یہ خوش فہمی کیوں کے کے مجھے ایسی کوئی خواہش ہے فریحہ کی شادی تک صرف میں یہاں ہوں" بے بسی بھرے غصے سے کہتے وہ سٹڈی میں گئی تھی اور پورے

زور سے دروازہ مارا تھا زیان سر جھٹک کر پھر موبائل میں مصروف ہو گیا تھا جبکہ وہ دروازے سے سر لگائے ہر عہد توڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

"تم جا رہے ہو پھر کوٹ" باہس شیخ نے اسے دیکھا تھا جو ناشتے کے نام پر محض چائے سے کام چلا رہا تھا

"جی کافی کیس پنڈینگ پڑے ہیں شہراز کر تو رہا ہے لیکن اب خود دیکھوں گا" اس کی تفصیل پر باہس شیخ نے سر ہلایا تھا

"ٹھیک تو ہو لو زیان" ثمرین کے لہجے میں فکر مندی تھی

"ٹھیک ہوں ماما اب شفیق کا کیس تو مجھے ہی جیتنا ہے" وہ ایک عزم سے بولا تھا

کیا لگتا ہر کب تک فیصلہ ہو جائے گا" "

"بابا روزوں سے پہلے امید ہے اور ہر حال میں آنا بھی چاہیے" وہ سرسری سا بولا

"بیٹا آپ کیوں اتنا چپ رہی ہو" باہس شیخ نے انتہائی پیار سے اسے مخاطب کیا تھا

New Era Magazine

"نہیں انکل بس سوچ رہی ہوں کیا بولوں" وہ مسکرائی

"زیان بیٹی کو کچھ دن کے لیے گھومانے لے جاؤ شادی سے اب تک بس گھر میں ہی بند ہے" ہاشم شیخ کی بات ت پر زیان نے محض سر ہلایا تھا

"بیٹا خوش رہا کرو ضاریہ کو دیکھا ہے کیسے ہستی بولتی ہے" ثمرین نے پیار سے اسے سمجھا تو دائمہ نے سر ہلا دیا تھا

"یہ کیا یار میری بہن تو زیان کو ہی پیاری ہو گئی ہے شادی کو اتنا عرصہ گزر گیا مگر مجال ہے جو ایک دفع بھی شکل دیکھائی ہو اس لڑکی نے" ارزم کے شکوے پر اس مسکرائے تھے سوائے ضاریہ کے

"کیا پتا ارزم بھائی زیان بھائی نے دائمہ کو آپ سے بھی زیادہ خوش رکھا ہو" فریحہ شرارت سے بولی تو ارزم ہنس دیا

New Era Magazine

"ارے تو وہ بھائی کس کا ہے میری اتنا خیال رکھنے والی بیوی کا نا" اس کی بات پر ضاریہ کے چہرے پر کہیں رنگ آئے تھے "میں تو دل سے خوش ہوں کے میری بہن اتنی خوش ہے" وہ ہلکے سے مسکرایا اور ضاریہ کے دل میں درد اٹھا تھا

"میں نکل رہی ہوں" فریحہ نے اٹھتے ہوئے کہا

"آؤ میں چھوڑ دیتا ہوں" وہ اور ارزم گئے تو پیچھے خاموشی چھا گئی

"ضاریہ اپنے بھائی کو سمجھاؤ" آبد ملک نے نرمی سے اسے دیکھا

"جی انکل" ضاریہ نے سر ہلایا

"وہ خوش ہے آبد" سمیرہ بیچ میں بولی تھی انہوں نے کی آبد ملک کو یقین دلایا تھا کے دائمہ اب خوش ہے ورنہ وہ دائمہ کے واپس جانے کے زرہ برابر حق میں نہیں تھے

"میں ان کے آفس جا کر ان سے بات کرتی ہوں" وہ سرسری سا کہتی اٹھ گئی

"اچھا اور اسے سمجھانا کے اس کی بہن بھی اس گھر میں ہے" آبد ملک کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ چونکی اور پھر تیزی سے وہاں سے نکل گئی

"آبد اس میں ضاریہ کا کیا قصور ہے" وہ دکھ سے بولیں

New Era Magazine

"قصور میری بیٹی کا بھی نہیں ہے مگر وہ خاموش ہے اتنا کوئی مجبور باپ نہیں ہوں کے اپنے بیٹی کو زیان کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں اب اگر وہ ایک دفع بھی واپس آئی نا تو زیان کو خلا کے پیپر ز ہی جائیں گے "آبد ملک نے دو ٹوک فیصلہ سنا یا تھا

" کیا ہو گیا ہے آپ کو بیٹی کو گھر بیٹھائیں گے "

"اگر ایسا کرنا پڑا تو کروں گا میری بیٹی کوئی لاوارث اور مجبور نہیں ہے "غصے سے کہتے وہ اٹھ گئے اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکل گئے پیچھے سمیرہ سر تھامے بیٹھ گئی تھیں

"میم میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہو "ضاریہ کے ریسپشن پر آتے ہی ریسپشنسٹ نے پروفشنل انداز میں کہا تھا

"زیان سر سے کہو ان کی بہن آئی ہے "لڑکی نے سر ہلا کا فون اٹھایا

"جی مس رانیہ "زیان کی مصروف آواز گونجی

"سر آپ کی بہن آئی ہیں" رانیہ کی اطلاع پر وہ چونکہ

"بھیج دیں" رانیہ نے فون بند کر کے ضاریہ کو جانے کا کہا تھا۔ وہ کمرے میں آئی تو زیان کرسی سے پشت لگائے اسی کا انتظار کر رہا تھا

"آفس آنے کی کیا ضرورت تھی" وہ خفا ہوا تو ضاریہ نظرانداز کیے اس کے سامنے بیٹھ گئی

"کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب" وہ غصے سے بولی تو زیان نے گہرا سانس کیا

"یار کیا میرا کچھ پرسنل نہیں ہے" وہ اکتا کر بولا

"مجھے نہیں پتا بس آپ اپنے اور دائمہ کے تعلقات ٹھیک کریں آپ کی زندگی کے ساتھ میری زندگی بھی ہے" وہ دوٹوک لہجے میں بولی

"اسی لیے میں اس شادی کے حق میں نہیں تھا جب سے یہ شادی ہوئی ہے زندگی خراب ہو گئی ہے" بے زاری سے کہتے وہ آگے ہوا "تم خوش ہو نا ارزم نے کچھ کہا تو نہیں" اس کے سوال پر ضاریہ تلخی سے ہنسی

وہ بھی کسی کی بہن ہے بھائی""

New Era Magazine

"اچھا ٹھیک ہے صرف تمہاری خاطر میں آج جا کر اس سے سب کلیر کروں گا اور کوشش کروں گا کے وہ سب بھولا کر میرے ساتھ اپنی زندگی کو دوبارہ شروع کرے"

وہ جتنے آرام سے بولا تھا ضاریہ اتنی ہی شاک ہوئی تھی

"سچ" وہ چلائی

"ہاں بلکل سچ چلو اب گھر جاؤ" زیان کے کہنے پر وہ الوداعی کلمات کہتے کمرے سے نکلی تو اس کا چہرہ پھر سے سنجیدہ ہو گیا

"کیسی ہو" دائمہ فریحہ سے بات کرتے کمرے میں ہی ٹہل رہی تھی

"ٹھیک ہو" "

"شاہ زین نے پھر تو کچھ نہیں کہا" دائمہ نے تشویش سے پوچھا

New Era Magazine

"شکر ہے نہیں کہا یار زندگی سکون میں ہے" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولی۔تب ہی دروازہ کھلا اور زیان اندر آیا ایک بازو پر کوٹ ڈالے اس کی شرٹ کے اوپری تین بٹن کھلے تھے

"چلو یہ تو اچھا ہے" وہ بیڈ کے پاس ہی رک گئی۔کوٹ کو صوفے پر پھینکتے زیان صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھا تھا اور سگریٹ نکالا

"تم بتاؤ دائمہ تم دونوں کے بیچ سب بہتر ہوا" فریحہ کی بات پر وہ ہنس دی

"ہاں سب ٹھیک ہے بلکل ٹھیک" فون کی دوسری طرف کچھ دیر کی خاموشی ہوئی تھی۔زیان اب سگریٹ پیتا اسے ہی دیکھ رہا تھا

"چلو پھر بات کرتے ہیں" دائمہ نے فون بند کر سائڈ ٹیبل پر رکھا تھا

"دائمہ" دائمہ چونکی تھی زیان کا اتنا نرم لہجہ اس نے پہلی دفع سنا تھا وہ پلٹی وہ ویسے ہی سگریٹ ہاتھ میں لیے اسے دیکھ رہا تھا" یہاں بیٹھو" زیان نے اپنے ساتھ اشارہ کیا تھا اور دائمہ کو جھٹکا لگا تھا۔دل تیزی سے دھڑک رہا تھا" یار آجاؤ کھا تو نہیں جاؤں گا" وہ اکتا کر بولا تو وہ شاک سے نکلی سر جھکائے اس تک آتے وہ صوفے کے کونے پر اٹک گئی

"آج سے تم خوش رہو گی" زیان نے سگریٹ کو ایش ٹرے میں پھینکا تھا

"ک۔۔۔کیا مطلب "اس کی آواز مشکل سے ہی حلق سے نکلی تھی

"آئے ہیف ٹو ڈیل ود یو "وہ مسکرا کر بولا تھا اور امید کی کرن پر گہرے بادل چھا گئے تھے اور دل بری طرح ٹوٹا تھا وہ کیسے بھول گئی کے وہ زیان تھا۔گہرا سانس لیتے اس نے بہت سے آنسو اندر اتارے تھے

"کیسی ڈیل "اندر کے درد کو چھپاتے وہ سپاٹ انداز میں بولی

"تم چاہتی ہو نا کے ہم فریحہ کی شادی تک ایسے ہی رہیں "اس کی بات کے جواب میں دائمہ نے محض سر ہلایا تھا "تو ٹھیک ہے آج سے تم سب کو یقین دلاؤ گی کے ہمارے بیچ آج رات کے بعد سے سب ٹھیک ہے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کے میری طرف سے کوئی پیش قدمی نہیں ہو گی۔فریحہ کی شادی کے ایک ہفتے بعد میرے اور تمہارے راستے جدا جدا "وہ جتنے آرام سے بولا تھا دائمہ کا دل اتنی ہی بے دردی سے دکھا تھا

"پیس قدمی ہو بھی نہیں سکتی "وہ چبا چبا کر بولی

"ہاہاہا "وہ کہکا لگا کر ہنس دیا "اور وہ کیوں "وہ محفوظ ہونے والے انداز میں ہنسے ہوئے بولا

"کیونکے میری کبھی مرضی ہو نہیں سکتی "وہ سپاٹ انداز میں بولی

"ڈونٹ چیلنج می ڈیئیر "وہ ہنس دیا"ڈیل "زیان نے ایک آئی بر واٹھائی

"ڈیل"وہ تلخی سے بولی توزیان مسکراتے ہوئے ڈریسنگ میں چلا گیا۔دائمہ ویسے ہی سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے بے آواز رو دی

"ارزم"ضاریہ نے بیڈ شیٹ درست کرتے اسے دیکھا جو بال بنا رہا تھا

"جی بیگم صاحبہ "وہ شرارت سے اسے دیکھتے بولا

"آپ سے کچھ کہنا تھا"ارزم اس کی طرف پلٹا

"میں امی کے گھر رہنے چلی جاوں شادی کو مہینہ ہو گیا ہے"وہ معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ کر بولی

"تمھیں پتا ہے کے مجھے تمہارا رہنا پسند نہیں تم ملنے چلی جایا کرو نا"وہ نرمی سے بولا

"اچھا جیسے آپ کی مرضی "وہ سر جھکا کر بولی

"یار ناراض ہو گئی ہو "اسے کندھوں سے تھامے وہ پیار سے بولا

New Era Magazine

"آپ ایسے ہی پیار کریں گے نا مجھے" ضاریہ کی بات پر ارزم کھلکھلا کر ہنس دیا

"یہ کوئی کہنے کی بات ہے میں تم سے ایسے ہی پیار کرتا رہوں گا میری بیگم "اس کا ناک دوباتے وہ ہنس دیا

"ارزم میں بہت خوش قسمت ہوں "زیان اور دائمہ کا سوچتے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں

"صبح صبح اتنا پیار "اس نے ہنستے ہوئے ضاریہ کو سینے سے لگایا تھا "خوش قسمت تو میں ہوں جو اتنی پیاری بیوی ملی اور پھر اتنا ہی پیار کرنے والا شوہر میری بہن کو ملا تم میری خوش قسمتی ہو "اور ضاریہ کے بہت سے آنسوں نے آنکھیں سے چہرے تک کا سفر تہ کیا تھا

"آنٹی انکل آپ سے بات کرنی ہے "وہ خوشگوار انداز میں بولی

"واہ آج تو ہماری بیٹی بولی ہے جی بولو" ثمرین ہنستے ہوئے بولی

"وہ اصل میں میں آج رات گھر والوں کو کھانے پر بولنا چاہ رہی تھی شادی کے بعد کچھ ایسے مسلے ہوئے کے ہم اکھٹے ہی نہیں ہو سکے" وہ مسکرا کر بولی تو باہس شیخ اور ثمرین نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا

"ہاں کیوں نہیں" باہس شیخ نے کھلے دل سے اجازت دی تھی "چلو میں چلتا ہوں تم لیٹ جاؤ گے" باہس شیخ نے اٹھتے ہوئے زیان سے پوچھا

"نہیں میں بس نکل رہا ہوں" وہ چائے پیتے سکون سے بولا

"ثمرین مجھے کمرے سے فائلز پکڑا دو" ثمرین سر ہلاتے کمرے میں گئی تو باہس شیخ باہر چل دیے

"کافی سمجدار ہو" وہ تلخی سے بولا

"کیا کرو آپ کے ساتھ رہتے چہرے پر کہیں اور چہرے چڑھا لیے ہیں" وہ ہنس دی

"اسے ہی ڈیل کہتے ہیں" وہ بھی مسکرا دیا

"واقعی میں آپ کافی اچھے وکیل ہے یہ بات تو رات کو پتا چل گی ہے" مسکرا کر کہتی وہ اٹھ گئی

"ارے بیٹھ جائیں "اسے ہاتھ سے تھامے اس نے واپس بٹھایا"اداکار تو نہیں رہی پہلے آپ"وہ دھیرے سے بولا

"ایسے لگ رہا ہے کے آپ مجھ سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں"دائمہ کی مسکرا کر کہنے پر زیان کا کہکا گھونجا ثمرین نے اندر آتے دل میں ہی ان کی نظر اتاری تھی ۔زیان انہیں دیکھتے اٹھ گیا تھا

"بیٹھ جاؤ"ثمرین مسکرا کر بولیں

"آنٹی میں زرہ گھر فون کر دوں"وہ اٹھی

"میں بھی نکل رہا ہوں"وہ آگے پیچھے وہاں سے نکلے تھے

"اللہ تیرا شکر ہے ہمارے گھر بھی خوشیاں آئیں"وہ سوچ کر مسکرائی

رات سے پہلے ہی باہس شیخ کے گھر سب اکھٹے ہو گئے تھے۔اب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے

"یہ دائمہ نے بہت اچھا کیا عرصہ ہو گیا ساتھ بیٹھے ہوئے" آبد ملک نے خوشگوار موڈ میں کہا۔ دائمہ سب کو کولڈ ڈرنک سرو کر رہی تھی

"تمہارا شوہر کہاں ہے" ارزم نے مسکرا کر اسے دیکھا

"آرہے ہیں" وہ بھی جواباً مسکرائی "میں کچن میں ہوں" دائمہ نے کہا تو فریحہ اور ضاریہ بھی اٹھ گئیں

"ہم بھی آئے" وہ دونوں ساتھ بولیں

"تم لوگ بیٹھوں میں آتی ہوں" دائمہ مسکرا کر بولی وہ اچھے سے تیار تھی۔ ضاریہ اور فریحہ کو حیرت ہوئی تھی۔ وہ اتنا خوش اور مطمئین تھی

"کچھ نہیں ہوتا" ضاریہ کہ کر آگے بڑھی تو فریحہ بھی ساتھ چل دی "رکو یار" ضاریہ نے اسے رستے میں ہی روک لیا

"کیا ہوا" وہ مصنوعی حیرت سے بولی

"اتنی خوش کیوں ہو" فریحہ نے مشکوک انداز میں اسے دیکھا

"کیوں میں خوش نہیں ہو سکتی" وہ ہنستے ہوئے بولی

"تم دونوں ٹھیک ہو گئے ہو" فریحہ اور ضاریہ نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا

"ہاں کل رات میں زیان نے سب کلیئر کر دیا" دل میں بہت سا درد اٹھا تھا جو وہ اپنی مسکراہٹ کے پیچھے چھپا گئی تھی۔کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ضاریہ اور فریحہ خوشی سے اس کے گلے لگ گئیں تھیں

"مبارک "فریحہ خوشی سے بولی تھی اور دائمہ کے چہرے پر بنا آواز ہی آنسو بہہ گیا تھا جسے فوراً صاف کیا تھا۔زیان کے اندر آتے قدم رکے تھے نظریں پھر ملیں تھیں زیان نے اس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو باخوبی دیکھے تھے دائمہ کو اس وقت زندگی میں پہلی بار نفرت محسوس ہوئی تھی اور وہ اور کوئی نہیں اس کا شوہر تھا

کھانے کے بعد کافی کا دور چلا تھا

"وکیل صاحب سچ میں بہن کو خوش دیکھ کر سکون آگیا" ارزم نے مسکرا کر کہا تو زیان جواباً مسکرایا جبکہ دائمہ نے سر جھکا لیا "دائمہ چلو نا گھر اتنا عرصہ ہو گیا ہے تم نہیں آئی" فریحہ چہک کر بولی

"نہیں فری میں نہیں جا سکتی ضاریہ تم رک جاؤ نا شادی کے بعد سے قسم کھا لی ہے تم نے نا رہنے کی" دائمہ کے شکوے پر وہ ہنس دی

"میں رک جاؤں ارزم" وہ ارزم کو دیکھتے امید سے بولی

"ہاں رک جانا مگر پھر کبھی ابھی گھر چلو" خوش دلی سے دیے گئے جواب پر وہ منہ بنا کر رہ گئی جبکہ باقی سب ہنس دیے

"چلیں پھر ہم نکلتے ہیں" ارزم کے کہنے پر سب ہی اٹھ گئے

"تم واقعی خوش ہونا" سب کے جانے کے بعد ضاریہ نے اسے دروازے میں روکا تھا

"سچ میں" وہ سنجیدگی سے بولی تو ضاریہ مسکراتے اس کے گلے لگی سب کے جانے کے بعد وہ لیٹ کمرے میں آئی تو زیان بیڈ پر نیم دراز تھا

"ڈیل پوری کر دی آپ نے" وہ سنجیدگی سے بولا

"اپنی بات پر قائم رہیے گا" وہ صوفے پر لیتے سرسری سا بولی

"اس کا مطلب" وہ خفگی سے بولا

"آج آپ بلکل برداشت نہیں ہو رہے مجھ سے اس لیے سکون کی نیند لینے یہاں لیٹی ہوں ایک چیز ہی تو ہے سکون کی" وہ آنکھیں بند کیے بے زاری سے بولی

"میری زندگی بھی کوئی خوبصورت نہیں گزر رہی" وہ بھی اسی انداز میں کہتے لیٹ گیا۔

چاند بس خاموشی سے ان دو اجنبیوں کو دیکھ رہا تھا جن کی انا ان کے لیے بہت ضروری تھی

New Era Magazine

جھوٹ کے سہارے زندگی گزر رہی تھی زیان اور دائمہ کے درمیان جب بھی بات ہوتی تھی بات تلخی سے شروع ہو کر غصے پر ختم ہوتی تھی لیکن سب کی نظر میں وہ پرفکٹ تھے۔

"کیا ہو ضاریہ تم ناشتہ کیوں نہیں کر رہی "ارزم نے فکر مندی سے اسے دیکھا تھا جو سر جھکائے بس ناشتے کو دیکھ رہی تھی

"دل نہیں ہے "وہ دھیرے سے بولی تھی

"کیا ہوا بیٹا طبیعت تو ٹھیک ہے "سمیرہ کی فکر مند آواز پر اس نے سر اٹھایا تھا

"نہیں آنٹی میری طبیعت عجیب ہو رہی ہے "وہ بھیگی آواز میں بولی تھی

"ارے کیا ہوا ابھی کل تک تو ٹھیک تھیں آپ "فریحہ نے دودھ اس کی طرف کیا اور دودھ دیکھتے ہی وہ منہ پر ہاتھ رکھے وہاں سے تیزی سے گئی تھی

"جاؤ ارزم بیٹا ہسپتال لے جاؤ بچی کو "آبد ملک کے کہنے پر سر ہلاتے وہ اٹھ گیا تھا

"میں بھی چلتی ہوں ساتھ ہی" سمیرہ بھی اٹھیں تھیں

"اچھا میں ضاریہ کو کہہ کر آتا ہوں کے وہ آجائے" وہ کمرے میں آیا تو ضاریہ بیڈ پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی

"ارے رو کیوں رہی ہو" ارزم اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹا

"میری طبیعت بہت عجیب ہو رہی ہے ارزم آپ مجھے ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں لے کر جاسکتی آپ کی میٹینگ ہے پوری رات آپ اس پر کام کرتے رہے ہیں اور امی کو میں تکلیف نہیں" دینا چاہتی میں کیا کرو" وہ سر جھکائے بھیگا چہرہ صاف کرتے بول رہی تھی اور ارزم محض نرم مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا

"حد ہو گئی ہے ضاریہ میرے لیے میٹنگ نہیں تم ضروری ہو اور اماں کے لیے تم بلکل دائمہ اور فری کی طرح ہو پھر تکلیف کیسی خیر اٹھو ہسپتال چلیں" ارزم نے اٹھتے ہوئے نرمی سے کہا

اور آپ کی میٹنگ" "

"تم سے ضروری نہیں ہے بابا دیکھ لیں گے" ضاریہ سر ہلاتے اٹھ گئی تھی

"کیا ہوا ڈاکٹر "ارزم نے فکر مندی سے ڈاکٹر کو دیکھا تھا جو رپوٹ پڑھ رہی تھیں

"کتنا عرصہ ہوا ہے آپ لوگوں کی شادی کو "ڈاکٹر پیپر پر پن چلاتے پروفشنل انداز میں بولیں

"ابھی تقریباً دو مہینے ہونے والے ہیں "ارزم نے سرسری سا بتایا

"مبارک ہو آپ کی وائف ماں بنے والی ہیں "ڈاکٹر مسکرا کر بولیں تھیں اور ارزم نے بے یقینی سے ڈاکٹر کو دیکھا تھا

"ان کو بہت کیر کی ضرورت ہے خاص خیال رکھنا ہے کھانے پینے کا اور یہ میڈیسن ہیں لے لیں "ارزم سے تو خوشی سنبھالی نہیں جا رہی تھی

"ڈرپ ختم ہو آپ کی وائف کی تو لے جایئے گا "ڈاکٹر کی بات ختم ہوتے وہ ایک روم میں آیا تھا یہاں اسے ڈرپ لگی تھی

"کیا ہوا ارزم "ثمرین فکر مندی سے بولیں تھیں

New Era Magazine

"امی کچھ نہیں ہوا بلکہ آپ خوش ہو جائیں آپ دادی بنے والی ہیں" ارزم نے مسکرا کر ضاریہ کو دیکھا تھا جو ساکت وہ گئی تھی

"یا اللہ شکر ہے بہت مبارک ہو" ثمرین نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اس کے چہرے پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ آئی تھی اور وہ سر جھکا گئی تھی

ٹن ٹن۔۔۔۔۔زیان نے چائے پیتے فون اٹھایا تھا

"اسلام علیکم کیسے وہ ارزم" زیان نے سرسری سا پوچھا

"وعلیکم سلام ٹھیک تم لوگوں کو خبر دینی تھی" وہ مسکرا کر بولا

"ہاں بولو سب ٹھیک ہے" وہ تشویش سے بولا تو ناشتہ کرتے سب اسی طرف متوجہ ہو گئے

"ہاں سب ٹھیک ہے مبارک ہو تم ماموں بنے والے ہو" ارزم کی بات پر زیان ہنس دیا

بہت مبارک ہو تم دونوں کو ضاریہ ٹھیک ہے" "

"ہاں ابھی بس گھر کے لیے نکل رہے ہیں" ارزم نے الوداعی کلمات کہہ کر فون بند کیا

"سب ٹھیک ہے زیان" ثمرین فکر مندی سے بولیں تھیں

"جی امی ضاریہ کی طرف سے خوش خبری کے لیے فون کیا تھا" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"کیا" دائمہ کو خوشی سے اچھل ہی پڑی "میں خالہ، پھوپھو اور مامی بننے والی ہوں" اس کی بات پر زیان سمیت سب مسکرا دیے

"اتنے رشتے" ثمرین حیرت سے بولیں

"تو دیکھیں نا آنٹی خالہ اس لیے کے وہ میری بہن ہے پھوپھو اس لیے کے وہ میری بھابھی ہے اور مامی اس لیے" وہ رکی دل دک دم اداس ہوا تھا "مامی اس لیے کے میں زیان کی بیوی ہوں" وہ اداسی سے مسکرائی

"چلو پھر ملنے چلے جانا کل" ہاسن شیخ مسکرا کر بولے تو سب نے سے ہلایا

"مبارک مبارک" دائمہ چیختی ہوئی ضاریہ کے گلے لگ گئی تھی

"آہستہ" ضاریہ شرما کر بولی

"میں کیا کروں مجھ سے خوشی سنبھالی ہی نہیں جا رہی" وہ ضاریہ سے الگ ہوئے ہنستے ہوئے بولی

"خوش رہو" زیان نے اس کا سر تھپکایا

"بہت مبارک ہو میری بیٹی" ثمرین اس کے گلے لگ گئی۔ضاریہ سب کو لیے لاؤنج میں ہی آگئی۔سب ہلکی پھلکی گپ شپ میں مصروف تھے جبکہ دائمہ،ضاریہ اور فریحہ باہر باغ میں آ گئیں تھیں

"آج ہم تمہیں لینے آئیں ہیں یار عرصہ گزر گیا ہے رہنے نہیں آئی تم" دائمہ کی خفگی پر ضاریہ کھلکھلا کر ہنسی

"یار میں تو تیار ہوں اپنے بھائی سے کہو نا رہنے جانے دے شادی کے بعد سے اس نے مجھے ایک دن جو رہنے دیا ہو" وہ مسکرا کر شکوہ کر رہی تھی

"ہاں لگالو لگالو شکایت "ارزم کی عقب سے آتی آواز پر اس نے فوراً دانتوں تلے زبان دی جبکہ فریحہ اور دائمہ ہنستے ہوئے پلٹے "شوہر کی پیٹھ پیچھے برائی بہت بڑا گناہ ہے"

ارزم اور زیان ان کے پاس ہی رک گئے

"میں نے کب برائی کی ہے سچ بولا ہے" وہ خفگی سے بولی

"اچھا بھئی ناراض نہ ہو "ارزم نے پیار سے کہتے اس کے کندھے پر بازو پھیلایا "پورے ایک دن کے لیے رہنے چلی جاؤ "ارزم نے ہنسی دبائی

"کیا" وہ غصے سے چلائی۔دائمہ مسکرا کر انہیں دیکھ رہی تھی دل اداس ہوا تھا

"ہاں "ارزم نے اتنے ہی آرام سے کہا

"دور رہے مجھ سے بات نا کریں" وہ ناراضگی سے کہتی ارزم سے دور کھڑی ہو گئی

"اچھا بس چلو ضاریہ تم گھر اور جتنے مرضی دن رہ لینا" دائمہ نے لڑائی ختم کروائی تھی

"اچھا ٹھیک ہے اب خوش "ارزم نے بھی ہتھیار ڈال دیے تھے

"فری تم بھی چلو نا ساتھ "دائمہ کو اچانک یاد آیا تھا

"میں "وہ چونکی

"ہاں چلو فری ویسے بھی تم فارغ ہو یونی سے "ضاریہ نے بھی دائمہ کی ہاں میں ہاں ملائی

"ہاں تم بھی آجاؤ فری "زیان نے کہا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی مان گئی

"مجھے بھی لے چلو "ارزم نے منہ بنا کر کہا

"چلو زیان یہاں سے ہماری یہاں کوئی قدر نہیں ہے "وہ مصنوعی دکھ سے بولا تو وہ تینوں کھلکھلا کر ہنس دیں

"یار مجھے تھوڑا عجیب لگ رہا ہے "وہ تینوں اس وقت ضاریہ کے کمرے میں موجود تھیں

"کیا ہو گیا ہے فری تمہاری بہن اور بھابھی کا گھر کے "ضاریہ نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا

"ہاں فری تم جتنے دن مرضی رکو یہاں "دائمہ دونوں کو کافی پکڑاتے خوش دلی سے بولی

"اف! مجھے یونی یاد آگئی "کافی پیتے وہ مسکرا کر بولی

"ہاں یار کتنا اچھا وقت تھا "دائمہ بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں

New Era Magazine

"پتا ہے فری یونی میں ہماری صبح سردیوں میں کافی کے بغیر نہیں ہوتی تھی اور گرمیوں میں چائے کے بغیر" ضاریہ نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ دائمہ کو دیکھا تھا

"ہاں واقعی اور پھر دن ختم ہمارا جوس پر ہوتا تھا" دائمہ کی بات پر وہ دونوں مسکرائی

"دائمہ۔۔دائمہ" ثمرین آواز دیتی کمرے میں ہی آ گئیں

جی آنٹی" "

"زیان کمرے میں بولا رہا ہے" ثمرین کہ کر کمرے سے چلی گئی جبکہ دائمہ جلدی سے بیڈ سے اتری۔ فریحہ اور ضاریہ نے شرارت سے ایک دوسرے کو دیکھا

میں ابھی آئی" "

"ہاں ہاں آرام سے آنا" ضاریہ کی شرارت سے بھری آواز کو نظر انداز کیے وہ کمرے کی طرف چل دی۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی دھوئیں نے اس کا استقبال کیا تھا وہ صوفے پر نیم دراز سگریٹ پی رہا تھا

"کیا آفت آ گئی تھی" وہ غصے سے کہتے اس نے سامنے سینے پر بازو لپیٹے رک گئی تھی

"کوشش کریں جب تک یہ لوگ یہاں ہیں ہمارا ریلیشن ٹھیک رہے" وہ بے نیازی سے بولا

"ریلیشن" وہ تلخ ہوئی "ڈیل کہیں ڈیل" زیان نے بے زاری سے اسے دیکھا اور پھر صوفے سے اٹھ گیا

"ٹھیک ہے ڈیل کہتے ہیں پھر" زیان نے ایک قدم آگے بڑھایا تو دائمہ بھکلا کر پیچھے ہوئے

"دور رہ کر بات کریں"

"او پلیز مجھے ایسا کوئی شوق بھی نہیں ہے بس بات ختم کرو دھیان رکھنا انہیں شک نا ہو"

"مجھے نا بتایا کریں میں نے کیا کرنا ہے" وہ اکتاہٹ سے بولی

"تم اتنا مجھ سے اکتاتی کیوں ہو" وہ بیڈ پر بیٹھتے پر سکون انداز میں بولا

"اس کے ذمے دار آپ خود ہے کیونکہ آپ نے مجھے نفرت کرنے پر مجبور کیا ہے" سپاٹ انداز میں کہتے وہ کمرے سے نکل گئی جبکہ زیان سنجیدہ نظروں سے دروازہ دیکھتا رہ گیا

"جی کون "فریحہ فون اٹھائے گیلری میں آگئی تھی انہیں آئے دوسرا دن تھا

"کیاہوا بھول گئی مجھے "فریحہ کا ہاتھ کانپا تھاوہ یہ آواز تو ہزاروں میں پہچان سکتی تھی"

شاہ زین بلوچ بات کرر ہاہوں جان من "وہ خوشگوار انداز میں بولا

"فون کیوں کیا ہے"وہ غرائی

"آرام سے آرام سے بس بتاناتھاکے جلد ملاقات ہوگی"وہ کہکالگا کر ہنسا فریحہ نے

کانپتے ہاتھوں سے فون بند کیا تھااور پھر اسے پانچ منٹ لگے تھے فیصلہ کرنے میں وہ

تیزی سے لاؤنج میں آئی تھی

"دائمہ زیان بھائی کہاں ہے"دائمہ اور ضاریہ ساتھ ہی کوئی موی دیکھ رہی تھیں

"سٹڈی میں "فریحہ سر ہلاتی دائمہ کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔کمرے کے باہر

رک کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا مگر جواب نا ملنے پر وہ دروازہ کھلے اندر آئی تھی کمرہ

خالی تھاوہ سٹڈی کے دروازے کے باہر رکی پر ہلکا سادروازہ بجایا

"آجاؤ"مصروف سی آواز آئی تو فریحہ دروازہ کھول کر اندر آئی

"میں آجاؤں زیان بھائی"وہ دروازے میں ہی رک گئی

"ہاں ہاں آؤ"زیان نے فائل بند کرتے مسکرا کر کہا تو فریحہ سر جھکائے اس کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

"کلائنٹ بن کر آئی ہوں"وہ ہلکا سا مسکرائی۔زیان نے حیرت سے اسے دیکھ پھر سر ہلاتے کرسی سے پشت لگائے وہ اب اسے ہی دیکھ رہا تھا

ٹھیک پھر بتاؤ کیا ہوا" "

"مجھے کسی پر ہراسمنٹ کا کیس کرنا ہے"وہ سر جھکائے بولی آواز انتہائی دھمی تھی

"ٹھیک"زیان نے سر ہلایا"کون ہے"وہ اسے بغور دیکھتے بولا

"شاہ زین بلوچ ہے یونی میں پڑھتا ہے اور بلوچستان میں کسی سردار کا بیٹا ہے"وہ سر جھکائے انگلیاں مروڑ رہی تھی

"اچھا"کچھ پل خاموشی کے سپرد ہوئے"اوپر دیکھو فری"وہ دھمی آواز میں بولا مگر فریحہ نے سر نہیں اٹھایا"فری اگر تم نے کچھ غلط نہیں کیا تو میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کرو"فریحہ نے سر اٹھایا تھا"اب بات کرتے ہیں"وہ آگے ہوا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھسائے وہ بلکل سنجیدہ تھا"میرا کولیگ یہ کیس دیکھ لے گا"فریحہ چونکی

"نہیں بھائی پلیز آپ" وہ منت کر رہی تھی

"فری میں صرف قتل کیس دیکھتا ہوں اور فری میری مانو تو یہ کیس مت کرو" وہ پر سکون نظر آ رہا تھا

"مگر کیوں" وہ حیرت سے بولی

"یہ مردوں کا معاشرہ ہے فری یہاں سٹیٹس چلتا ہے یہاں تمہیں انصاف نہیں ملے گا بلکہ تم پر کیچڑ اچھالا جائے گا" اس نے اپنی بات پر زور دیا

"ایک کوشش کر لیں آپ خود" وہ منت آمیز لہجے میں بولی

"فری تم میرے لیے بلکل ضاریہ جیسی ہو کوٹ میں جو تم پر کیچر اچھالا جائے گا میں اس کا حصہ نہیں بن سکتا لیکن فکر نا کرو شہراز بہت اچھا وکیل ہے" وہ آخر میں مسکرا دیا

آپ کل ملوا دیں گے" "

بلکل کیوں نہیں" "

"آپ وعدہ کریں گھر میں کسی کو نہیں بتائیں گے" وہ امید سے بولی تو وہ ہنس دیا

یہ باتیں چھپتی نہیں ہے لیکن فکر نا کرو نہیں بتاؤ گا" "

"تھینکس بھائی" وہ جوشی سے بولی

"آلویز ویلکم" وہ مسکرا کر فائل کھول چکا تھا

"چلیں فری" زیان نے ناشتے کے ٹیبل سے اٹھتے اسے دیکھا جو تیار تھی۔ سفید شفون کے ڈوپٹے کو سر پر لیے اس نے کندھوں پر کالی چادر لی ہوئی تھی

"کہاں" دائمہ حیرت سے بولی

"وہ اصل میں مجھے اپنی دوست کی طرف جانا تھا تو زیان بھائی مجھے راستے میں ڈراپ کر دیں گے" فریحہ اٹھتے ہوئے سرسری سا بولی تو دائمہ نے سر ہلایا

"اچھا خیال رکھنا اپنا" فریحہ نے سر ہلایا۔ وہ باہر آئی تو زیان گاڑی سٹاٹ کر چکا تھا وہ بھی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی

"ہم میرے آفس نہیں جا رہے سیدھا کوٹ جائیں گے" زیان نے ڈرائیونگ کرتے اسے بتایا تھا

"مجھے ڈر لگ رہا ہے زیان بھائی" وہ منمنائی

"ڈرنے کی بات نہیں ہے باقی فیصلہ تمہارا ہے" باقی کا سفر خاموشی سے گزر گیا تھا۔ کوٹ کارش دیکھ کر تو فریحہ کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے

"بھائی یہاں تو میں گھم ہو جاؤں گی" وہ بے چارگی سے بولی

"ہاہاہا" زیان کا کہکا گھونجا" کچھ نہیں ہوتا" نرمی سے کہتے اس نے فریحہ کا ہاتھ تھاما

"بس میرے ساتھ چلتی رہنا" فریحہ نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ بہت ہی ہجوم نے ان کا استقبال کیا تھا بہت سی چھوٹی چھوٹی داہداریوں سے ہوتے وہ آگے بڑھ رہے تھے

"بھائی آپ کے آفس میں مل نہیں سکتے تھے" وہ رش سے بری طرح کنفیوز تھی

"نہیں" مختصر جواب دے کر وہ نارمل انداز میں آگے بڑھ رہا تھا پھر وہ ایک بند دروازے کے باہر رکے تھے جہاں قدرے کم رش تھا

"میں نے پیشی اٹنڈ کرنی ہے شہراز تمہیں لے جائے گا فکر کی بات نہیں ہے پھر میں تمہیں پک کر لوں گا" زیان کی بات پر اس نے محض سر ہلایا تھا کچھ دیر بعد ہی وکیلوں کی فوج سامنے سے آتی دیکھائی دی تھی۔

"اسلام علیکم سر"سب نے مشترکہ سلام کیا تو زیان نے سر خم کیا تھا فریحہ تھوڑا پیچھے سر جھکائے کھڑی تھی

"شہراز یہ فریحہ ہے میری بہن اور فریحہ شہراز"زیان نے بلیک پینٹ کوٹ میں موجود خوش شکل لڑکے کی طرف اشارہ کیا تھا

"ہائے مس فریحہ"وہ مسکرایا

"شہراز انہیں کسی کیس کے سلسلے میں تم سے بات کرنی ہے"شہراز نے سر ہلایا"اب یہ شفیق کہاں رہ گیا ہے"زیان اکتا کر بولا

"وہ آگیا سر"شہراز نے دور اشارہ کیا تھا جہاں وہ سر جھکائے چل رہا تھا کالی لیڈر کی جیکٹ جینز پہنے۔دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے وہ کہیں کھویا ہوا لگتا تھا۔اب زیان سب سے مل کر کیس ڈسکس کر دیا تھا۔شفیق نے پاس پہنچ کر سر اٹھایا تھا تو نظر وہاں ہی رک گئی تھی سفید دوپٹے میں وہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔نیلی آنکھیں پریشان تھی اور سفید گال سرخ پڑھ رہے تھے

"زیان سر کی بہن ہے"شہراز کی سرگوشی پر اس نے نظریں پھیر لیں

"نہیں میں تو"شفیق شرمندگی سے سر جھکا گیا

"شہراز تم فری کو لے کر جاؤ" زیان نے فائل میں جھکے ہی کہا تو شہراز نے سر ہلادیا

"بھائی میں آپ کے ساتھ ہی چلی جاؤں گی" فریحہ جلدی سے بولی تو زیان نے حیرت سے اسے دیکھا

میری پیشی ہے فریحہ " "

"پلیز بھائی میں انتظار کرلوں گی" اس کی ضد کے آگے زیان نے گہرا سانس لیا

"ٹھیک ہے پھر ساتھ چلیں گے آفس" زیان نے سنجیدگی سے کہا

"یہ کیوں گھور رہا ہے" شفیق کا دیکھنا اسے سخت ناگوار گزر رہا تھا مگر وہ شہراز کے ساتھ بھی اکیلی نہیں جانا چاہتی تھی۔وہ بے اختیار ہی زیان کے پیچھے کھسک گئی تھی۔دور سے دو وکیل اور ان کے ساتھ دو آدمی آتے دیکھائی دیے تھے

"یہ ارسلان کو کب لائیں گے" زیان نے یہاں وہاں دیکھا اور پھر عاصم کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر اکتاہٹ آگئی۔وہ لوگ بھی کچھ فاصلے پر رک گئے۔عاصم نے بغور فریحہ کا جائزہ لیا

"زیان بھائی مجھے جانا ہے یہاں سے" اس کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔زیان نے ایک نظر عاصم کو دیکھا اور پھر اس کے سامنے کھڑا ہوا

"اسی لیے کہہ رہا تھا نا" وہ خفگی سے بولا

"سوری بھائی" وہ منمنائی

"اچھا کوئی نہیں شہراز تم لوگ جاؤ" شہراز نے سر ہلا کر فریحہ کو آنے کا اشارہ کیا

"میرے پیچھے رہیے گا" اسے سمجھاتے وہ آگے چلا تو وہ بھی سر جھکائے شہراز کے پیچھے چل دی۔ شفیق کے پاس سے گزرتے اسے عجیب گھبراہٹ ہوئی تھی شفیق کی نظر نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا

"فریحہ کو اپنی دوست پتا نہیں کہاں سے یاد آگئی" وہ پریشانی سے بولی تو ضاریہ ہنس دی

تم مس کر رہی ہو اسے" "

"نہیں یار مجھے اس کے اکیلے آنے جانے سے ڈر لگتا ہے" وہ سنجیدگی سے بولی

"کیوں" ضاریہ حیرت سے بولی

یار اس کو یونی میں ایک لڑکا تنگ کرتا ہے تو بس مجھے اس کی فکر رہتی ہے" "

"ارے فکر کیوں کر رہی ہو تمہارا میاں ساتھ گیا ہے ناوہ لے کر گیا ہے تو لے کر بھی آئے گا پھر" وہ اسے تسلی دینے والے انداز میں بولی

"ہمم" دائمہ نے سر ہلایا

"آج واپسی اور کل رمضان" ضاریہ سمان پیک کرتے سرسری سا بولی

"اتنا دل لگا ہوا تھا میرا" دائمہ اداسی سے بولی

"اب ہمیشہ تو ایسے نہیں رہ سکتے نا ہاں اگر میرا کوئی چھوٹا بھائی ہوتا نا تو ہم فریحہ کو لے آتے" ضاریہ کی بات پر دائمہ کھلکھلا کر ہنسی

"جی تو مس فریحہ اب مجھے آرام سے بتائیں" شہراز فریحہ کو لے کر ایک کمرے میں آیا تھا جہاں تین ٹیبل تھے اور بیچ میں پارٹیشن تھی وہ آخری ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھ گئے تھے

"مجھے ہراسمنٹ کا کیس کرنا ہے" وہ سر جھکائے بولی

"مجھے تفصیل بتائیں" شہراز اب پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا اور پھر فریحہ نے اسے سب بتادیا تھا

"اچھا تو اب آپ کیس کرنا چاہ رہی ہیں" فریحہ نے سر ہلایا "مس فریحہ میں آپ کو فریحہ کہہ سکتا ہوں" فریحہ چونکی پھر سر ہلادیا

"دیکھیں فریحہ ایک دوست کی طرح سمجھا رہا ہوں کے یہ کیس اتنا آسان نہیں ہے جتنا آپ کو لگ رہا ہے آیک تو یہ بہت لمبا جائے گا دوسرا آپ ہار جائیں گی کیونکہ عدالت میں صرف آپ کی بات نہیں چلے گی وہاں گواہ مانگے گے اور میرا انہیں خیال کے شاہ زین کے خلاف کوئی گواہی دے گا" فریحہ سر جھکائے بس اسے سن رہی تھی "اور فریحہ آپ کی شادی ہونی ہے ظلم آپ کے ساتھ ہو رہا ہے لیکن لوگ" وہ رکا اور پھر گہرا سانس لیا

"سوچ لیں فریحہ آپ کی پوری زندگی پڑی ہے اگر آپ کیس کرنا چاہتی ہے تو انشاءاللہ ہم عید کے بعد پہلا نوٹس بھیج دیں گے" وہ آخر میں مسکرایا تو فریحہ نے سر اٹھایا

"شکریا" وہ بھی جواباً مسکرائی

New Era Magazine

"یہ لیں یہ فل کر دیں پیپرز "شہراز نے کچھ پیپر اس کے سامنے رکھے "میں پانچ منٹ میں آتا ہوں "اٹھتا ہوا بولا تو فریحہ نے پیپر اپنے سامنے کیے

"تمام بیانات اور گواہوں کی روشنی میں عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کے پراسیکیوشن کی طرف سے پیش کیے گئے گواہ اور ان کے بیانات ارسلان محمود کو مجرم ٹھہرانے کے لیے ناکافی ہے اسی لیے عدالت ارسلان محمود کو باعزت بری کرتی ہے جبکہ پولیس کو آگے کاروائی جلد سے جلد مکمل کرنے کا حکم دیتی ہے عدالت برخاست کی جاتی ہے "جج اپنا فیصلہ سنا کر اٹھ گئے تھے مگر عدالت کی فضا میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی

"مبارک ہو مبارک "زیان مسکرا کر سب کی مبارک باد وصال کر رہا تھا۔ شفیق بھیگی آنکھوں کے ساتھ ارسلان کے لگ گیا تھا

"دیکھ سچ جیت گیا میری محبوبہ "اس کے آخر میں شرارت سے کہنے پر وہ ہنس دیا

"یہ سب آپ کی اور شہراز بھائی کی وجہ سے ہوا ہے زیان بھائی "اس کا لہجہ مشکور تھا

"اس کی ضرورت نہیں شفیق "زیان نے اس کا کندھا تھپکا یا

"میں شہراز بھائی سے مل کر آتا ہوں "وہ گیا تو ارسلان آگے بڑھ کر زیان کے گلے لگ گیا

شکریا زیان تیرا احسان کبھی نہیں بھولوں گا" "

"پاگل تو تو بھائی ہے "زیان مسکرا دیا

وہ تیزی سے اندر آیا تھا لیکن پھر اندر نظر پڑھتے قدم زنجیر ہو گئے تھے۔ سفید دوپٹے سے کچھ بال نکل پر چہرے کو چھو رہے تھے۔ ہونٹوں میں پن دوبائے نظریں پیپر پر جمے وہ ارد گرد سے بے نیاز بیٹھی تھی۔ سفید ہاتھوں پر لگا لال نیل پینٹ نظر ہٹنے ہی نہیں دے رہا تھا

New Era Magazine

"خوش قسمت ہے یہ پیپرز جو آپ کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں" چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس تک آتے وہ شوخی سے بولا۔ اچانک آواز پر وہ چونکی سر اٹھایا تو شفیق اس کے سر پر تھا

"سوری" فریحہ اسے دیکھتے نا سمجھی سے بولی

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں" شفیق نے اس کے ساتھ والی کرسی کی پشت تھامتے کہا

"مجھ سے کیا پوچھ رہے ہیں میں گھر سے تھوڑی لے کر آئی ہوں" وہ بڑبڑائی تھی مگر آواز باآسانی شفیق تک پہنچ چکی تھی۔ وہ ہنستے ہوئے اس کے ساتھ کافی فاصلے سے بیٹھ گیا تھا

"شہراز بھائی کہاں ہیں" اسے نظروں کے حصار میں لیے وہ سرسری سا بولا

"کہیں گئے ہیں" لٹھ مار انداز میں کہتے اس نے صفحہ پلٹا۔ شفیق کی ہیزل آنکھیں مسکرائی تھیں۔ ہلکی بریڈ اور مونچھیں ساتھ خوبصورتی سے بنے بال اس کو خوبصورت اور دلکش بنانے کے لیے کافی تھے۔ نارمل رنگ، لمبا قد لیکن جسمانی لحاظ سے وہ آج کے لڑکوں کی طرح نازک سا لگتا تھا۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے سے ہی فریحہ کو اس کے خاندانی ہونے کا اندازہ ہو گیا تھا

"آپ اتنے ہی غصے میں رہتی ہیں ہمیشہ یا یہ اعزاز میرا ہے" وہ مسکراہٹ دبائے بولا تو فریحہ نے غصے سے اسے دیکھا "اچھا سوری سوری" وہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہنس دیا اور فریحہ نے سر جھکا لیا بے اختیار ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی

"چھپ کر ہسنا ناانصافی ہے میڈم" اسے دیکھتے شفیق کا شدت سے اسے اپنا بنانے کا دل کیا تھا

"آپ کو کوئی کام نہیں ہے" فریحہ سے اٹھائے سنجیدگی سے بولی

"کافی ضروری ہے" شرارت سے کہتے وہ آگے ہوا "کسی کو آنکھوں کے راستے دل میں اتارنا ہے" براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ فریحہ کو شل کر گیا تھا۔ ہیزل آنکھوں مسکرا کر اب بھی نیلی آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں

"نام کیا ہے نیلی آنکھوں والی شہزادی" اس کے لب نہیں ہلے تھے اور فریحہ نے فوراً نظریں چرائیں تھیں

"میرا نام شفیق حمدان بلوچ ہے" وہ دھیرے سے بولا تھا اور فریحہ شل رہ گئی تھی

"شفیق حمدان بلوچ" اس کے لب ہلے تھے "شاہ زین بلوچ" اور فریحہ کے ہاتھ سے پن اور پیپر نیچے گرے تھے۔

New Era Magazine

"میرا نام شفیق حمدان بلوچ ہے" وہ اسے دیکھتے دھیرے سے بولا تھا اور فریحہ کا ہاتھ پیپرز پر کانپا تھا

"شاہ زین بلوچ" ذہن کے پردے پر ایک نام لہرایا تھا اور وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی تھی۔ پیپرز اس کا ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے بکھر گئے تھے

"آپ ٹھیک ہے" وہ فکرمندی سے بولا تھا اور فریحہ وہ ویسے ہی شل بیٹھی ہوئی تھی دیکھیں پلیز مجھے غلط مت سمجھیں" شفیق اب اسے تشویش سے دیکھ رہا تھا۔ فریحہ اٹھی تھی اور پھر تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی

"رکیں میری بات تو سن لیں" اسے پیچھے سے اس کی فکرمندی بھری آواز آئی تھی. فریحہ تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ کانپتے ہاتھوں سے وہ زیان کو فون ملا رہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا" جلد ملاقات ہو گی" شاہ زین کی بات سوچ سوچ کر اسے خوف محسوس ہو رہا تھا

"سوری فریحہ میں مصروف تھا" زیان کی مصروف آواز فون پر گھونجی تھی

"میں گھر جا رہی ہوں بھائی طبیعت خراب ہے" وہ خود پر ضبط کرتے سرسری سا بولی

New Era Magazine

"فری تم وہاں سے اکیلی نکلی کیوں ہوں راستہ پتا ہے تمہیں "زیان کی خفا آواز پر وہ چونکی اسے واقعی راستے کا کیا معلوم تھا وہ تو پہلی دفع ایسی جگہ آئی تھی

"نہیں" وہ منمنائی تھی اور پھر نا چاہتے ہوئے بھی وہ رو دی تھی

"ارے رونے کی کیا بات ہے میں آتا ہوں "زیان نے فون بند کیا تھا اور فریحہ نے نم آنکھوں سے اطراف میں دیکھا تھا

"یا اللہ پلیز "وہ بڑبڑائی تھی پھر کچھ دیر بعد ہی اسے زیان کچھ وکلا کے ساتھ آتا دیکھائی دیا تھا

"بہت غلط بات ہے فری شہراز کا مجھے فون آیا تھا جانتی ہو وہ کتنا پریشان تھا "زیان خفگی سے بولا تو فریحہ نے محض سر جھکا لیا

اب میرے ساتھ چلو شہراز کو کہ کر پھر چلتے ہیں" "

"نہیں مجھے نہیں جانا "فریحہ زیان کا بازو تھامے بھیگی آواز میں بولی۔زیان نے بغور اسے دیکھا اور پھر سر ہلا دیا

New Era Magazine

کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا صرف سٹریٹ لائٹ کی روشنی کھڑکی سے اندر آ رہی تھی۔دائمہ نے اندر آتے ہی کمرہ روشن کر دیا تھا

"زیان اٹھ جائیں سحری کا وقت ہو گیا ہے" اس سے کچھ فاصلے پر رکتے وہ سرسری سا بولی

"تو اس کا مطلب ہے بندہ کمرہ روشن کر دے" وہ خفگی سے بولا مگر اٹھا نہیں

"زیان اٹھ جائیں میں نوکر نہیں ہوں آپ کی دو دفع آ چکی ہوں آپ کو اٹھانے" آگے آتے اس نے زیان کے اوپر سے کمفرٹر ہٹایا

"یہ کیا بدتمیزی ہے" دائمہ کی کلائی سختی سے پکڑتے وہ غرایا

"چھوڑیں" سخت گرفت پر اس کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں

"دائمہ میری ایک بات کان کھول کر سن لو میرے معملات میں داخل دینے کی ضرورت نہیں ہے میں نے پہلی دن کہا تھا تمہیں روایتی بیوی بنے کی ضرورت بلکل نہیں ہے" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا

"زیان۔۔درد ہو رہا ہے" دوسرے ہاتھ سے کہلائی چھڑاتے وہ بھیگی آواز میں بولی

"اچھا ہے نا تمہیں ویسے بھی نرمی سے سمجھائی گئی بات سمجھ نہیں آتی آئندہ مجھے ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے اپنے تک تعلق رکھو تو بہتر ہو گا" جھٹکے سے اسے چھوڑتے وہ بیڈ سے اٹھ گیا تھا

"آپ نے نرمی سے بات ہی کب کی ہے" اپنے لال ہوتی کلائی کو ملتے وہ دکھ سے بولی

"دعا کرو کبھی تم میرا وہ روپ مت دیکھو جسے تم سے شادی کے بعد میں نے اندر دفن کر دیا ہے ورنہ تم ابھی مجھے نہیں جانتی اور ویسے بھی میرے قریب مت ہی آیا کرو کیونکہ عورت ذات صرف ایک دھوکا ہے" سفاکی سے کہتے وہ آگے بڑھ گیا

"زیان آپ نے جتنی دیواریں میرے اور اپنے بیچ کھڑی کر دیں ہے نا میں چاہ کر بھی اسے پار نہیں کر سکتی" ضبط کے باوجود دائمہ کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں

"لڑکیاں اس معاملے میں کافی کمزور ہوتی ہیں دائمہ ملک اگر میری طرف سے پیش قدمی ہوئی نا تو روک تم بھی خود کو نہیں سکو گی" تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہتے وہ آگے بڑھ گیا تھا اور دائمہ نے بے دردی سے اپنا ہاتھ رگڑا تھا جس پر اب بھی اسے زیان کا لمس محسوس ہو رہا تھا

ان کو ناموس بھی۔۔۔عزت بھی، پزیرائی بھی

ہم کو رونے کو میسر نہیں تنہائی بھی

اپنے ہی حال پہ ہنسنا کبھی ہنس کر رونا

میں بیک وقت تماشا، بھی تماشائی بھی

مغرب کی اذان کو کچھ وقت ہی ہوا تھا زیان روزہ کھولے اب ٹیرس میں کھڑا اسگریٹ پی رہا تھا

"ہاں بولو شہراز "فون اٹھاتے وہ سرسری سا بولا

"کیسے ہیں سر اور کیسا گزر رہا ہے رمضان "شہراز کا انداز ہلکے پھلکے تھا

ٹھیک ہو بس چل رہا ہے" "

"سر آپ سے ایک بات کرنی تھی "شہراز کی آواز میں پریشانی تھی

"ہاں بولو کیا ہوا" سگریٹ کا کش لیتے اس نے آسمان کو دیکھا تھا جواب تاریخ ہو رہا تھا

"سر وہ جو آپ کی بہن ہے" وہ رکا جیسے الفاظ ڈھونڈنا چاہ رہا ہو زیان کا چہرہ سپاٹ تھا"

سر میں اپنے پیرنٹس کو بھیجنا چاہ رہا ہوں" ایک ہی سانس میں اس نے بات مکمل کر دی تھی

"ایک دن اسے عدالت کیا لے آیا وہ اتنے لوگوں کی نظروں میں آ گئی" زیان کی آواز میں خفگی تھی

"مطلب سر" شہراز چونکہ

شفیق کا فون آیا تھا تمہاری والی خواہش کا اظہار کر رہا تھا" "

"سر آپ نے کیا کہا" شہراز بے تابی سے بولا

"میں نے کیا کہنا ہے فریحہ میری سالی ہے اس کے گھر کا پتہ دے دیا تم بھی لے لو" وہ بے نیازی سے بولا

"سر آپ کس کی سفارش کریں گے" شہراز نے امید سے کہا

New Era Magazine

"تم دونوں میرے بھائیوں کی طرح ہو سو میں چپ رہنا زیادہ پسند کروں گا" دوٹوک انداز میں کہتے اس نے فون بند کر دیا۔ وہ ٹھیک ہی کہ رہا تھا وہ دونوں اس کے لیے برابر تھے

"مجھے آپ لوگوں سے ضروری بات کرنی ہے" کھانے کے ٹیبل پر موجود سب کو سمیرہ نے متوجہ کیا تھا

"جی کہیں" آبد ملک نے مسکرا کر انہیں دیکھا

"زیان کا مجھے فون آیا تھا اس نے فریحہ کے لیے دو پرپوزل بتائیں ہیں" سمیرہ نے خوشی سے بتایا تھا اور سب مسکرا دیے۔ فریحہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے تفصیل بتائیں مما" ارزم دلچسپی سے کرسی پر تھوڑا آگے ہوا

"ایک اس کا کولیک ہے شہراز ماشاءاللہ وکیل ہے فیملی پوری ہی وکیلوں کی ہے بھائی بھی اور باپ بھی" فریحہ کو تو کانوں پر یقین نہیں آیا تھا

"بھائی نے لاپڑھا ہے لیکن وکالت پریکٹس نہیں کی باپ کے ساتھ مل کر فیملی بزنس سمبھالتا ہے فیملی باہر کے ملک ہے آج کل آئے ہوئے ہیں عید کرنے کے لیے" وہ رکی

"واہ یہ تو اچھا ہے اور دوسرا" ضاریہ نے بھی مسکرا کر کہا

"دوسرا اس کا دوست ہے ارسلان اس کا بھائی ہے شفیق حمدان بلوچ نام ہے" اور فریحہ کے اوپر ساتوں آسمان ساتھ ٹوٹے تھے وہ شل ہو گئی تھی

"ارسلان پر کوئی قتل کیس چلا تھا لیکن شکر ہے اللہ کا باعزت بری ہوا ہے بچا اور شفیق پڑھ رہا ہے بس آخری سال ہے پڑھائی کا اس کے بعد فیملی بزنس ہی دیکھے گا فیملی تو ساری ان کی بلوچستان میں رہتی ہے لیکن یہ لوگ یہاں ہے شروع سے تصویریں بھجی تھی زیان نے مجھے دونوں بچے بہت خوبصورت ہیں" سمیرہ نے خوشی سے فریحہ کو دیکھا تھا جو سر جھکائے بیٹھی تھی

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے اللہ کرے جو بھی فیصلہ ہو فریحہ کے حق میں بہتر ہو" آباد ملک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولے

"پھر کب آرہے ہیں یہ لوگ" ضاریہ نے سرسری سا پوچھا۔فریحہ تو کرسی دھکیلتی وہاں سے چلی گئی

"شرما گئی" سمیرہ یہ ہی سمجھیں تھی کسی نے اس کے آنسو نہیں دیکھے تھے "شفیق کے گھر والے کل آنا چاہ رہے تھے لیکن میں نے ہفتے کا آنے کا کہہ دیا اور شہراز کے گھر والے اتوار کو آئیں گے "سمیرہ کی بات پر ضاریہ نے سر ہلایا

"ارزم تم خود بھی زرہ چھان بین کروالینا" آباد ملک کے حکم پر اس نے سر ہلایا

"آپ میری اجازت کے بغیر میری بہن کو لے کر کیوں گئے "وہ غصے سے بھری زیان کے سائڈ پر کھڑی تھی جو ریکنگ پر کونیاں ٹکائے سامنے دوڑ پر بھاگتی گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا

"اس نے خود کہا تھا شاہد وہ اس وقت ڈر گئی تھی "زیان نے ایک نظر دائمہ کو دیکھتے نرمی سے جواب دیا تھا

"میں ماما کو منع کردوں گی آپ کے کسی رشتے پر مجھے اعتبار نہیں "اس کے تلخی سے کہنے پر زیان کے ماتھے پر بل پڑھے تھے

"اپنے مسلوں میں فریحہ کی زندگی کو ڈسٹرب نا کریں ہم جیسے بھی ہیں فری میری بہنوں کی طرح ہیں اس کے لیے بہتر ہی سوچوں گا میں شفیق کافی اچھا لڑکا ہے سنجیدہ مزاج اور فری کے برابر ہی ہے" وہ اب بھی نرم لہجے میں بولا تھا

"میرا رشتہ کرتے وقت بھی بابا اور ماما نے یہ ہی سوچا تھا" وہ تلخی سے ہنسی

" کبھی آپ مجھے سکون کا سانس لینے دے سکتی ہیں ہر وقت آپ کا کوئی نا کوئی اشو رہتا ہے میں کہہ بھی چکا ہوں کے پلیز ناد خل دیا کریں میرے معملات میں" وہ اب بے زار ہوا تھا

"فریحہ آپ کا نہیں ہمارا معاملہ ہے" وہ سپاٹ انداز میں بولی

"ٹھیک ہے فائن آپ کی بہن ہے آپ کی مرضی ہے جو مرضی فیصلہ کریں" وہ اکتا کر بولا تو دائمہ صبر کے گھونٹ بھرتے وہ سے چلی گئی اور زیان نے محض سرد آہ فضا کے سپرد کی

"میمونہ مجھے احمد کا نمبر چاہیئے "میمونہ کے فون اٹھاتے ہی فریحہ بے تابی سے بولی تھی وہ کمرے میں ٹہل رہی تھی اب اس مصیبت سے بچنے کا ایک یہ ہی طریقہ تھا

آرام سے آرام سے "میمونہ حیرانی سے بولی "ہوا کیا ہے" "

"یار مجھے احمد کا نمبر چاہیے مجھے بات کرنی ہے "وہ جھنجھلا کر بولی

"مگر سب ٹھیک ہے نا"میمونہ کی آواز میں فکر مندی تھی

"میرے رشتے آئیں ہیں مجھے بات کرنی ہے اس سے "فریحہ بے چارگی سے بولی تو دوسری طرف خاموشی چھاگئی

"یار اس کا نیا نمبر نہیں ہے میرے پاس لیکن رکو میں کچھ کرتی ہوں "میمونہ نے فون بند کیا تو وہ گرنے والے انداز میں بیڈ پر بیٹھی تھی

"کیا پتا شفیق شاہ زین کا کچھ نا لگتا ہو مگر میں یہ رسک نہیں لے سکتی "وہ اپنی سوچوں میں گھم تھی جب فون بجا تھا احمد کا نمبر سامنے تھا دھڑکتے دل کے ساتھ فون میں اس کا نمبر سیف کرتے اس نے اس کو فون ملایا تھا۔۔پانچویں بل پر فون اٹھایا گیا تھا

"جی کون "احمد کی مصروف آواز فون پر گھونجی تھی

"ا۔۔حمد "فریحہ کی آواز کانپی تھی

New Era Magazine

"فری تم" احمد کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا

کیسے ہو تم" وہ بھیگی آواز میں بولی

مجھے چھوڑو تم ٹھیک ہو نا فری" "

"احمد واپس آجاؤ پلیز" وہ رو دی تھی

"کیا ہوا ہے فری مجھے بتاؤ تو" وہ فکر مندی سے بولا تھا

احمد میرا پرپوزل آیا ہے اور میرا دل کہتا ہے وہ بندہ شاہ زین نے بیجھا ہے احمد تم اپنی امی کو بھیج دو میں سب سمبھال لوں گی" وہ منت کر رہی تھی

فریحہ امی کچھ عرصے پہلے ہی یہاں آگئی ہیں" "

"ٹھیک ہے پھر پلیز اتنا تو کرو اپنی امی کی فون پر بات کروا دو صرف ماما سے میں تب بھی سمبھال لوں گی" اس کی التجا پر دوسری طرف خاموشی چھا گئی تھی

"فری میں زرہ بزی" "بھائی آ کر انگھوٹی پہنا بھی دیں سب انتظار کر رہیں ہے" اور فریحہ کو لگا تھا جیسے اس کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا امید کی کرن ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گئی تھی

New Era Magazine

"فری میں بس بتانے "احمد کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس نے فون بند کر دیا تھا تو آج وہ جانی تھی وہ وعدے وہ واپس آنے کا یقین سب جھوٹ تھا بچا تھا تو صرف قسمت کا کھیل

شفیق کے گھر والے آ چکے تھے۔اس کی فیملی میں سے ارسلان اس کے امی ابو اور شفیق آئے تھے۔فریحہ کی فیملی میں بھی سب موجود تھے دائمہ اور زیان کچھ دیر پہلے ہی آئے تھے

"مجھے تو جب ارسلان نے فریحہ کا بتایا تو مجھے بس یہ خوشی تھی کے زیان کے جاننے والی بچی ہے اچھی ہی ہو گی" فاروق نے مسکرا کر کہا تھا

"پھر لائیں نا بھابھی فریحہ کو" سیما کی بات پر دائمہ سر ہلا کر اٹھی تھی اور فریحہ کے کمرے میں آئی تھی۔فریحہ تیار ہو کر بے چینی سے چکر کاٹ رہی تھی۔گلابی رنگ میں کرتا اور سفید ٹراؤزر پہنے سر پر گلابی رنگ کا سفون کا دوپٹا لیے وہ بلکل سادی تھی لیکن اتنی ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔فریحہ تو دائمہ کو دیکھتے ہی اس کے گلے لگ گئی تھی

"دائمہ مجھے نہیں جانا ان کے سامنے مجھے لگتا ہے یہ سب شاہ زین کروا رہا ہے" وہ رو دینے کو تھی

"کیا ہوا فری کیا کہ رہی ہوں" دائمہ اسے خود سے الگ کرتے حیرانی سے بولی

"شفیق بلوچ ہے شاہ زین بھی بلوچ تھا میرا دل کہا ہے یہ سب شاہ زین کر رہا ہے" اس کی بات پر دائمہ مسکرائی

"ارے میری پیاری بہن ایسا کچھ نہیں ہے دیکھو اب میں ملک ہوں تو سب ملک میرے جاننے والے تو نہیں ہوں گے نا اسی طرح سب بلوچ ایک دوسرے کے جاننے والے نہیں ہوتے" دائمہ کی بات پر وہ محض سر جھکا گئی تھی وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی

"شاباش اٹھو نیچے سب انتظار کر رہے ہیں" دائمہ اسے لیے نیچے آئی تھی شفیق کی نظر اس پر گئی تھی اور پلٹنا بھول گئی تھی شاید وہ رو کر آئی تھی اس کا ناک سرخ پڑھ رہا تھا پلکوں پر اب بھی کچھ ننھے قطرے اٹکے تھے وہ گلابی ہونٹھ کچھ بڑبڑا رہی تھے شاید کوئی دعا وغیرہ وہ بلکل اس کے سامنے بیٹھی تھی اور دل اتنا ہی بے قرار ہوا تھا

"ماشاءاللہ بھابھی آپ کی بیٹی تو بہت خوبصورت ہے" سیما نے مسکرا کر کہا تھا

"آپ لوگ آپس میں فیصلہ کر لیں ہم تو لڑکی پسند کر کے جا رہے ہیں پھر ہمارے گھر کسی دن رات کا کھانا کھائیں" فاروق کے فیصلے پر سب مسکرائے تھے اور وہ جو پہلے ہی خوف میں تھی کے ہاں نا ہو جائے وہ ہی ہوتا دیکھ کر ضبط توڑ کر رو دی تھی

New Era Magazine

"ارے فری رو تو مت" دائمہ نے اسے گلے لگایا تھا شفیق نے سر جھکا لیا تھا وہ کہاں اسے رو تا دیکھ سکتا تھا

"بیٹا رو مت ہم کون سا ابھی رخصتی کر رہے ہیں" سیما نے مسکرا کر اس کا سر تھپکا یا تھا۔

فریحہ دائمہ سے الگ ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی

"بچی پریشان ہو گئی ہے بس آپ لوگ دیکھ لیں پھر ہمیں بتا دیں" فاروق کی بات پر آبد ملک نے سر ہلایا تھا

ہلکی ہلکی بارش نے موسم کو خوب خشگوار بنا دیا تھا۔ فریحہ اپنے کمرے کی بالکونی میں موجود جھولے پر بیٹھی تھی نظریں روڈ پر جمی تھی۔ کل ہی شہراز کے گھر والے اس کو دیکھ کر گئے تھے اور اب فیصلہ اس کے گھر والوں نے کرنا تھا۔ احمد کا اسے افسوس نہیں ہوا تھا ہوتا بھی کیوں اس نے کون سا احمد کی محبت کا جواب محبت سے دیا تھا

"فری" سمیرہ کی آواز پر وہ چونکی تھی اور پھر مسکرا کر رخ موڑ کر انہیں دیکھا

"جی اماں" سمیرہ فریحہ کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گئی

"تم تو جانتی ہو ہمیں فیصلہ کرنا ہے شہراز اور شفیق دونوں کی فیملیز اور دونوں خود بہت اچھے ہیں اب تم بتاؤ کس کے لیے دل مانتا ہے" سمیرہ کی بات پر اس نے سر جھکا لیا تھا

بتاؤ فری ضاریہ اور ارزم تو شفیق کے حق میں ہے اب تم بتاؤ" "

"مجھے شادی نہیں کرنی" وہ بھیگی آواز میں بولی تھی

"دیکھو فریحہ ہم اتنی جلدی ویسے بھی شادی کے حق میں نہیں ہیں لیکن اتنے اچھے رشتوں کو ہم ایسے نہ تھوڑی کر سکتے ہیں" وہ سمجھانے والے انداز میں بولی

"فریحہ خاموش کیوں ہو بولو بیٹا" سمیرہ نے اس کا ہاتھ ہلکا سا دبایا

"ماما آپ لوگوں نے کوئی تو فیصلہ کیا ہوگا" وہ سر جھکائے ہی بولی تھی

"ہاں میں اور تمہارے بابا چاہتے ہیں کے تم شفیق کے لیے ہاں کر دو" فریحہ نے چونک کر سے اٹھایا تھا

"ماما شفیق کے لیے" وہ بے یقینی سے سمیرہ کو دیکھ رہی تھی

"ہاں اچھا بچہ ہے اصل میں دائمہ زیان تمہارے بابا ضاریہ سب شفیق کے لیے ہی راضی ہیں اب تم بتاؤ" سمیرہ تو جیسے فیصلہ سنا رہی تھی

"جیسے آپ سب کی مرضی" وہ قسمت کے آگے سر جھکا گئی تھی

"خوش رہو" سمیرہ نے مسکرا کر اس کو دیکھا تھا اور پھر کمرے سے چلی گئیں تھیں تو قسمت کو پتا نہیں کیا منظور تھا اس نے نم آنکھوں سے نرمی سے برستی بارش کو دیکھا تھا

عید کا چاند بہت سی خوشیاں اور امید کی کرنوں کے ساتھ نکلا تھا۔ زیان اور باہس سیخ عید کی نماز کے لیے گئے تھے اور دائمہ تیار ہو کر نیچے آئی تھی۔ ڈارک بلو رنگ کا گھٹنوں تک کڑہائی والا فراک اور ٹراؤزر پہلے لال ساتھ سمپل ڈوپٹا گلے میں لیے اس نے ہلکا سا میک اپ کیا ہوا تھا ہاتھوں پر مہندی اور لال نیل پینٹ لگائے وہ شادی کے بعد آج اتنے عرصے بعد تیار ہوئی تھی

"عید مبارک آنٹی" وہ مسکرا کر ثمرین کے گلے لگی تھی

"خیر مبارک تمہیں بھی بہت بہت مبارک ہو اللہ تمہارے لیے یہ چاند اچھا کرے اور تمہیں اولاد کی نعمت سے نوازے" اس کی پیشانی چومتے وہ پیار سے بولیں تو دائمہ پھیکا سا مسکراتے آمین بولی

"عید مبارک" باہس شیخ کی آواز پر وہ دونوں مسکرا کر پلٹی تھیں

"آپ کو بھی انکل" دائمہ نے اپنا سر آگے کیا تھا جس پر باہس شیخ نے خوشے سے ہاتھ پھیرا تھا

"عید مبارک" زیان نے نرمی سے مسکرا کر کہا تھا

"آپ کو بھی" دائمہ بھی جواباً مسکرائی تھی۔ وہ لوگ لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے تھے

"کرن کھیر لے آنا" ثمرین کی آواز پر ایک لڑکی کھیر کا باؤل لے کر آئی تھی

"لو دائمہ زیان کو کھیر کھلاؤ یہ ہماری رسم ہے" دائمہ نے حیرانی سے زیان کو دیکھا تھا جس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کندھے اچکا دیے تھے

"لو" ثمرین کے کہنے پر اس نے سر ہلاتے چمچ میں تھوڑی سی کھیر لے کر چمچ زیان کی طرف بڑھائی تھی۔ نظریں ملی تھیں وہ دائمہ کو ہی دیکھ رہا تھا لیکن وہ عادی ہو گئی تھی اس کی سرد نظروں کی

اب تیری نظر سے وحشت نہیں ہوتی مجھ کا

زخم کھلتے ہے پر ازیت نہیں ہوتی مجھ کو

اب کوئی آئے چلا جائے میں خوش رہتا ہوں

اب کسی شخص کی عادت نہیں ہوتی مجھ کو

ایسے بدلہ ہوں تیرے شہر کا پانی پی کر

جھوٹ بولوں تو ندامت نہیں ہوتی مجھ کو

"عید مبارک عید مبارک" ارزم نے اندر آتے اونچی آواز میں کہا تھا

"آپ کو بھی" ضاریہ مسکرا کر بولی تھی وہ گرے رنگ کے کرتے اور سفید ٹراؤزر میں ملبوس بھی گرے میں ڈوپٹا اس نے گلے میں لیا ہوا تھا۔ جبکہ فریحہ عام پکڑو میں مہندی خشک کر رہی تھی اور چہرے پر لگائے ماسک کی وجہ سے خاموش رہنے پر مجبور تھی۔ آج شام کو فریحہ اور شفیق کی منگنی تھی۔ منگنی کا فنکشن گھر کے ہی لان میں تھا

"ارے بھئی تم کیوں بھوت بنی ہوئی ہو" ارزم نے شرارت سے اسے دیکھا تھا جب نے محض اسے گھوری سے نوازہ تھا۔ آباد ملک اور وہ لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے تھے البتہ ضاریہ کچن میں چلی گئی تھی

"ارزم خراب نا کریں اس کا ماسک" وہ کچن سے ہی بولی تھی

"کوئی نہیں فریحہ شفیق نے ویسے بھی شادی کے بعد تمہاری یہ خوفناک شکل دیکھنی ہے ابھی سے دیکھا دو ورنہ اچانک دیکھنے سے یہ نا ہو نکاح سے ہی مکر جائے "ارزم کی بات پر سب ہنس دیے تھے

"ارزم نا تنگ کرو میری بیٹی کو "آباد ملک اس کی رونی شکل دیکھ کر خفگی سے بولے

"جاؤ فریحہ کمرے میں لڑکی بولا رہی ہے "سمیرہ نے آتے ہوئے اسے کہا تو وہ سر ہلاتی اٹھ گئی۔ارزم بہانا بناتے کچن میں آ گیا تھا جہاں ضاریہ ٹرے میں کھیر رکھ رہی تھی ارزم نے اسے پیچھے سے حسار میں لیا تھا

"عید والے دن تو نا بھاگو مجھ سے "ضاریہ کے کان کے قریب وہ سرگوشی والے انداز میں بولا تھا

"کیا کر رہیں ہیں ارزم کوئی آ جائے گا "وہ خفگی سے بولی

"تو آئے گا تو دیکھ کر چلا جائے گا "شرارت سے کہتے ارزم نے اسے اپنی طرف موڑا تھا

"میری عیدی "ضاریہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا

"عیدی "ارزم نے بغور اسے دیکھا تھا اور پھر جھک کر اس کی پیشانی چومی تھی "لو مل گئی عیدی "وہ شوخی سے بولا تو ضاریہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکا لیا

"آج میں کافی خوش ہوں یار فریحہ بھی اب اچھے سے کسی کے نام کی ہو جائے گی" وہ مسکرا کر بولا تو ضاریہ نے سر اٹھا

"ہاں یہ تو ہے شکر ہے چلیں ہٹیں میں باہر لے کر جاؤں" ضاریہ نے باہر کی طرف قدم بڑھائے تو ارزم بھی اس کے پیچھے ہی ہو لیا

شام ہوئی تھی اور باغ میں ہر طرف روشنا اتر آئیں تھیں۔ مہمان تقریباً آ چکے تھے لڑکے والوں نے آنا تھا۔ فریحہ نے ہلکے پیچ رنگ میں فراک پہنا تھا جو پاؤں کو چھو رہا تھا نفیس کام جو اس فراک پر پوری طرح سے پھیلا ہوا تھا۔ بالوں کا جوڑا بنائے فراک کی نسبت ہلکے سے کام والا فراک کے ہم رنگ ڈوپٹا اس نے سر پر لیا ہوا تھا۔ شاندار میک اپ اور اوپر سے اس پر آیا روپ آنکھیں بھٹک بھٹک کر اس پر جا رہی تھیں۔ جو لیری کے نام پر اس نے کانوں میں کانٹے ڈالے ہوئے تھے صرف۔ دائمہ نے کالا نٹ کا فراک اور ساتھ کالے میں ہی ٹراؤزر اور ڈوپٹا لیا ہوا تھا جو کندھے پر ایک طرف جھول رہا تھا بال کھولے چھوڑ کر ہلکے سے میک اپ کے ساتھ اس نے لال لپ اسٹک لگائی ہوئی

تھی جبکہ ضاریہ نے پنک میں قمیض اور گولڈن میں ٹراؤزر پہنا ہوا تھا بال بندھے ہوئے تھے میک اپ لائٹ پنک میں تھا وہ خوبصورت لگ رہی تھی

"ارے واہ فری تمہیں تو شفیق کا کچھ زیادہ ہی روپ آیا ہے" دائمی نے شرارت سے اسے دیکھا تھا جو حد سے زیادہ پریشان تھی

"دائمہ ابھی کہاں ابھی تو ان ہاتھوں میں انگوٹھی آنے دو پھر دیکھنا" ضاریہ نے اپنا حصہ ڈالا تھا

"پلیز مجھے تنگ نا کریں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے" فریحہ کی نم آنکھیں دیکھتے وہ دونوں سنجیدہ ہوئیں تھیں

"فری کچھ نہیں ہوتا دیکھنا تم جب اس کے نام کی انگوٹھی پہن لو گی نا تو فکر بلکل ختم ہو جائے گی" دائمہ نے اسے سمجھایا تھا تو بس رونے کے لیے تیار تھی

"وہ لوگ آ گئے" ضاریہ خوشی سے بولی تھی۔ان کا سنتے ہی ضاریہ اور دائمہ دونوں ہی نیچے آ گئی تھی سامنے ہی گیٹ کے پاس ایک تماشا لگا تھا۔آسمان پر آتش بازی نے خوب روشنی کر دی تھی فریحہ بھی اپنے کمرے کی کھڑکی میں آ گئی تھی کبھی آسمان پر دل بنتے تھے تو کبھی پھول۔ڈول کی تھاپ پر ارسلان اس کے دوست اور کزن وغیرہ بھنگڑے ڈال رہے تھے اور ان سب کے بیچ ایک وقار کے ساتھ شفیق کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں

پسٹل تھی۔وہ منگنی کا فنکشن نہیں بلکے برات کا لگتا تھا۔دائمہ ضاریہ سمیرہ اور ثمرین مسکرا کر یہ سب دیکھ رہے تھے

"آجاتو بھی یار"ارسلان زبردستی ارزم اور زیان کو بھی لے گیا تھا۔شفیق نے ہاتھ اونچا کر کے فائر کرنا چاہ تھا لیکن نظر جیسے ہی سامنے کھڑکی پر پڑھی تھی وہاں ہی رک گئی تھی کمرے میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے تو بس وہ نیلی آنکھیں نظر آئیں تھیں

"میرا ہونا مبارک"شفیق کی ہیزل آنکھیں مسکرا کر بولیں تھیں

"تمہارا ہونا مجھے ڈرارہاہے شفیق"جواب نیلی آنکھوں کی طرف سے آیا تھا

"فکر مت کرو میری محبت شفیق حمدان بلوچ اپنے روح سمید تمہاری حفاظت کے لیے موجود ہے"ہیزل آنکھیں مسکرائی تو فریحہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی دل بری طرح دھڑک رہا تھا

"یہ کیا تھا میں نے شفیق کو سنا تھا"وہ دل پر ہاتھ رکھے بڑبڑائی تھی"نہیں نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے یہ ٹنشن کی وجہ سے ہورہا ہے"وہ سر تھامے بیٹھ گئی تھی۔شفیق نے مسکرا کر سر جھکا لیا تھا ہاتھ واپس پہلو میں گر گیا تھا۔وہ کیسے فائرنگ کرتا اس کی محبت کا کمرہ جو اس طرف تھا۔دائمہ مسکرا کر دیکھ رہی تھی زیان بے فکر ہنستی ہوئے بھنگرے ڈال رہا تھا اس کی ہنسی سمٹی تھی یہ روپ اس نے آج دیکھا تھا ہسنتا مسکرتا بے فکر زیان

New Era Magazine

"یااللہ آخر کون سا روپ سچ ہے" وہ سوچ ہی سکی تھی

نہیں یہ بات کے نفرت ہے عام لوگوں سے

مجھے ہیں پیار بہت خوش کلام لوگوں سے

وہ تھوڑی دیر ہوا ہمکلام لوگوں سے

میں پوچھتا ہی رہا اس کا نام لوگوں سے

"ارے واہ ہماری گھڑیا تو بہت پیاری لگ رہی ہے" رابعہ نے مسکرا کر فریحہ کو دیکھا تھا جو سر جھکائے بیٹی تھی "ارے فکر مت کرو شفیق بہت اچھا ہیں میری شادی کے بعد سے وہ میرے بچوں کی طرح ہے بس کبھی اس نے کچھ کہا تو مجھے بتانا اس کی بھابھی کم اور دوست زیادہ ہوں میں" آخر میں رابعہ ہنس دی تو جواباً فریحہ بھی مسکرائی

"چلو فری اٹھو باہر جانا ہے" دائمہ نے اندر آتے بتایا تھا۔ایک طرف سے ضاریہ اور دوسری طرف سے دائمہ کا ہاتھ پکڑے وہ لان میں آئی تھی تو سب کی نظریں ہی اس پر اٹھی تھیں سامنے اسٹیج پر بیٹھے شفیق کی نظروں نے تو پلٹنے سے ہی انکار کر دیا تھا "شکر اللہ" وہ دل سے بولا تھا۔وہ جس کو دیکھتے اسے لگا تھا وہ اس کی ہے آج وہ اسی کی دلہن بن

گئی تھی۔ شفیق سفید شلوار قمیض اور اوپر پہنے کالے کوٹ میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا اسے لا کر شفیق کے پہلو میں بیٹھا دیا گیا تھا دل کی دھڑکن بے اختیار وہ گئی تھی

"مجھے منگنی سے پہلے آپ کو کچھ بتانا ہے" اتنی ہمت جمع کر کے وہ اتنا ہی بولی تھی

"ضرور مجھے خوشی ہو گی لیکن ہم اس پر کچھ دیر تک بات کریں گے" ایک نظر اسے دیکھتے وہ مسکرا کر بولا تو فریحہ کی بے چینی اور بڑھ گئی

"منگنی کی رسم ادا کر دیں" سیما نے سمیرہ سے پوچھا تو ان نے سر ہلا دیا اب تینوں فیملیز اسٹیج پر تھیں

"لو بیٹا" سیما نے تین چھوٹے ڈائمنڈ سے بنی خوبصورت سی انگوٹھی شفیق کی طرف بڑھائی تھی جسے اس نے باکس سے نکال کر اپنا ہاتھ فریحہ کے سامنے کیا تھا

"خوش آمدید میری زندگی میں" وہ بلکل ہلکا سا بولا تھا جو صرف فریحہ کو سنائی دیا تھا اس نے بے قابو ہوتے دل کے ساتھ اپنا ہاتھ شفیق کے ہاتھ پر رکھا تھا اور شفیق نے مسکراتے ہوئے انگوٹھی اس کے انگلی میں پہنا دی تھی ہر طرف سے تالیوں کا شور اٹھا تھا

New Era Magazine

"یہ لو فری" ارزم نے سمپل سلور رنگ کی انگوٹھی فریحہ کو دی تھی جو اس نے پکڑ کر شفیق کی انگلی میں پہنادی تھی

"مبارک ہو آپ کو" شفیق کی بات کے جواب میں بس وہ سر جھکا گئی تھی

"بہت مبارک ہو" دائمہ اس سے گلے لگی تھی اب باری باری سب فریحہ سے مل رہے تھے

"کیوں دیور جی بہت دانت نکل رہے ہیں" رابعہ نے شرارت سے اسے دیکھا

"تو کیوں ارسلان بھائی کے نہیں نکلے تھے اپنی بار" شفیق نے بھی اسی انداز میں کہا تھا

"ہو لے خوش بس شادی تک" ارسلان کی بات پر وہ تینوں ہنس دے۔ کچھ دیر بعد ہی شفیق اسٹیج سے اٹھ گیا تھا اور فریحہ کو لڑکیوں نے گھیر لیا تھا

"اٹھو فری" دائمہ اور ضاریہ موقع دیکھتے اس کے پاس آئے تھے

"کہاں" وہ حیرانی سے بولیں

"چلو تو" پھر اس کے ہزار بار پوچھنے پر بھی وہ اسے لیے اندر آ گئیں تھیں

"سنو باہر ہم نے یہ کہا ہے کے تمہارا اور شفیق کا فوٹو شوٹ کر رہے ہیں ارسلان بھائی" دائمہ اسے اوپر لیجاتے سمجھا رہی تھی

"مگر کیوں "وہ جھنجھلا کر بولی

"اگر مگر چھوڑو وہ دیکھو "ضاریہ کے اشارے پر اس نے نا سمجھی سے اپنے کمرے کی طرف دیکھا تھا دروازہ کھلا تھا اور باہر بالکونی کا منظر صاف نظر آرہا تھا جہاں شفیق کھڑا تھا

"میں نے نہیں جانا"وہ گھبرا کر بولی تھی

"کچھ نہیں ہوتا چلو ٹائم نہیں ہے باہر مہمان ہے "پھر دائمہ اور ضاریہ اسے زبردستی بالکونی میں لائے تھے شفیق مسکرا کر پلٹا تھا

"شفیق زرہ جلدی کرنا"دائمہ اسے باور کرواتے ضاریہ سمید وہاں سے چلی گئی تھیں۔ کچھ لمحے خاموشی کے سپرد ہو گئے تھے۔ شفیق محض مسکرا کر سر جھکائے انگلیاں مڑوتی اپنی پیاری سی زندگی کو دیکھ رہا تھا

"دل کرتا ہے وقت تھم جائے فری"نرمی سے کہتے وہ قدم آگے ہوا تھا اور فریحہ گھبرا کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی "کاش میرے بس میں ہوتا وقت روکنا تو آج قسم کھاتا ہوں میں یہ وقت روک لیتا"فریحہ تو جم گئی۔ وہ کیا کہہ رہا تھا "بولو جان شفیق کیا کہنا ہے"وہ رک گیا تھا وہ اب اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا

"آپ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے" وہ سر جھکائے بھیگی آواز میں بولی تھی

"اور وہ کیا ہے" وہ دھیرے سے بولا

"میں عدالت اس لیے آئی تھی کے مجھے میرا کلاس فیلو حراس کر رہا تھا" وہ ایک سانس میں بولی تھی۔ پھر سر اٹھا کر شفیق کو دیکھا تھا جو بس مسکرا رہا تھا "آپ ہنس رہے ہیں" اسے غصہ آیا تھا" وہ بہت خطرناک ہے وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا آف آپ سمجھیں اس بات کو میرا کلاس فیلو مجھے پسند کرتا تھا احمد نام تھا اس کا اس نے اسے بھی جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی وہ آپ کو بھی کچھ کر دے گا میرا ساتھ مت دیں آپ سمجھ رہے ہیں نا وہ آپ کو"

"شش بس ریلیکس" اسے بولنے میں اندازہ ہی نہیں ہوا تھا وہ اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ شفیق نے اسے کندھوں سے تھاما تھا

"کچھ نہیں ہوگا مجھے" وہ نرمی سے بولا تھا

یہ سب اتنا آسان نہیں ہے آپ" "

"فریحہ "شفیق نے اس نے ایک کندھے پر ہلکا سا دباؤ ڈالتے ایک سے اسے کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا تھا

"مجھے تم سے محبت ہے" اور وہ ایک لفظ تمام الفاظ پر چھا گیا تھا کچھ لمحے بالکونی میں فضا بھی ساکت ہو گئی تھی۔ فریحہ کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا ایک آنسو آنکھ سے سفر کرتا اس کی گال پر پھسلا تھا

"جانتی ہو محبت کیا ہے؟

سمجھو تو احساس

دیکھو تو رشتہ

کہو تو الفاظ

چاہو تو زندگی

کرو تو عبادت

نبھاؤ تو رشتہ

ٹوٹے تو مقدر

پر ملے تو جنت

تو فریحہ میں محبت کو عبادت کی طرح کرنے کے حق میں ہوں ایسے کے میں سوچوں اور تم سنو تم بولو اور میں بھی بول آٹھوں تمہیں تکلیف ہو تو سکون شفیق حمدان بلوچ کو بھی

New Era Magazine

نا آئے تم خوش ہو تو میں ہوں تمہارا ہر آنسو تمہاری آنکھ سے گرنے سے پہلے میری دل کی زمین پر گرے تو بولو فریحہ شفیق کی محبت کو قبول کرو گی نا" اور پھر اس نے فریحہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا اور جھک کر انہیں چوما تھا فریحہ کے چہرے پر کہیں آنسو بہے تھے

"مجھے نہیں فرق پڑھتا فری کے کون تمہیں حراس کرتا تھا کون تمہیں پسند کرتا تھا وہ ماضی تھا فریحہ یہ حال ہے اور حال کہتا ہے تم میری ہو اور زندگی جتنی لکھی ہے وہ گزارنی ہے اس کے لیے میں اپنی جان کیسے قربان کردوں" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے اس نے فریحہ کے آنسو صاف کیے تھے "خوش ہونا" شفیق نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا

"کیا تھا یہ بندہ اتنا پیار اور محبت سے زندگی میں آنی کے بعد پوچھ رہا تھا خوش ہوں میں تو میں کیسے بتاؤں تمہیں شفیق حمدان کے اس دل کے ہر حصے نے تمہیں اپنا بنالیا ہے تم ایسا مہربان ہوئے کے دل نے تو بغاوت ہی کر دی۔۔۔ محبت ایک لمحہ لیتی ہے نا شفیق حمدان بلوچ تو سنو فریحہ کو اس ایک لمحے میں تم سے محبت ہو گئی "نم آنکھوں سے سوچتے وہ شفیق کے سینے سے لگ گئی تھی اور اتنے دن کا ضبط ٹوٹ گیا تھا وہ رو دی تھی۔ شفیق نے مسکرا کر آسمان کو دیکھتے اسے اپنے حسار میں لے لیا تھا وہ روئے جا رہی تھی اور

New Era Magazine

شفیق بس نم مسکراہٹ کے ساتھ اس کی خوشبو محسوس کر رہا تھا وہ اس کے اتنے قریب تھی وقت تو جیسے شفیق کے لیے تھم گیا تھا۔جب دل کا غبار نکال لیا تو فریحہ کو اپنے بے خودی کا احساس ہوا تھا جلدی سے شفیق کے بازوں کو ہٹاتے وہ اس سے پیچھے ہوئی تھی

"سوری مجھے اندازہ نہیں ہوا" وہ شرمندگی سے اس کی گھیلی شرٹ دیکھ کر بولی

"اس میں سوری والی کیا بات ہے فری خود ہی خوشک ہو جائے گا" چاند اور ستارے بس خاموشی سے انہیں دیکھ رہے تھے کوئی مسکرا رہا تھا اور کوئی رو رہا تھا

"اب چلنا چاہیے سب انتظار کر رہے ہوں مجھے یقین ہے اب آپ بہتر محسوس کر رہی ہوں گی" وہ ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو فریحہ نے سر ہلا۔واقعی وہ ہلکی ہو گئی تھی ایسے لگا تھا جیسے قسمت نے اس کی زندگی کا بہترین فیصلہ کیا تھا۔وہ قریب ہوا تو فریحہ دور ہوئی تھی مگر شفیق نے نرمی سے اس کی کہلائی تھامی تھی

"شفیق یہ غلط ہے" وہ کہلائی چھوڑاتے گھبرا کر بولی۔شفیق نے اس کی کہلائی چھوڑی تھی اور پھر اس کا چہرہ اوپر کیا تھا

"اسکے ملبوس سے شرمندہ قبائے لالہ

New Era Magazine

اس کی خوشبو سے جلے رات کی رانی لوگوں

ہم جو پاگل تھے تو بے وجہ نہیں تھے پاگل

ایک دنیا تھی مگر اس کی دیوانی لوگوں"

مسکرا کر کہتے وہ اپنی ہاتھ سے آنکھیں موندے اس کا گال چھوتے دو قدم پیچھے ہوا تھا اور پھر چلا گیا تھا اور فریحہ کتنی دیر اس کے الفاظ کے جادوں میں قید رہی تھی

"زیان میں نہیں جارہی میری بہن کی منگنی ہے" دائمہ نے غصے سے کہا تھا وہ دونوں ایک طرف کھڑے تھے

"منگنی ختم ہو چکی ہے گھر چلیں کل صبح کا ناشتہ میرے دوست نے ہوٹل میں کیا ہے اور پھر لنچ اور ڈنر بھی باہر ہے" وہ سرسری سا بولا تھا

"تو آپ مجھے صبح لے لینا میں نہیں جارہی" وہ اب منت کر رہی تھی

"دائمہ آپ جارہی ہیں اور بات ختم" وہ ڈوٹوک انداز میں بولا تو کچھ دیر دائمہ بے بسی سے اسے گھورتی رہی

"آپ تو ایسے کر رہے ہیں جیسے میرے بغیر نیند ہی نہیں آتی" وہ تلخی سے بولی توزیان کا کہکا گونجا

"اللہ ناہی کرے یہ وقت میرے اوپر آئے خیر آپ سب کو بتا دیں" دائمہ غصے سے وہاں سے گئی توزیان ارزم لوگوں کی طرف چل پڑا جہاں شفیق بھی موجود تھا

عید کا ہفتہ تو ملنے ملانے میں ہی گزر گیا۔فریحہ خوش تھی کے اس کی زندگی میں آنے والا مرد اس سے اتنی محبت کرتا ہے۔

"تو یار تم دونوں نے زندگی کو مزاخ سمجھ رکھا ہے" فریحہ خفگی سے بولی تھی۔فریحہ کپڑے سمبھالتے دائمہ سے بات کر رہی تھی فون کا سپیکر آن تھا

"میں یہ سب نا کہتی فریحہ لیکن اب اور اندر کا غبار سمبھالا نہیں جا رہا ایک تم ہو جس سے میں یہ کہہ سکتی ہوں" وہ اداسی سے بولی بھی آج پھر زیان اور اس کی بحث ہوئی تھی اور دائمہ کا ضبط ٹوٹ گیا تھا اس نے فریحہ کو سب بتا دیا تھا

New Era Magazine

"دائمہ دیکھو زندگی ڈیل نہیں ہے زیان بھائی نے تم سے ڈیل کی کے وہ پاس نہیں آئیں گے اور تم نے کرلی یار یہ کیا مزاق ہے" وہ خفا تھی۔ ضاریہ کے قدم دروازے پر ہی زنجیر ہو گئے تھے

فری تم نہیں سمجھو گی" "

"اچھا اب کیا کرو گی" فریحہ نے کپڑے ہینگر میں لٹکاتے فکر مندی سے کہا "ارزم بھائی کو بتا دو وہ خود ہی زیان بھائی کو سیدھا کر لیں گے" اور ضاریہ تیزی سے کمرے کے دروازے سے پیچھے ہوئی تھی

"نہیں نہیں ارزم کو پتا چل گیا تو میرا کیا ہو گا" وہ خود سے سوچتے تیزی سے سیڑھیاں اتری تھی اور پھر اچانک ایک دردناک چیخ بلند ہوئی تھی

باہس شیخ، ثمرین، زیان اور دائمہ تیز قدموں سے آپریشن تھیٹر کے کی طرف آئے تھے انہیں سمیرہ، فریحہ ارزم اور آباد ملک وہاں ہی مل گئے تھے

"کیا ہوا ہے میری بیٹی کو" ثمرین فکر مندی سے بولیں تھیں

"سیڑھیاں اترتے پاؤں پھسل گیا ہے" سمیرہ نے نم آنکھوں سے انہیں دیکھا تھا

"سب ٹھیک ہو جائے گا" زیان نے ارزم کا کندھا تھپکا یا تھا ارزم نے محض سر ہلا دیا تھا ۔کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آئی تھی

"ڈاکٹر ضاریہ ٹھیک ہے" ارزم بے تابی سے بولا تھا

"آپ کی وائف بلکل ٹھیک ہے لیکن ہم آپ کے بچے کو نہیں بچا سکے ہم نے بہت کوشش اور" وہ رکی

"اور کیا" دائمہ نے بے تابی سے کہا تھا

"ان کے آگے ماں بننے کے چانسس بہت کم ہے آگے جو اللہ کو منظور" ڈاکٹر تو چلی گئی تھی لیکن پیچھے سب ساکت رہ گئے تھے

"بھائی" فریحہ روتے ہوئی ارزم کے گلے لگی تھی جس کی اپنی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔سب اب ایک دوسرے کا غم بانٹ رہے تھے

"ضاریہ ٹھیک ہے زیان یہ بہت ہے ہمارے لیے" دائمہ نے زیان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

New Era Magazine

"وہ کیا کرے گی دائمہ "زیان کی بھیگی آواز پر دائمہ اس کے کندھے سے لگے رو دی تھی

آنکھوں سے بھوج اترا تو ضاریہ نے آنکھیں کھلی تھیں۔کمرے میں صرف دائمہ اور ارزم تھے۔اس نے پھر سے آنکھیں موند لیں تھیں مگر کچھ یاد آتے ہی اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں تھیں

"میں کہاں ہوں "وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی تھی

"تم ٹھیک ہو میری جان "دائمہ نے اس کے پاس آئی تھی

"میں گر گئی تھی ارزم میں ٹھیک ہوں نا ارزم میرا بچہ ٹھیک ہے نا دائمہ تم بتاؤ "وہ آنکھوں میں خوف لیے دونوں سے پوچھ رہی تھی

"دائمہ بولو نا "دونوں کو خاموش دیکھ کر وہ بھیگی آواز میں بولی تھی

"ضاریہ حوصلے سے میری بات سنو "ارزم نے اس کا ہاتھ تھامے بولا

ارزم کچھ غلط نہیں پلیز " "

New Era Magazine

"ضاریہ ڈاکٹر بچے کو نہیں بچا سکے تم سمجھ رہی ہو نا" ارزم نے دھمی آواز میں کہا تھا اور ضاریہ نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا تھا

"نہیں نہیں" وہ نفی میں سر ہلاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ دائمہ نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگا لیا تھا اور ارزم ویسے ہی سر جھکائے اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا رہا تھا

شفیق کی پوری فیملی کچھ دیر پہلے ہی مل کر گئی تھی اب کمرے میں صرف دائمہ اور ضاریہ تھے باقی سب کو مشکل سے دائمہ نے گھر بھجا تھا

"اگر یہ نعمت لینی ہی تھی تو پھر اللہ نے دی ہی کیوں" اس کے شکوے پر دائمہ نے نفی میں سر ہلایا تھا

"ایسے نہیں کہتے جان اللہ تم دونوں کو اور دے گا فکر کیوں کرتی ہو" وہ پیار سے بولی تو ضاریہ نے اسے دیکھا

"تم ٹھیک ہو نا" اس کی بات پر دائمہ چونکی تھی

New Era Magazine

"مجھے چھوڑو بس اپنا خیال رکھو" وہ اس کے پاس سے اٹھی تو ارزم بھی اندر آگیا" میں آئی" وہ کمرے سے گئی تو ارزم پھیکا سا مسکراتے اس تک آیا تھا

"بیگم رو کیوں رہی ہو ہاں" مصنوعی خفگی سے کہتے اس نے ضاریہ کے آنسو صاف کیے تھے

سوری ارزم یہ سب میری لاپرواہی سے ہوا ہے" "

"پاگل اللہ کی چیز تھی اسی نے دی تھی اسے نے لے لی اب رو مت ورنہ صحت اور خراب ہو جائے گی" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا

"ارزم ایک بات سچ سچ بتائیں" اس نے سنجیدگی سے ارزم کو دیکھا

"کیا"

"اگر آپ کو کبھی پتا چلے کے دائمہ خوش نہیں ہے تو آپ مجھے چھوڑ دیں گے" نا چاہتے ہوئے بھی ایک آنسو اس کی گال پر پھسلا

"تم کیوں سوچ رہی ہو ایسا ضاریہ وہ دونوں خوش ہے پریشان مت ہو" ارزم نے اسے سمجھایا

"بتائیں نا ارزم" وہ ضدی انداز میں بولی

"اچھا ویسے ایسا کچھ ہوا تو تم مجھ سے چھپاؤ گی ہی نہیں اور اگر چھپایا تو" وہ رکا "ویسے اسلام میں چار جائز ہیں" وہ شرارت سے بولا تو دروازے پر دستک دیتے نرس اندر آئی۔ ارزم کی شرارت کو ضاریہ سمجھ ہی نا سکھی تھی۔اب نرس اسے انجکشن لگا رہی تھی لیکن وہ ساکت تھی کیا وہ اسے چھوڑ دے گا

دائمہ چینج کر کے باہر آئی تھی تو نظر سامنے زیان پر گئی تھی وہ صوفے سے پشت لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا اس کے ہاتھ میں سگریٹ تھا جس کی ایش زمین پر گر رہی تھی

"یہ سو گئے" منہ میں بڑبڑاتے وہ زیان تک آئی تھی اور پھر اس کے چہرے کے آگے ہاتھ ہلایا تھا شاید سو چکا تھا دائمہ نے اپنے گیلے بالوں کو کان کے پیچھے کیا تھا اور پھر جھک کر نرمی سے اس کے ہاتھ سے سگریٹ لیا تھا۔دائمہ اسے ایش ٹرے میں پھینکنے کے لیے آگے ہی ہوئی تھی جب زیان نے اسے کہلائی سے تھامتے اپنے پہلو میں گرایا تھا۔ دائمہ کے ہاتھ سے سگریٹ چھوٹ کر زمین پر گرا تھا۔وہ تو بس بے یقینی سے زیان کو دیکھ رہی تھی جس کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھی۔کچھ دیر خاموشی کے سپرد ہو

New Era Magazine

گئے تھے زیان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال کو چھوا تھا اور دائمہ کو اپنی سانسیں رکی محسوس ہوئی تھی پھر زیان اس پر ہلکا سا جھکا تھا مگر پھر چونک کر رکا تھا اور دوسرے ہی لمحے اس نے دائمہ کو خود سے دور کیا تھا

"لعنت ہے یار "خود کو گالی سے نوازتے وہ اٹھا تھا اور پھر سگریٹ کا پیکٹ اٹھائے کمرے سے نکل گیا تھا اور دائمہ صدمے سے اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔اتنی ذلت اس ایک لمحے میں دائمہ کو محسوس ہوئی تھی کبھی زندگی میں نہیں ہوئی تھی۔وہ آنکھوں میں آئی نمی کو اندر اتارتے اٹھ گئی تھی جب قسمت یہ تھی تو پھر رونا کیوں

"ضاریہ اپنا بہت خیال رکھنا میں آفس جا رہا ہوں جلدی آنے کی کوشش کروں گا" آئینے میں اسے پیچھے بیڈ پر لیٹا دیکھ کر وہ بولا

"جی میں اب ٹھیک ہوں آپ دھیان سے جائیں "وہ ہلکی سا مسکرائی

New Era Magazine

"شام کو تمہارا وزٹ ہے ڈاکٹر کے پاس یاد رکھنا" اسے یاد کرواتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا

"سوری ارزم لیکن میں نے ڈاکٹر کے پاس نہیں شام کو زیان بھائی کے پاس جانا ہے بہت ہو گیا اب سب ختم کرنا ہے میں نے زندگی مزاق نہیں ہے" سپاٹ انداز میں سوچتے اس نے آنکھیں بند کر لیں

زیان گھر جانے کے لیے نکل ہی رہا تھا جب ضاریہ اندر آئی تھی

"تم خیر ہے" زیان نے اس کی سرخ آنکھیں دیکھیں تھیں

"میں آپ کو ایسا نہیں سمجھتی تھی بھائی اپنی بیوی سے کون ڈیل کرتا ہے وہ بھی ایسی گھٹیا" وہ غصے سے غرائی تھی۔زیان کے چہرے پر کہیں رنگ آئے تھے

"یہ میرا پرسنل ہے" وہ اکتا کر بولا

"نہیں ہے آپ کا پرسنل آپ دونوں کی جنگ میں میرا بچہ مارا گیا اس دن پاؤں پھسلا تھا یہ سب سوچتے ہوئے یہ آپ کی وجہ سے ہوا" وہ رو دی

"ضاریہ میری بات" وہ آگے ہوا تو ضاریہ پیچھے ہوئی

"نہیں بھائی نہیں اب آپ دائمہ کو ا کیسپٹ کریں گے" وہ دبی دبی آواز میں چلائی تھی

"ضاریہ یہ ہمارا معاملہ ہے" اب کی بار وہ سختی سے بولا

"نہیں ہے نہیں ہے وہ ارزم کو سب بتا دے گی وہ چھوڑ دے گا مجھے تلاق دے دے گا مجھے" وہ چلا اٹھی تھی زیان نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا "آپ اس کے پاؤں میں بچے کی زنجیر ڈالیں گے بھائی بس کہ دیا میں نے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو وہ ارزم کو سب بتا دے گی وہ مجھے نکال دے گا گھر سے اور اگر بھائی اس نے مجھے گھر سے نکالا تو میں آپ کے گھر قدم نہیں رکھوں گی میں خود کشی کر لوں گی" وہ دو ٹوک انداز میں بولی

"میں ایسا کچھ نہیں کر رہا ضاریہ اور اب یہ حد سے بڑھ کر ہے تم تمیز بھول گئی ہو بھائی سے بات کرنے کی" اسے بھی اب غصہ آ رہا تھا

New Era Magazine

"کریں گے بھائی آپ کریں گے بچہ ہوا تو اس کے پاؤں میں وہ زنجیر ہو گی جو چاہ کر بھی نہیں اتار سکے گی اور سن لے بھائی اگر ارزم نے مجھے چھوڑا تو میں مر جاؤ گی اور میرا مرا ہوا منہ دیکھنے مت آنا" غصے سے کہتے وہ چلی گئی تھی اور زیان بس حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا وہ کیسے اتنی خود غرض ہو گئی تھی

ضاریہ کی باتیں اس کے ذہن میں ہتھوڑوں کی طرح لگ رہی تھیں

"آپ کو بچے کے زنجیر ڈالنی پڑھی گے ورنہ میرا مرا ہوا منہ بھی نا دیکھنا" گاڑی کا میٹر فل سپیڈ شو کر رہا تھا وہ مختلف گاڑیوں کو اوورٹیک کرتا جا رہا تھا جس کی وجہ سے روڈ پر ہارن کا شور برپا تھا۔ایک جھٹکے سے اس نے سڑک کے کنارے گاڑی روکی تھی اور پھر سر سیٹ کی بیک سے لگا دیا تھا آنکھوں میں نفرت، سرد مہری اور نفرت صاف تھی

"تم نے اچھا نہیں کیا دائمہ "اس نے سر اٹھایا تھا" معاف کرنے والوں میں سے میں نہیں ہوں دائمہ ملک" آنکھوں سے نکلتی آگ اور چہرہ کے سنجیدہ تاثرات وہ زیان کا نیا روپ تھا

"یااللہ میں جانتی ہوں یہ سب تیرے فیصلے ہیں اور میں اس پر خوش ہوں بس اللہ اب میرا اور زیان کا ساتھ کچھ ہی وقت ہے یااللہ یہ وقت ایسے ہی گزر جائے" چہرے کے گرد سفید ڈوپٹا لپیٹے وہ بھیگا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے دعا مانگ رہی تھی "یااللہ زیان سے الگ ہونے کے بعد میرے راستے آسان کرنا جس طرح یہ مہینے گزر گئے آگے بھی وقت گزر جائے میرے مالک زیان کبھی میری طرف نا دیکھیں" وہ اندر آیا تھا کوٹ کو بازو پر ڈالے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ کوٹ کو صوفے پر پھینکتے وہ گرنے والے انداز میں صافے پر بیٹھا تھا۔ دائمہ اپنے دھیان میں دعا مانگ رہی تھی جب کمرے میں جانی پہچانی کلون کی خوشبو پھیلی تھی تو وہ چونکی پھر دعا مانگتے چہرہ خوشک کرتے وہ اٹھ گئی تھی اور جب پلٹی تو وہ چونکی زیان کی آنکھیں کچھ اور ہی کہانی سنا رہی تھیں لیکن نظر انداز کیے وہ جائے نماز تہ کرتے ایک قدم آگے آئی تھی جب زیان نے اس کے راستے میں اپنی ٹانگ لمبی کی تھی۔ وہ چونکی

"ہٹائیں" وہ اکتا کر بولی۔ کچھ لمحے زیان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا لیکن پھر اس کے مقابل کھڑا ہوا تھا۔ دائمہ نے دیکھا تھا اس کی چہرے پر عجیب وحشت تھی جائے نماز

اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا تھا۔وہ پیچھے ہوئی تو زیان نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے قریب کیا تھا

"ز۔۔زیان" وہ کانپ گئی تھی

"آج تمہارے پاؤں کی سب سے بڑی زنجیر میں ڈال دوں گا" وہ درشتی سے بولا

"ک۔۔کیا مطلب" اسے پہلی بار اس سے خوف آیا تھا

"مجھے بچہ چاہیئے" اس نے دائمہ کو مزید قریب کیا تھا

"نہیں پلیز ایسا مت کرو اس بچے کا کیا قصور ہو گا وہ ہمارے بیچ پس جائے گا" وہ تڑپ کر بولی تھی

"تمہاری سزا ہے دائمہ ملک تم جس عدالت میں لے کر جانا چاہو لے جانا مگر ابھی"

دائمہ نے پوری زور لگاتے اسے دور کیا تھا خود سے

"گھن آرہی ہے مجھے تم سے بیوی کی طرح سمجھ کر رشتہ آگے بڑھاتے تو میں سب بھول جاتی مگر تم واقعی ایک حیوان ہو جنگلی ہو تم" غصے سے غراتے اس نے قدم دروازے کی طرف بڑھائے تھے لیکن زیان نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے بیڈ پر چٹخا تھا

"میرے بہن تکلیف میں ہے صرف اور صرف تمہاری وجہ سے" وہ آنکھوں میں جنونیت لیے اس کے قریب آرہا تھا۔وہ اٹھی تھی زیان نے اسے کمر سے پکڑتے اپنے قریب کیا تھا

"ز۔۔یان پلیز مجھے چھوڑدیں میں معافی مانگ لوں" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی زیان نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی

"تم میری مجبوری ہو اور آج کی سزا پوری زندگی یادرہے گی تمہیں" اتنا کہتا وہ دائمہ پر جھکا تھا اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔فضا کدم اداس ہو گئی تھی

جنہیں دیکھنا بھی نہ چاہے نظر

انہیں سے تعلق بڑھانا پڑا

کئی سانپ تھے قیمتی اس قدر

انہیں آستین میں چھپانا پڑا

ضاریہ تہجد پڑھ کر باہر بالکونی میں آئی تھی اور ارزم بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا

New Era Magazine

"کیا ہوا ارزم "اسے ایسے دیکھتے ضاریہ فکر مندی سے بولی

"دل عجیب ہو رہا ہے رات کافی بے چین ہے یار "وہ رک کر کرسی پر بیٹھ گیا تھا

"کیوں ہوا کیا ہے "ضاریہ بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی

"پتا نہیں بس دل کہ رہا ہے جلدی سے صبح ہو جائے یہ رات کسی طرح گزر جائے "وہ اداسی سے بولا تھا

گزر جائے گی وقت ہی کتنا رہ گیا ہے" "

صبح دائمہ کی طرف چلیں گے مجھے پتا نہیں کیوں اس کی فکر ہو رہی ہے" "

ضاریہ نے سر ہلا دیا تھا اسے اپنی کل والی باتیں یاد آئی تھیں

"وہاں سب ٹھیک ہو اللہ "اس نے دل میں دعا کی تھی

سٹریٹ لائٹ کی ہلکی ہلکی روشنی کمرے میں آرہی تھی۔اس کے سفید پاؤں نے زمین کو چھوا تھا ٹھنڈی زمین پر پاؤں رکھتے اسے سکون ملا تھا پھر وہ اٹھی تھی بیڈ کا سہارا لیتے اس نے اپنا ٹوٹا بکھرا وجود سمبھالا تھا اتنی بے دردی سے اس نے دائمہ کو اپنایا تھا کے

New Era Magazine

اسے خود سے کوفت ہو رہی تھی۔اندھیرے میں اس کے مقابل کوئی اچانک آیا تھا دائمہ نے اس کی آنکھیں دیکھیں تھی جن میں اب بھی جنون تھا اب بھی آگ تھی۔ زیان ایک قدم آگے آیا تھا تو وہ خوف سے پیچھے ہوئی تھی زیان نے سختی سے اس کا بازو پکڑا تھا

"منع کیا تھا کے کمرے کی بات کو باہر مت نکالو" وہ دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔وہ بے آواز رو رہی تھی "لیکن تم۔۔۔تم نے وہ ہی کیا دائمہ جس سے میں نے تمہیں منع کیا تھا اس دن میں نے تمہیں کہا تھا کے دعا کرو میرا یہ روپ تمہیں دیکھنا نصیب نا ہو لیکن تم "وہ غصے سے اپنی گرفت اور سخت کر گیا تھا

"آہ۔۔۔زیان چھوڑ دیں" وہ منت کر رہی تھی

"ضاریہ نے کل مجھے کہا تھا کے اس کے لیے مجھے یہ کرنا ہو گا یہ آخری زنجیر تمہارے پاؤں میں ڈالنی ہو گئی اور تم جانتی ہو مجھے دو چیزوں سے سخت نفرت ہے دائمہ "زیان نے اسے زور سے بیڈ پر پھنکا تھا

"ایک ہار اور دوسرا حکم عدولی سے "اور دائمہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔قسمت کی خرابی کیا ہوتی ہے کوئی اس سے پوچھتا

پوچھتے ہو تو سنو کیسے بسر ہوتی ہے

رات خیرات کی صدقے کی سحر ہوتی ہے

سانس بھرنے کو تو جینا نہیں کہتے یہ رب

دل ہی دکھتا ہے آنکھ ہی تر ہوتی ہے

جیسے جاگی ہوئی آنکھوں میں چبھیں کانچ کے خواب

رات اس طرح بسر اس کی ہمسائگی میں ہوتی ہے

وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ باتھ روم میں آئی تھی اور پھر شاور کھولتے وہ اس کے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی

"تم نے وہ ہی کیا دائمہ جس سے میں نے تمہیں منع کیا تھا" آنکھیں موندے اس نے سر دیوار سے لگایا تھا۔ جو سب چاہتے تھے وہ ہو گیا تھا زیان شیخ نے اسے بے دردی اور زبردستی اپنا لیا تھا۔ پانی اب اسے بھیگا چکا تھا اس نے خالی خالی آنکھوں سے اپنے ہاتھوں

New Era Magazine

کی لکیروں سے دیکھا تھااور پھر وہ اٹھی تھی خود کو سمبھالتے وہ کمرے میں آئی تھی زیان سو رہا تھا وہ آکر صوفے پر لیٹ گئی تھی بلکل خاموش ساکت۔۔۔

"اصل میں ہمارا دل کر رہا تھا اس سے ملنے تو ہم آ گئے "سمیرہ نے مسکرا کر ثمرین سے کہا تھا آبد ملک کے علاوہ سب آئے تھے

"اچھا کیا آپ لوگوں نے اس کو صبح سے بخار ہے ڈاکٹر گھر ہی آئی تھی بس ٹھنڈ لگ گئی ہے اسے "ثمرین فکر مندی سے بولی تھی

"میں آتی ہوں مل کر "ضاریہ فوراً اٹھی تھی

"ہاں تم مل لو پھر ہم بھی مل لیتے ہیں "ارزم کی بات پر سر ہلاتے وہ دائمہ کی کمرے کی طرف آئی تھی کمرے میں آتے ہی اس کے قدم جم گئے تھے۔وہ کمفرٹر میں لپٹی سو رہی تھی اس کا رنگ سفید پڑھ رہا تھا اور ایک ہی دن میں آنکھوں کے گرد ہلکے نمایا ہو گئے تھے.ضاریہ فکر مندی سے اسے دیکھتے اس کے قریب کرسی رکھ کر بیٹھی تھی

"دائمہ میری جان "ضاریہ نے اسے پکارہ تھا مگر جواب نا آیا تھا" دائمہ جاگ رہی ہو"

ضاریہ نے اس کے کندھے کو ہلکا سا ہلایا تھا

"آہ" وہ بند آنکھوں سے کہرائی تھی۔ضاریہ نے فوراًہاتھ پیچھے کیا تھا

"کیا ہوا ہے دائمہ تم ٹھیک ہو" وہ تشویش سے بولی دائمہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں تھیں اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں

"کیوں کیا میرا ساتھ ایسا ضاریہ" وہ بھیگی آواز میں بولی تھی

میں نے کیا کیا ہے" "

"کیوں بار بار میری لائف میں گھس رہے تھے تم لوگ آخر کیوں میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا" وہ چیخی تھی پر آواز بیٹھی ہوئی تھی "تم نے کہا تھا نے میرے پاؤں میں بچے کی زنجیر ڈال دو دیکھو یہ دیکھو" دائمہ نے اپنے کندھے کو نمایا کیا اور ضاریہ ساکت رہ گئی تھی وہاں جا بجا نیل تھے پھر دائمہ نے قمیض کا بازو اونچا کیا تھا وہاں بھی یہ ہی حال تھا ضاریہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی "کیا قصور تھا یار میرا میں تو خاموش تھی" وہ تکلیف سے رو دی تھی

"دائمہ میرا یقین کرو میں تمہارا اور بھائی کا گھر ٹھیک کرنا چاہ رہی تھی مگر مجھے نہیں پتا تھا بھائی یہ" وہ بے یقینی سے بولی

"گھر ٹھیک" وہ تلخی سے بولی "ضاریہ جس ذلت اور تکلیف سے میں رات میں گزری ہوں نا تم سوچ بھی نہیں سکتی وہ رات کے پہر نہیں تھے وہ میری زندگی کی سب سے بھیانک رات تھی تمہارا بھائی حیوان ہے حیوان" وہ دبی دبی آواز میں چلائی تھی

"مجھے لگا تھا تم گھر آجاؤ گی ارزم مجھے چھوڑ دے گا" وہ بھی رو دی تھی

"تم خود غرض ہو ضاریہ مجھے بتانا ہوتا تو میں پہلے دن بتا دیتی" وہ آگ برساتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

"بھائی کا حق ہو تم دائمہ" وہ خود غرضی کی انتہا پر تھی

"تمہارا بھائی تو اپنا بچا ہوا مقام رات کو ہی کھو چکا تھا جس دن ارزم تم سے اپنا حق ایسے وصول کرے گا اس دن میں تم سے پوچھوں گی مگر فکر مت کرو ایک دن موت مہربان ہو کر آئے گی اور دیکھنا مجھے سکون کی نیند نصیب ہو گی" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

"دائمہ میں" "

"خاموش بلکل خاموش نکل جاؤ کمرے سے" وہ چلائی تھی اور تب ہی کمرے میں فریحہ آئی تھی "فری" دائمہ اپنی جگہ اٹھ کر بیٹھی تھی تو فریحہ فکر مندی سے اس کی طرف آئی تھی اور دائمہ اس کے گلے لگ کر رو دی تھی پھوٹ پھوٹ کر۔ وہ فریحہ سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی مگر وہ رو سکتی تھی

"میں مل کر آیا دائمہ سے پھر نکلنا ہے" ارزم اپنی جگہ سے اٹھتے بولا تھا پھر سیڑھیوں کی طرف آیا تب ہی فریحہ سیڑھیاں اتر رہی تھی

"جاگ رہی ہے" فریحہ نے سر ہلایا پھر وہ اوپر آیا تھا مگر کمرے میں آتے ہی وہ شاک رہ گیا تھا دائمہ کی حالت اس کا دل ہلا گئی تھی وہ غصے سے نیچے آیا تھا

"ماما آپ دائمہ سے ملیں فریحہ تم گاڑی میں آؤ اور تم یہاں ہی رکو جب تک دائمہ ٹھیک نا ہو جائے" سنجیدگی سے کہتے وہ باہر چلا گیا تھا سمیرہ نے جلدی سے قدم اوپر بڑھائے تھے اور ضاریہ سر پکڑے وہاں ہی بیٹھ گئی تھی جس کا ڈر تھا وہ ہی ہوا تھا۔ سمیرہ کمرے میں آئی تو اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھی وہ اس کے پاس بیٹھی تھیں مگر اس نے آنکھیں نہیں کھولیں تھیں سمیرہ نے اس کی پیشانی چومی تھی اور وہ رو دی تھی

New Era Magazine

"معاف کردو میری بیٹی مجھے تمہیں واپس بھیجنا ہی نہیں چاہیے تھا" دکھ سے کہتے وہ کمرے سے چلی گئیں تھی مگر دائمہ نے آنکھیں نہیں کھولیں تھیں

زیان رات کو گھر آیا نیچے سب سے ملنے کے بعد وہ کمرے میں آیا تھا تو وہ کل کی طرح آج بھی نماز پڑھ رہی تھی۔وہ خاموشی سے ڈریسنگ روم میں چال گیا تھا جب وہ واپس آیا تو وہ نماز پڑھ چکی تھی

"کیسی طبعیت ہے آپ کی" زیان اس کے مقابل رکا تھا۔مگر دائمہ نے کوئی جواب نا دیا تھا اسے زیان سے نفرت سے زیادہ کچھ محسوس ہو رہا تھا۔وہ زیان کے پاس سے گزرنے لگی تو زیان نے اس کا بازو پکڑا تھا

"سس" وہ آنکھیں میچ گئی تھی

"کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں" اس کا بازو چھوڑتے وہ پیچھے ہوا

"جس حیوانیت کا آپ نے رات کو مظاہرہ کیا تھا یہ اس کے نشان ہیں" نفرت سے کہتے وہ سٹڈی کی طرف بڑھی

New Era Magazine

"میں غصے میں تھا" وہ دھیرے سے بولا

"اور غصہ مجھ پر نکال دیا خیر آئندہ سے میرا کمرہ سٹڈی ہو گا" سپاٹ انداز میں کہتے وہ سٹڈی میں چلی گئی تھی اور زیان محض بند دروازے کو دیکھتا رہ گیا تھا

دائمہ ناشتے پر نہیں گئی اب وہ فریش ہو کر نیچے آئی تھی کل سے بہتر وہ فیل کر رہی تھی۔

وہ چائے بنا رہی تھی جب ضاریہ اندر آئی تھی

"کیسی ہو دائمہ" دائمہ بغیر جواب دیے اپنے کمرے میں آ گئی تھی اس کی زندگی کمرے تک ہی محدود ہو گئی تھی چائے ختم کرتے اس نے کمرے کا جائزہ لیا تھا

"چلو بھئی آج کمرہ صاف کریں" خود سے کہتے اس نے کمرے کو دیکھا تھا اور پھر کہیں شام کو جا کر وہ فارغ ہوئی تھی

"دائمہ کیسی طبعیت ہے" ثمرین نے کمرے میں آتی فکر مندی سے پوچھا

"ٹھیک ہوں آنٹی" وہ مسکرائی

تمہارے انکل بھی فکر مند ہے کے کہیں تم لوگوں کی ناراضگی تو نہیں ہوئی" "

New Era Magazine

"نہیں آنٹی ایسا نہیں ہے" وہ سرسری سا بولی

"پھر نکلا کرو کمرے سے" دائمہ نے محض سر ہلایا تھا

"کیسی ہیں آپ" شفیق کی آواز پر وہ چونکی تھی

"آپ" وہ حیرانی سے بولی

"جی میں" وہ مسکرایا

"خیر سے فون کیا آپ نے" وہ سرسری سا بولی

"کل مل سکتے ہیں ہم" وہ چونکی

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا" اس نے صاف انکار کر دیا

"کیوں"

"مجھے گھر سے اجازت نہیں ملے گی" اس نے ٹالا تھا

"وہ میں بات کر لوں گا" وہ باضد تھا

"اچھا نہیں لگتا شفیق" وہ گھبرا کر بولی

New Era Magazine

"ہاہا" اس کا کہکا گونجا" سب اچھا لگے گا دیکھیں منگنی کے بعد ایک بار میں نے نہیں کہا مگر پلیز اب تو مل لیں" وہ امید سے بولا

"میری بہن کی طبیعت خراب ہے میں سنڈے کو مل لوں گی" شفیق کی آنکھیں چمکی تھیں اور لب مسکرائے تھے

"میری طرف سے بھابھی کو پوچھیے گا پھر ملتے ہیں" شفیق نے فون بند کیا تو فریحہ فون بند کرتے مسکرادی

زیان کمرے میں آیا تھا اور آج بھی کمرہ خالی تھا وہ غصے سے سٹڈی کی طرف بڑھا تھا مگر دروازہ کھولتے ہی وہ وہاں ہی رک گیا تھا وہ تلاوت کر رہی تھی اور اس کی خوبصورت آواز کمرے میں گونج رہی تھی

"ہو سکتا ہے ایک چیز تمہیں ناگوار گزرے اور وہ ہی تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہ ہی تمہارے لیے بری ہو اور بے شک تمہارا اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے"

آیت مکمل کرتے ہی وہ رودی تھی اور زبان واپس لوٹ آیا تھا ایک عجیب سحر تھا وہ اس سحر میں ہی جکڑے صوفے پر بیٹھے آنکھیں موند گیا تھا

فریحہ تیار ہوئے آئینے کے سامنے کھڑی تھی اس نے سوالیہ نظروں سے دائمہ کو دیکھا

"ارے میری شہزادی لگ رہی ہو" دائمہ نے چائے کا سپ لیتے مسکرا کر کہا تھا۔ فریحہ کالے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھی ہلکے سے میک اپ سے وہ اور بھی پیاری لگ رہی تھی

"دائمہ مجھے عجیب لگ رہا ہے" وہ پلٹ کر بے چارگی سے بولی

"میں کل سے آئی ہوں اور یہ ہی سمجھا رہی ہوں وہ تمہارا منگیتر ہے اس سے مل لو اچھا ہے تم دونوں کو بات کرنے کا موقع ملے گا" دائمہ نے اسے سمجھایا

"اچھا پھر میں جا رہی ہوں" آگے آ کر اس کا گال چومتے وہ کمرے سے نکل گئی تھی گھر آ کر وہ کافی بہتر فیل کر رہی تھی ضاریہ کی تو اس نے شکل بھی نہیں دیکھتی تھی مگر گھر آ کر سکون تھا

وہ سنسان سڑک پر شفیق کا انتظار کر رہی تھی شفیق نے یہاں کا اڈرس دیا تھا مگر اس کا دور دور تک پتا نہیں تھا

"کیا مصیبت ہے" وہ بے زاری سے بولی تھی اور تب ہی کسی نے پیچھے سے اس کے منہ پر رومال رکھا تھا وہ تو چیخ بھی نہیں سکی تھی اور بے ہوش ہوتے وہ اس بندے کی باہوں میں جھول گئی تھی۔وقت تھم گیا تھا سب الٹ گیا تھا

سب لاؤنج میں جمع تھے ضاریہ مسلسل روتے ہوئی سمیرہ کو سمبھال رہی تھی۔آباد ملک اور ارزم مختلف جگوں پر فون کر رہے تھے فریحہ کو گئے پورے چھے گھنٹے گزر گئے تھے اس کا فون بھی بند تھا اور ارسلان کے مطابق شفیق پرسوں کی فلائٹ سے باہر چلا گیا تھا۔دائمہ نے روتے ہوئے زیان کو فون ملایا تھا

"بولو" زیان کی مصروف آواز فون پر گھونجی تھی

"زیان" وہ بھیگی آواز میں بولی

"کیا ہوا ہے" وہ چونکا اس نے اسے اس طرح روتے زندگی میں ایک بار ہی دیکھا تھا

New Era Magazine

"فریحہ کو ڈھونڈے پلیز وہ کس حالت میں ہو گی" وہ التجا کر رہی تھی

مجھے بتاؤ تو کیا ہوا"""

"فری شفیق سے ملنے گئی تھی مگر وہ ابھی تک نہیں آئی میں وہ فون بھی نہیں اٹھا رہی کچھ کریں پلیز" زیان چونکا

"اچھا میں آتا ہوں" کہیں کچھ غلط تھا بہت غلط شفیق تو یہاں تھا ہی نہیں

وہ کب سے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔ کمرہ سفید رنگ میں تھا وہ جس کارپٹ پر بیٹھی تھی وہ انتہا کی نرم تھی کمرہ کے درمیان میں بیڈ تھا جس کے پیچھے بڑی سی تصویر تھی ایک طرف بڑی سی کھڑکی تھی اور ایک طرف باتھ روم کا دروازہ اور دوسری طرف باہر جانے کا۔ باہر قدموں کی چھاپ سن کر وہ اور سمٹ گئی تھی۔ دروازہ کھولا تھا اور کوئی اندر آیا تھا اندھیرے کمرے میں صرف اس کی آنکھیں نظر آئی تھی اور فریحہ ساکت رہ گئی تھی۔ اس نے لائٹ جلائی تھی فریحہ نے دل سے دعا کی تھی لائٹ نا جلے لیکن ہر دعا قبول نہیں ہوتی لائٹ جل گئیں تھیں اور فریحہ کی آنکھیں پتھر ہو گئیں تھیں------

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نی خود کو اور سمیٹ لیا تھا۔دل بری طرح دھڑک رہا تھا ۔اب کوئی اندر آیا تھا اندھیرے کمرے میں بس اس کی آنکھیں نظر آئی تھیں اور فریحہ کو لگا تھا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔اس نے لائٹ جلائی تھیں فریحہ نے دل سے سے دعا کی تھیں کے لائٹ نا جلے مگر ہر دعا قبول نہیں ہوتی لائٹس جل اٹھی تھیں۔ تیز لائٹ کی وجہ سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں تھیں مگر فریحہ نے آنکھیں کھولیں تھیں اور وہ سانس لینا بھول گئی تھی۔کالی جینز پر سفید بٹنوں والی شرٹ پہنے خوشبو سے مہکتا وہ فریحہ کی سانس بند کر گیا تھا

"ویل شادی کے بعد نا سہی شادی سے پہلے ہی ویلکم تو مائے ہاؤس "صوفے پر بیٹھتے وہ سنجیدگی سے بولا تھا البتہ ہیزل آنکھیں بے تاثر تھیں

"ت۔۔تم "فریحہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا

"ہاں میں تمہارا منگیتر شفیق حمدان بلوچ "براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ چبا چبا کر بولا تھا اور فریحہ کو اپنی ریڑ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔وہ اٹھا اور ایک طرف بنی الماریوں کی طرف چل دیا تھا

"شفیق یہ کیوں کر رہے ہو ہماری شادی ہونی والی ہے" وہ روتے ہوئے التجا کر رہی تھی شفیق نے جھک کر نیچے بنی ایک طرف کی الماری کو کھولا تھا جس میں لائینز سے وسکی کی بوتلیں موجود تھیں

"آج پہلی بار" تلخی سے سوچتے اس نے ایک بوتل نکالی تھی اور پلٹا۔فریحہ نے خوف سے ان بوتلوں کو دیکھا تھا سائڈ ٹیبل سے گلاس اٹھاتے وہ وہاں واپس صوفے پر بیٹھ گیا تھا

"چلو شروع سے شروع کرتے ہیں" وسکی کو گلاس میں ڈالتے اس نے فریحہ جو دیکھا تھا جس کی خوفزدہ آنکھیں صرف وسکی کی بوتل پر ہی اٹکی تھیں۔ان آنکھوں پر ہی تو وہ فدا ہوا تھا۔وہ سوچ ہی سکا تھا دو سانسوں میں گلاس کو پیتے اس نے سر جھٹکا تھا۔وہ بے آواز رو رہی تھی ان آنکھوں میں آنسو تو وہ نہیں لانا چاہتا تھا۔ایک اور گلاس بھرتے وہ تکلیف سے سوچ رہا تھا۔کمرے کی فضا ساکت اور خاموش تھی

زیان تیزی سے اندر آیا تھا مگر اندر کے حالات دیکھتے اسے حیرت ہوئی تھی باہس شیخ اور ثمرین بھی وہاں ہی موجود تھے

"زیان فری کو ڈھونڈ کر لے آئیں" دائمہ روتے ہوئے اس کے قریب آئی تھی

"آرام سے دائمہ مجھے آرام سے بتاؤ آخر ہوا کیا ہے" وہ اسے کندھوں سے تھامتے فکر مندی سے بولا تھا

"فریحہ کو ہفتہ پہلے شفیق کا فون آیا تھا آج ملنے کا کہ تھا آج صبح بھی اس کا میسج آیا تھا لیکن فریحہ اس سے ملنے گئی تھی اور ابھی تک آئی نہیں کچھ کریں پلیز" وہ ایک سانس میں بولی تھی

تمہیں یقین ہے دائمہ کے وہ شفیق سے ملنے گئی تھی" "

"جی میں نے خود اسے تیار کیا تھا" وہ رونے کے بیچ بول رہی تھی

"ارزم اٹھو میرا دوست ہے وہ یہاں کا ڈپٹی کمشنر ہے چلو اس سے ملتے ہیں اس کے تعاون سے وہ جلدی مل جائے گی آؤ" زیان کے کہنے پر ارزم فوراً اٹھا تھا

"ہم سی سی ٹی وی کی فوٹیج نکلواتے ہیں" آباد ملک اور باہس شیخ بھی ان کے پیچھے ہی نکلے تھے

"پتا نہیں وہ کہاں ہوں گی کس حال میں ہو گی" سمیرہ روتے ہوئے بولی تھی

"امی اللہ حفاظت کرے گا آپ فکر نہ کریں" دائمہ بھیگی آواز میں بولی تھی

ثمرین نے نم آنکھوں سے ضاریہ کو دیکھا تھا جس نے بھیگی نظریں جھکا لیں تھیں

(یہ کردار میرے پہلے ناول سے لیے گئے ہیں۔ان کو اس ناول میں لینے کا مقصد اس ناول کو اور لمبا ہونے اور نئے کرداروں کو ڈالنے سے بہتر ہے۔اگر میں ان کو نا ڈالتی تو اور بہت سے کردار اس میں ڈالتے اس لیے اتنے کرداروں سے بہتر یہ دو کردار تھے)

ٹی وی لاؤنج میں موجود ٹی وی چل رہا تھا اور وہ سامنے بیٹا تھا۔وقت نے اس کی شخصیت کو اور بارعب اور پر کشش بنا دیا تھا۔کالی شلوار قمیض میں وہ آرام دے انداز میں صوفے پر بیٹھے نیوز میں مصروف تھا جب کسی نے اس کے کندھے پر سر رکھا تھا وہ چونکہ وہ ویسی ہی تھی نازک سی اس کی بوری بڑی بڑی آنکھیں آج بھی اتنی ہی معصوم تھیں

"کھانا کھایا" سودیس کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔کالی بڑی سی چادر کو اس نے خود پر لپیٹا ہوا تھا اور اس کی ہلکے گھنگرالے بال آج بھی ویسے ہی لمبے اور خوبصورت تھے

"کیوں" اس کی آواز میں خفگی تھی

"کیک کھانا ہے" وہ آنکھیں ٹپٹپاتے معصومیت سے بولی تھی

"حرمین یہ دیکھو میرے ہاتھ "سودیس نے واقعی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے"

آخر مہینہ ہے اگلا سکون سے گزار لو ایک دفع بے بی آجائے جو تم کہو گی کھلا دوں گا"

سودیس کی منت پر اس کی آنکھوں میں فوراً خفگی ابھری تھی

"سودیس آپ بدل گئے ہیں آپ کو میری کوئی فکر نہیں ہے صرف اپنے بچے کی فکر ہے

"حرمین کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔ سودیس کا دل کیا تھا اپنا سر پیٹ لے یہ تو صرف

وہ ہی جانتا تھا کے کیسے اس نے ان سات مہینوں میں اسے ہینڈل کیا تھا "آپ کو کیا پتا

میں کتنی مشکل میں ہوں نا بیٹھا جاتا ہے نا لیٹا جاتا ہے نا کھایا جاتا ہے اور جو کھایا جاتا ہے وہ

آپ کھانے نہیں دیتے" وہ ٹشو سے ناک رگھڑتی بھیگی آواز میں بولی تھی

"دیکھو یار ایسے تو مت سوچو مجھے تمہاری ہی تو فکر ہے خود بتاؤ تم ان سات مہینوں میں

سات سو دفع ہسپتال جا چکی ہو اور اتنی کی دفع ڈرپ لگوا چکی ہو سمجھو اس کو بات کو"

شروع میں نرمی سے کہتے آخر میں وہ خفا ہوا تھا

"سودیس پھر بس ایک چاکلیٹ "وہ امید سے بولی

"حرمین نہیں تو نہیں ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا ہے پہلے ہی تمہیں ایسے دیکھنا مجھے دکھ

دیتا ہے اوپر سے تمہاری یہ حرکتیں "اس نے خفا خفا نظروں سے حرمین کو دیکھا تھا

"سودیس ہم کر بھی کیا سکتے تھے ہمیں پتا ہی فورتھ منتھ میں چلا تھا" وہ سودیس کو دیکھتے شرارت سے مسکرائی

"ہمیں نہیں مجھے" وہ ناراضگی سے بولا

"میں کیا کروں سودیس میرا کھانے کو دل نہیں کرتا نا" وہ اداسی سے بولی

"اسے لیے میں نے چار سال کا کہا تھا مگر تمہیں جلدی تھی بچے کی"

"سودیس مجھے لگا تھا آپ کہیں بچے کی وجہ سے مجھے چھوڑ نا دیں" وہ معصومیت سے اسے دیکھتے بول رہی تھی اور سودیس نے واقعی سر تھامے لیا تھا

"اب کی بھی تو اپنے سے پندرہ سال چھوٹی لڑکی سے نہیں کروں گا" اس کی بات پر حرمین نے غصے سے اسے دیکھا تو سودیس نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے حسار میں لیا"

ارے میں تو مزاق کر رہا ہوں تمہارے علاوہ اب اور کوئی نہیں آسکتی میں تو بس یہ کہ رہا ہوں ابھی تو تم بھی چھوٹی سی بچی ہو" وہ نرمی سے بولا تو حرمین خفگی سے اس سے الگ ہوئی

میں نے کتنی بار کہا ہے سودیس مجھے بچہ نہ کہا کریں""""

"اور وہ کیوں" سودیس نے شرارت سے اسے دیکھا تھا

"کیونکہ آپ بابا بنے والے ہیں" اس کے شرٹ کے بٹن کو چھیڑتے وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی

"تو اس میں تم کیسے بڑی ثابت ہوئی"

"سودیس بس سمجھ جائیں نا" اور سودیس اسے ایسے ہی تنگ کرتا تھا کیونکہ ان دونوں میں اس کے پھولے پھولے گال فوراً سرخ ہو جاتے تھے

"ہاں جی بلکل میری بیوی کو نا کھانا بنانے آتا ہے نا چولا جلانے آتا ہے اور اس کی بیسویں سالگرہ ہم نے دو منتھ بعد ایک بے بی کے ساتھ منانے ہے اور وہ بڑی ہو گئی ہے" سودیس کے ایسے جواب پر وہ ابھی کچھ کہنے ہی والی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ حرمین سودیس سے فاصلے پر ہو گئی تھی

"آؤ" سودیس کے کہنے پر ایک بندہ اندر آیا تھا

"سر آپ کے دوست زیان صاحب آئے بیٹھے ہیں" سودیس نے حیرت اس بندے کو دیکھا تھا

"اتنے عرصے بعد زیان چلو آؤ حرمین تمہیں ملواتا ہوں وہ میرا کافی اچھا دوست ہے" سودیس نے اٹھ کر اپنا ہاتھ حرمین کی طرف بڑھایا تھا جسے اس نے تھام لیا تھا

"ہائے سودیس کتنی موٹی ہو گئی ہوں" خود پر چادر درست کرتے وہ فکر مندی سے بولی

"مجھے ایسی ہی پسند ہو موٹی" مسکرا کر کہتے سودیس اسے لیے آگے بڑھ گیا

"چلو اب شروع کرتے ہیں" دو گلاس پی کر اب وہ سکون سے صوفے سے ٹیک لگائے گلاس ہاتھ میں پکڑے سپاٹ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا جو بیڈ سے کمر لگائے سمٹی ہوئی بیٹی تھی اور شاہد کانپ بھی رہی تھی "شاہ زین کو تھپڑ کیوں مارا تھا" اور فریحہ کے اوپر آسمان ٹوٹا تھا وہ سچ تھا اس کا دل جو کہتا تھا وہ سچ تھا" وہ میرا کزن ہے میرا جان سے پیارہ یار" گلاس کو ایک سانس میں پیتے وہ اس نے گلاس ٹیبل پر رکھا تھا

"تم دھوکے باز ہو" وہ دکھ اور نفرت سے چلائی تھی

"ہاہاہا" وہ تلخی سے ہنسا "ہاں ہوں اور کچھ" اس نے براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا آج ہیزل آنکھیں خاموش تھیں البتہ وہ سرخ ہو رہی تھی بہت سرخ

"تم نے جو کیا اس کے بعد میں کیسے اپنے یار کو انتقام کی آگ میں جلتا چھوڑ دیتا میں نے اور اس نے مل کر تمہارے بارے میں پتا لگایا تو پتا چلا تم زیان کی سالی ہو پھر سب پلان کے مطابق ہوا اس دن عدالت میں تمہیں دیکھ کر جھٹکا لگا تھا اور پھر تو سب آسان ہو گیا

"فریحہ بس دکھ سے اسے دیکھ رہی تھی اسے لگا تھا وہ اس سے محبت کرتا ہے لیکن یہ شخص۔۔۔قسمت نے کیا کھیل کھیلا تھا۔شفیق اپنی جگہ سے اٹھا تھا فریحہ ڈر کر اور سمٹی تھی۔اس کی بربادی سامنے تھی آنسو اب آواز سے بہ رہے تھے وہ آہستہ سے چلتا اس تک آیا تھا اور ایک گھٹنا ٹیک کر وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا

"شفیق خدا کا واسطہ کے مجھے جانے دو میں شاہ زین سے معافی مانگ لوں گی" وہ دونوں ہاتھ شفیق کے سامنے جوڑے گڑگڑا رہی تھی

"تم واقعی بہت خوبصورت ہو فری" ایک ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھ تھامے وہ دوسرے ہاتھ سے اس کا ڈوپٹا سر سے اتارتے وہ مہکانے انداز میں بولا تھا

"شفیق جانے دو" وہ اس کی ہاتھ چھوڑانے کی کوشش کرتے اب تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی شفیق کا ہاتھ تھم گیا تھا ماضی کا ایک منظر ذہن کے پردے پر نمودار ہوا تھا۔۔۔

"شفیق اب تم کیا کرو گے" وہ اور ارسلان اپنے گھر کے لان میں بیٹھے تھے

"بھائی جو بھی تھا ماضی تھا میں شاہ زین کو سمجھالوں گا اب تو ویسے بھی منگنی ہو گئی ہے اور فریحہ تو آپ جانتے ہیں مجھے خود سے زیادہ عزیز ہے" وہ مسکرا کر بولا تو ارسلان نے شرارت سے اسے دیکھا

"بڑی محبت ہے اس سے" اسے دیکھتے وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا بھائی" وہ آسمان کو دیکھتے بولا تھا تب بھی مین گیڈ سے کوئی گاڑی اندر آئی تھی کالے شیشوں اور کالی چمکی گاڑی وہ رکی تھی اور ایک لڑکا باہر نکالا تھا

"حمدان" خوشی سے کہتے وہ آگے آتے اس کے گلے لگا تھا

"اوئے تو اتنے عرصے بعد" شفیق نے اسے گلے لگایا تھا. شاہ زین ارسلان سے مل کر وہاں ہی بیٹھ گیا تھا

"تم لوگ بیٹھو میں آتا ہوں" آنکھوں میں شفیق کو اشارہ کرتے وہ اندر چلا گیا تھا

"کہاں تھے تم یار" شفیق کے شکوے پر وہ مسکرایا تھا

"یار بس بابا نے کچھ عرصے کے لیے باہر بھیج دیا تھا یہاں رہنا ٹھیک نہیں تھا میرا جب سے تیرا فون آیا کے کوئی سرپرائز ہے تو میں نے فورا ٹکیٹ کروائی" شاہ زین ہلکے پلکے انداز میں بولا

New Era Magazine

"رک دیکھاتا ہوں تجھے "شفیق نے موبائل میں کچھ کھولا تھااور اس کی طرف بڑھایا تھا موبائل پر تصویر دیکھتے اس کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔ شفیق اسٹیج پر بیٹھے سامنے سے آتی فریحہ کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا کسی نے بہت ہی خوبصورت سے سائڈ سے تصویر لی ہوئی تھی

"تو۔۔۔ تو نے منگنی کر لی "وہ بے یقینی سے بولا تو شفیق نے مسکرا کر تصویر آگے کی اب وہ فریحہ کی تصویر تھی اور شاہ زین کو جھٹکا لگا تھا یہ کیا ہو گیا تھا وہ جس کو وہ اپنا بنانے کی ضد میں تھا وہ اس کی کزن کی۔۔۔ اس نے زور سے موبائل ٹیبل پر چٹخا تھا

"دیکھ شاہ زین میں جانتا ہوں کے جو میں ہوا لیکن جانی تو بھول جا یہ مجھے خود سے زیادہ عزیز ہے "شاہ زین چہرہ موڑے بیٹا تھا اس لیے شفیق نے اس کی لال اور نفرت سے بھری آنکھیں نہیں دیکھی تھیں "شاہ زین میری خاطر بھول جا یار "شفیق نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ اور شاہ زین چونکہ تھا وہ جو کھیل اس نے فریحہ کے گھر والوں کے سامنے کھیلنا تھا وہ کیوں نا اس کے گھر والے کے سامنے

"دیکھ شفیق میں سب کچھ بہت پہلے بھول چکا ہوں لیکن بس تو چھوڑ تم دونوں خوش رہو "وہ مصنوعی مسکراہٹ سے بولا تھا

کیا چھوڑوں مجھے بتا شاہ زین" "

"چھوڑ نا جانی وہ سب ماضی تھا یار یہ حال ہے تو فکر مت کر میں اس کے سامنے کبھی نہیں آؤ گا" شاہ زین کی بات پر شفیق چونکہ تھا

"شاہ زین تجھے میری قسم سچ سچ بتا یار کیا ہوا ہے" اس کا دل ڈوبا تھا

"تم جانتے ہو سب یہ جانتے ہیں کے اس نے مجھے تھپر مارا تھا لیکن کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا کے کے اصل بات کیا تھی ہمیشہ عورت مظلوم نہیں ہوئی شفیق" وہ دکھ سے بولا آنکھوں میں نمی چمکی تھی

"ک۔۔ کیا شاہ زین" بامشکل حلق سے لفظ ادا ہوئے تھے

"جانی میں اور فریحہ ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے تھے مجھے یہ ہی لگتا تھا ہم دو سال ساتھ رہے میں نے اسے خوش رکھا وہ بھی مجھ سے خوش تھی لیکن پر اس دن اس نے مجھے کہا" وہ جان کر خاموش ہوا تھا

"کیا کہا شاہ زین" اس نے لہجے کو مضبوط بنایا تھا

"اس نے کہا کے وہ میرے ساتھ کیسی ہوٹل جانا چاہتی ہے تو سمجھ رہا ہے نا" شفیق نے موٹھیاں بیچ لی تھیں "پھر میرے منہ سے اس کی تربیت پر الفاظ نکل گیا اور اس کا ہاتھ اٹھ گیا شفیق میں اس سے پسند کرتا تھا عزت بنانا چاہتا تھا اور پھر احمد کو اس نے ریجکٹ کیا

کیونکہ وہ بہت غریب تھا میں نہیں بتانا چاہتا تھا تجھے کیا پتا وہ بدل گئی ہو" وہ رکا تھا اس نے ایک نظر شفیق کو دیکھا تھا جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں "پھر مجھے پتا چلا کے وہ عدالت جا رہی ہے حراس منٹ کے کیس کے سلسلے میں مجھے نہیں فرق پڑا شفیق کیونکہ میں بے گناہ تھا میں نے اسے فون کیا جانی اور اسے کہا کے میں کسی سے کبھی کچھ نہیں کہوں گا اس شہر سے بھی دور چلا جاؤں گا اور میں چلا گیا" وہ پوری طرح سے چال چل چکا تھا اب ان کے بیچ خاموشی تھی طویل خاموشی

"یہ لے تو خود دیکھ لے میرا یقین نہیں آئے گا تجھے "شاہ زین نے اپنا موبائل اس کی طرف بڑھایا تھا جیسے اس نے کانپتے ہاتھوں سے تھاما تھا سامنے تصویریں تھی وہ فریحہ اور شاہ زین کی تھی۔ شفیق نے کلوز کیا تھا کیا پتا وہ ایڈ ہو مگر وہ فریحہ ہی تھی جو ہنستے ہوئے شاہ زین کے گال پر پیار کر رہی تھی جبکہ شاہ زین بھی ہنستے ہوئے سلفیہ لے رہا تھا ۔شفیق کے ہاتھ سے فون ٹیبل پر گرا تھا

"جانی دیکھ مجھے نہیں پتا اس نے منگنی کیوں کی لیکن ہو سکتا ہے وہ تجھے بے وقوف بنا رہی ہو وہ جانتی ہے تو اس سے محبت کرتا ہے اور شاہد اس نے اسی محبت کا فائدہ اٹھایا ہو" اپنی بات مکمل کرتے وہ اب پر سکون ہو گیا تھا اور شفیق خود کے اندر لگی آگ میں پوری طرح جل چکا تھا اس نے سرخ ہوتی آنکھیں میچ لیں تھیں

"شاہ زین پرسوں وہ میرے فارم ہاؤس پر ہو گی" اتنا کہ کر اس نے اپنے موبائل کو پورے زور سے زمین پر مارا تھا" کیا کمی تھی میری محبت میں فریحہ ملک " نفرت سے کہتے وہ اٹھ کر اندر بڑھ گیا تھا

"تم نے فریحہ کی تصویر پر غور کیا میری نہیں مگر تم غور کرتے بھی کیسے یہ غصہ تمہیں لے ڑوبا" وہ تلخی سے ہنسا تھا

"پلیز شفیق "فریحہ کی کانپتی آواز نے ماضی کے منظر کو ہوا میں تحلیل کر دیا تھا۔ایک زوردار مکا بیڈ پر مارتے وہ اٹھا تھا اور پھر پلٹ کی وسکی کو گلاس میں ڈال کر ایک ہی سانس میں اندر اتارا تھا۔آج آخر نشہ کیوں نہیں مہربان ہو رہا تھا اور پھر وہ پلٹا تھا فریحہ نے دیکھا تھا اس کی آنکھیں بدل گئی تھیں

سودیس اور حرمین ساتھ لاؤنج میں آئے تھے سامنے ہی زیان اور ارزم بیٹھے تھے

"اسلام علیکم وکیل صاحب "سودیس مسکرا کر کہتے اس کے گلے لگا تھا

"وعلیکم سلام سودیس یہ میرا بھائی ہی ہے "سودیس ارزم سے ملتے وہاں موجود صافے پر بیٹھ گیا تھا و

"زیان یہ میری بیوی ہے تم شادی پر آئے نہیں تو سوچا ملوا دوں "سودیس نے حرمین کی طرف اشارہ کیا

"کیسی ہے آپ بھابھی "زیان با مشکل ہی مسکرایا تھا

"میں ٹھیک آپ لوگ بیٹھیں میں چائے بھیجتی ہوں "مسکرا کر کہتے وہ وہاں سے چلی گئی

"یار ایک مسلہ ہے "سودیس نے سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھا "یار میری سالی اغوا ہو گئی ہے تیری ہلپ چاہیے "وہ بے چارگی سے بولا

"فکر نا کرو ابھی ناکہ بندی کروا دیتے ہیں شک کی جگہ چھاپے مرواتے ہیں "سودیس انہیں تسلی دیتے فون نکالا

"ہاں زمان دس منٹ میں گھر پہنچو "دوسری طرف کا جواب سنتے اس نے فون بند کیا تھا "لڑکی کا نام اور تصویر "

"نام فریحہ ملک ہے "ارزم موبائل پر جھکے بولا تھااور پھر فریحہ کی ایک تصویر اس نے سودیس کے سامنے کی تھی

"کسی پر شک "سودیس نے اپنا نمبر اس کے فون میں سیف کیا

"وہ اپنے منگیتر سے ملنے گئی تھی "سودیس چونکہ

"نام بتاؤ "فریحہ کی تصویر اپنے فون میں کرتے اس نے فون ارزم کی طرف بڑھایا

"شفیق حمدان نام ہے "اور پھر شفیق کی مختصر ڈیٹیل اس کو بتائی تھی

"مجھے شفیق کی تصویر بھی بھیجو نمبر سیف کر دیا ہے میں نے اور فریحہ کی تصویر لی ہے "
ارزم نے سر ہلاتے شفیق کی ایک تصویر سودیس کو بھیجی تھی۔ سودیس نے ایک اور نمبر ملایا تھا

"ہاں جہان زیب ایک کام ہے ایک بندی کی تصویر بھیج رہا ہوں اس کی ڈیٹیل نکلواؤ اور چک کر و یہ پرسوں کی فلائٹ سے انگلینڈ گئے ہیں "جواب سن کر اس نے فون بند کرتے دوسرا فون ملایا تھا "شکیل میری بات غور سے سنو ایک پتا بھیج رہا ہوں وہاں کی ہر سی سی ٹی وی فوٹیج نکلواؤ مجھے ہر حالت میں ایک ایک گاڑی کی انفورمیشن چاہئے دو تصویریں بیجھ رہا ہوں اگر وہ نظر آئیں تو ڈیٹیل دو مجھے اور یہ بات باہر نا نکلے "سنجید گی

New Era Magazine

سے کہتے جواب سنتے اس نے فون بند کیا تھا پھر پتہ اور تصویریں مطلوبہ نمبر پر بھیج کر اس نے ان دونوں کو دیکھا تھا جو سر جھکائے بیٹھے تھے

"دیکھو زیان اور ارزم آج رات اگر وہ نا ملی تو ہمت تم لوگ کرو گے ایسے ہمت ہارنے سے تو کچھ نہیں ہو گا نا" تب ہی زمان اندر آیا تھا

"خیر ہے سر" وہ فکر مندی سے بولا

"یہ اے اس پی زمان ہے اور زمان یہ میرے دوست "تعارف کروا کر اس نے مختصر سب بتایا تھا

"فکر نا کریں سر پورے علاقے کی پولیس لگا دیتے ہیں پیچھے "وہ اٹھا" تھانے چلنا ہو گا" ارزم اور زیان سر ہلاتے اٹھ گئے تھے

"میں بھی چلتا ہوں "سرسری سا کہتے اس نے نوکرانی کو آواز دی تھی جو فوراً کی آ گئی تھی "حرمین کے پاس رہنا" اسے بتاتے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہی باہر نکل گیا تھا

آگے آتے اس نے فریحہ کو دو بچا تھا اور سختی سے اسے دیوار سے لگا تھا فریحہ نے سختی سے آنکھیں میچ لیں تھیں کچھ لمحے وہ بس فریحہ کو دیکھتا رہا تھا

"تم بہت خوبصورت ہو فریحہ "فریحہ نے بے یقینی سے آنکھیں کھولیں تھیں

"شفیق پلیز "اس کی منت پر وہ ہسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا تھا

"ایسے کرو گی تو پوری زندگی تمہاری منت سنے میں لگا دوں گا" وہ شوخی سے بولا تو فریحہ نے نفرت سے اسے خود سے دور کیا تھا اس کو اس سے آتی شراب کے بوز ہر لگ رہی تھی "ارے ایسے نہیں " تلخی سے کہتے شفیق نے اسے بیڈ پر پھینکا تھا

"پلیز شفیق مجھے جانے دو تمہیں اللہ کا واسطہ ہیں" وہ کونی کی بل پیچھے ہو رہی تھی شفیق ایک قدم آگے آیا تھا اس کے سائڈ پر دونوں ہاتھ جمائے اس پر جھکا تھا

"نہیں۔۔۔۔۔"وہ منہ پر ہاتھ رکھے چیخی تھی

"تم میرے محبت تھی فریحہ میری جان تھی تم اور تم نے مجھ سے میری روح ہی کھینچ لی "لال آنکھوں میں آئی نمی کو اندر تک محدود رکھتے اس نے فریحہ کے دونوں ہاتھوں کو کہلائی سے پکڑ کر بیڈ سے لگا یا تھا اور وہ جھکا تھا۔ وہ اس کے چہرے کے قریب تھا جو انتہا کا سرخ تھا مگر اس میں ہمت ہی نہ تھی کو وہ اس کا چھوتا۔ اسے اپنے ہاتھوں میں واضح

لڑکھڑاہٹ محسوس ہوتی تھی وہ تیزی سے اس سے دور ہوا تھا اور مڑ کر پوری زور سے ہاتھ شراب کی بوتلوں کو مارا تھا جو نیچے گرتے ہی چکنا چور ہو گئیں تھیں

آج ساقی شراب رہنے دو

تشنگی کے عذاب رہنے دو

وہ پلٹا تھا وہ بیڈ شیٹ میں منہ چھپائے بس رو رہی تھی اور اس کا کاجل کالی رات کی طرح بہہ رہا تھا

پونچھ ڈالو نہ آنکھ سے کاجل

کچھ تو خنجر پر آب رہنے دو

اس کی سیاہ بالوں نے اسے ڈھانپا ہوا تھا شاہد وہ اسے بچا رہی تھی شفیق کے ہونٹھوں پر مسکراہٹ آئی تھی

تم سنوارو اپنی ان زلفوں کو

میری حالت خراب رہنے دو

تو نشہ اپنا اثر دیکھا گیا تھا اور شفیق خود کو کھو بیٹھا تھا۔۔۔تاریخ رات ایک بات پھر ایک ظلم کو خود میں چھپا گئی تھی

چاند بادل میں اچھا لگتا ہے

آدھے رخ پر نقاب رہنے دو

وہ آدھے رات کو گھر لوٹے تھے ارزم باہر باغ میں ہی رک گیا تھا البتہ زیان اندر آیا تو سمیرہ کو ویسے ہی روتا پایا

"دائمہ کہاں ہے" وہ نظریں چراتے دھیرے سے بولا

"فریحہ ملی" سمیرہ نے امید سے زیان کو دیکھا تو اس نے محض سر نفی میں ہلا دیا

"بھائی اوپر ہے" زیان سر ہلائے اوپر چلا گیا تھا اور ضاریہ باہر آئی تو ارزم سامنے ہی کرسی پر سر جھکائے بیٹھا تھا ضاریہ اس کے ساتھ کرسی رکھ کر بیٹھ گئی تھی

"ارزم وہ مل جائے گی" ضاریہ نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا تھا

"وہ مل جائے گی لیکن ضاریہ کیا اس کی عزت ملے گی واپس" وہ اپنے سرخ آنکھوں میں دکھ لیے ضاریہ سے بولا تھا اور اس نے سر جھکا لیا تھا "جانتی ہو بابا اور میں نے فریحہ کو کتنے لاڈ سے بڑا کیا ہے اسے بچپن میں تنکا بھی لگ جاتا تھا نا ضاریہ تو وہ رو رو کر نڈھال

ہو جاتی تھی میں اور بابا اسے تنکا لگنے پر بھی ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے ہوئے ہیں فریحہ کو بچپن سے دل کا مسلہ تھا اور یہ بات ہمارے لیے خان لیوا تھی۔۔۔دائمہ اور میں نے اسے اتنا پیار دیا ہوا ہے کے تم سوچ بھی نہیں سکی اور آج دیکھو میں کتنا بے بس ہو ضاریہ میں کتنا بے بس ہوں" دونوں ہاتھوں سے سر تھامے وہ بے بسی سے بولا تھا

"بس کر دیں ارزم "ضاریہ نے مضبوط لہجے میں کہا اگر وہ رو دیتی تو سب کو کون سمبھالتا اسے خود کو مضبوط کرنا تھا

"مجھے سکون نہیں آرہا یار وہاں وہ کیسی ہو گی وہ کس حال میں ہو گی یہ وحشت زرہ رات نا جانے کیا ظلم کرے گی" وہ دو رہا تھا بے بسی سے بول رہا ضاریہ نے اسے بولنے دیا ہے ہر کوئی ہی غم سے نڈھال تھ

زیان کمرے میں آیا تھا وہ جائے نماز پر بیٹھے دعا مانگ رہی تھی زیان کی موجودگی کو محسوس کرتے وہ دعا ختم کر کے جلدی سے اس کی طرف آئی تھی

New Era Magazine

"فری کا کچھ پتا چلا" وہ امید سے بولی تھی زیان نے اس کا ہاتھ تھامے اسے بیڈ کے قریب لے آیا تھا خود بیٹھتے اس نے دائمہ کو اپنے پاس بیٹھایا تھا اور اس کا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیا تھا

"وہ نہیں ملی دائمہ "اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ دھیرے سے بولا دائمہ سر جھکائے رو دی" مجھے اللہ پر بھروسہ ہے دائمہ مگر آج رات وہ باہر ہے اب وہ جب ملے گی تو تمہیں اور مجھے اسے مل کر سمبھالنا ہے ارزم انکل آنٹی سب کو مل کر اسے سمبھالنا ہے وقت مہربان بھی ہو سکتا ہے وہ سیف بھی ہو سکتی ہے لیکن دائمہ یہ دنیا بہت بری ہے بہت" وہ انتہائی نرمی سے سمجھا رہا ہے "تم نہیں جانتی کوٹ میں ہم روز ایسی کتنی ظلم کی داستانیں سنتے ہیں مگر رونے سے کچھ نہیں ہو گا اللہ سے دعا کرو اور یاد رکھو وہ انسان کو اس کی ہمت سے زیادہ نہیں آزماتا۔ تم فریحہ کی بڑی بہن ہو اس کی ماں کے برابر تم ہمت نہیں کرو گی تو اسے کون ہمت دے گا ارزم اس کے باپ کی جگہ ہے وہ انکل آنٹی کو ہمت نہیں دے گا تو کون دے گا میں اس کا بھائی ہوں اسے میری سپوٹ نہیں ہو گی تو کس کی ہو گی آج رات گزر گئی ہم مجبور ہو گئے ہم برے وقت سے نہیں جیت سکے اپنے ذہن کو تیار رکھو "نرمی سے کہتی اس نے دائمہ کے آنسو صاف کیے تھے

"مگر یہ مشکل وقت زیان یہ مشکلات کیا ختم ہوں گی" وہ بے بسی سے اسے دیکھتے ہو لی تھی

"کیا تم نے وہ آیت نہیں سنی۔۔ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے جب اللہ نے یہ بات کہہ دی کے ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے تو میں یا تم کیسے کہہ سکتے ہیں ہے مشکلات ختم نہیں ہوں گی۔۔ناامیدی کفر ہے دائمہ۔۔امید کا دامن تھامی رکھوا گر آج وہ اندھیرا دیکھا کر آزما رہا ہے تو وہ روشنی دیکھا کر راستہ بھی دیکھائے گا۔کیا ماں اپنے بچوں کو پریشان یا روتا دیکھ سکتی ہے نہیں نا تو وہ تو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ تمہیں فریحہ ارزم بلکہ سب کو سن رہا ہے۔۔بس صبر کرو اور صبر تو وہ واحد چیز ہے جس کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے دائمہ اپنے رب پر بھروسہ کرو۔۔وہ کہتا ہے کے اگر میں نے تم سے کچھ لیا ہے ایسا جو تمہارے لیے بہتر تھا تو میں تمہیں اسے دگنا کر کے لوٹا دوں گا بات یہ ہی ہے ہمیں زرہ سا کچھ ہوتا ہے تو ہم اس سے شکوہ کرتے ہیں ہے کے ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہوا" رات کی وحشت اچانک کی کہیں گھم ہو گئی تھی دائمہ بس اس کی نرم آواز کو سن رہی تھی دل ہلکا ہو گیا تھا

"ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کے وہ اپنے چاہنے والوں کو ہی آزماتا ہے۔۔اس آزمائش سے اگر تم صبر اور شکر سے گزر جاؤ گی تو پھر اس کا انعام بہت بڑا ہو گا" وہ خاموش ہوا تھا جیسے وہ دائمہ کو بولنے دینا چاہتا ہو

"زیان لوگ کیا کہیں گے اس کا مستقبل" وہ سر جھکا گئی تھی

"کیا اللہ کے فیصلے کبھی غلط ہو سکتے ہیں دائمہ۔۔۔فریحہ پر یہ مشکل وقت آیا ہے تو آسانی کا وعدہ بھی تو اللہ نے کیا ہے نا۔۔۔کیا اللہ کی نبیوں پر آزمائشیں نہیں آئی۔۔ان نے بس صبر کیا اور پھر اللہ نے ان کی صبر کی مثالیں دیں۔۔کیا ہم انسان اتنی سی آزماش پر اللہ کے فیصلوں کو غلط کہیں کے۔دنیا والے تو اگر خوش رہ رہیے ہوں گے تو کہیں گے خوش کیوں ہو اور اگر غم میں ہوں گے تو تماشہ بنائیں گے۔۔یہ سب اللہ پر چھوڑ دوں اور صبر کرو برا وقت ختم ہو جائے گا کیونکہ ہر رات کے بعد صبح تو ہوتی ہے کیونکہ یہ ہی اللہ کا دستور ہے" آخر میں وہ ہلکا سا مسکرایا تھا اور دائمہ کو لگا تھا وہ بہت ہلکی ہو گئی تھی سب بوجھ منٹ میں اتر گیا تھا نم آنکھوں سے مسکراتے وہ زیان کے سینے سے لگی تھی تو زیان نے نرمی سے اسے حصار میں لے لیا تھا۔آج دائمہ نے دیکھا تھا زیان نرم تھا تو بہت نرم اور اگر سخت تھا تو بہت سخت اس کی شخصیت دھوپ اور چھاؤں جیسی تھی

اگر موسم دھوپ کا تھا تو وہ کڑ کتی دھوپ تھا اور اگر وہ چھاؤں تھا تو کیسی چھاؤں جو انتہا کی گھنی اور نرم تھی

وحشت ناک اور خوفناک رات کے بعد صبح رات سے بھی زیادہ بھیانک ہوئی تھی۔ شفیق نے بوجھل ہوتی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی مگر سر کا درد اسے اٹھنے ہی نہیں دے رہا تھا۔ مشکل سے سر تھامے وہ اٹھا تھا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھتے اس نے بند آنکھوں سے سائڈ ٹیبل سے دوائی نکالی تھی اور دو گولیاں منہ میں ڈالتے اس نے پانی سے اندر کی تھی اور پھر دوبارہ سر بیڈ کراؤن سے لگا لیا تھا اور اچانک ہی رات کا ایک ایک منظر آنکھوں کے سامنے آیا تھا اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں تھیں اس نے چہرہ موڑ کر سائڈ پر دیکھا تھا وہ گھٹنوں میں سر دیکھے وہ اپنے گرد سختی سے چادر چادر لپیٹے کانپ رہی تھی۔

"شفیق پلیز مجھے جانے دو۔۔۔یااللہ مدد کر میری۔۔۔"شفیق کے کانوں میں اب بھی اس کے کی منتیں گونج رہی تھی اس کا میری رات یااللہ مدد کی پکار اسے اب بھی اپنی

روح میں چبتی محسوس ہوئی تھی۔وہ اٹھا تھا اور پھر چلتا ہوا فریحہ کے سامنے رکھا تھا ایک گھٹنا ٹیک کر وہ اس کے سامنے بیٹھا

"فری" شفیق نے نرمی سے اسے پکارہ تھا

"یا اللہ مدد۔" وہ مسلسل کاپنے کے ساتھ یہ ہی بڑبڑا رہی تھی

"فری" وہ اس کے قریب ہوا تو وہ جھٹکے سے دور ہوئی تھی

"نہیں میرے قریب مت آؤ نہیں پلیز نہیں" وہ چیختی ہوئی دیوار سے لگ گئی تھی۔یہ کیا کر دیا تھا اس نے۔۔شفیق کی آنکھ سے آنسو بے آواز بہ گیا تھا

"فری مجھے معاف کر دو" اس نے فریحہ کو کندھوں سے تھامنے کی کوشش کی تھی

"نہیں مجھے ہاتھ مت لگانا مجھے چھونا مت پلیز" وہ حواس میں نہیں لگ رہی تھی

"فری میں کچھ نہیں کر رہا دیکھو" وہ پیچھے ہو گیا تھا

"میرے گھر والے سب میرا انتظار کر رہے ہوں کے وہ مجھے اب مار دیں گے ہاں وہ مجھے مار دیں گے میرا منگیتر مجھے چھوڑ دے گا" وہ پاگلوں کی طرف دور خلا میں دیکھتے بول رہی تھی اور شفیق اپنی جگہ جم گیا تھا

"نہیں وہ مجھے نہیں چھوڑے گا اس نے کہا تھا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے سب مجھے مار دیں گے اللہ میری مدد کر۔۔۔یا اللہ میری مدد کر" وہ پھر ٹانگوں میں سر دیے بڑبڑانے لگی تھی۔ شفیق بے یقینی سے اٹھا تھا وہ قدم قدم پیچھے ہو رہا تھا۔رات کے منظر پھر آنکھوں کے سامنے آئے تھے

"آہ" بے بسی سے چلاتے اس نے پورے زور سے مکا شیشے کی کھڑکی پر مارا تھا اور ضبط ٹوٹ گیا تھا گھٹنوں کے بل بیٹھتے وہ کسی بچے کی طرح رو دیا تھا پھر وہ اٹھا تھا اور ایک نظر اپنی بربادی پر ڈالتے وہ کمرے سے نکل گیا تھا وہ پیچھے ویسے ہی کانپتی ہوئی منہ میں بڑبڑا رہی تھی

ٹی وی لاؤنج میں نڈھال سی سمیرہ سر جھکائے بیٹھیں تھیں ضاریہ ایک طرف بیٹی تھی وہ دونوں ہی خاموش تھیں سامنے رابعہ ارسلان اور سیما بیٹھے تھے

"بھابھی آپ صبر کریں سب ٹھیک ہو جائے گا" سیما کے تو الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے

"بھابھی شفیق سے پوچھیں نا اس نے بولیا تھا" ان کی منت پر سیما نے سر جھکا لیا تھا

"آنٹی میں شفیق سے مسلسل رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر فون نہیں مل رہا"

ارسلان نے نرمی سے بتایا تھا

"ضاریہ آنٹی کو نیند کی گولی دے دو حالت دیکھو" رابعہ کی بات پر ضاریہ نے سر لا یا تھا

"میں زیان کے ساتھ باہر جا رہی ہوں" دائمہ نے اچانک اندر آتے کہا تھا پھر وہ رکی "اسلام علیکم مجھے اندازہ نہیں ہوا آپ لوگ کب آئیں گے" وہ شکل سے ہی رات کی جاگی ہوئی لگ رہی تھی آنکھوں پر اب بھی ہلکی ہلکی سوجن تھی

"بیٹا بس کچھ دیر پہلے آئے۔۔اللہ پر بھروسہ کرو اللہ بہتر کرے گا" رابعہ سے ملتے اس نے سر ہلایا. سب سے ملتے وہ پلٹی تھی تب ہی زیان اندر آیا تھا

"چلیں" اس کی سوالیہ نظروں کے جواب پر اس نے سر ہلایا تھا

"زیان میں تمہارے ساتھ ہوں" ارسلان کے کہنے پر وہ پلٹا

"فکر مت کرو ارسلان اگر اس میں شفیق کا زرہ برابر بھی ہاتھ ہوا تو دیکھنا" سختی سے کہتے وہ باہر نکل گیا تھا اور پیچھے فضا پھر بوجھل ہو گئی تھی

چل پیر سائیں کوئی آیت پھونک

کوئی ایسا اسم اعظم پڑھ

وہ آنکھ میری ہو جائے

وہ دونوں ہم قدم زیارت کی راہداری میں داخل ہوئی تھے۔دونوں ساتھ لوگوں کے رش سے گزر رہے تھے۔دائمہ چادر کو تھامے منہ میں مسلسل کچھ بڑبڑا رہی تھی اس نے گردن موڑ کر دیکھا تھا زیان سر جھکائے اس کے ساتھ چل رہا تھا

کوئی صوم صلوۃ درود بتا

کہ وجد وجد میں آجائے

کوئی تسبیح ہو کوئی چلہ ہو

کوئی ورد بتا

وہ آن ملے مجھے جینے کا سامان ملے۔۔۔۔

وہ مزار پر پہنچ چکے تھے زیان مردوں کی طرف چلا گیا تھا دائمہ آگے آئی تھی مردوں سے وہ آگے آیا تھا۔دائمہ نے چادر قبر پر پھیلائی تھی زیان نے اسے تھاما تھا۔وہ پیچھے ہوئے تھے پھر دونوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے

New Era Magazine

"یااللہ میری بہن کی حفاظت کر وہ جہاں بھی ہے اسے تیری آمان میں دیا میرے مالک میں نے۔۔۔تو جانتا ہے وہ معصوم ہے بس اسے بچالے وہ نہیں سہ سکے گی وہ سب" وہ رودی تھی

"یااللہ تو جانتا ہے فریحہ میری بہنوں کی طرح ہے اس کے لیے میں نے شفیق کو صاف نیت سے چنا تھا مجھے کسی کی نظروں سے نا گرانا میرے مالک" زیان نے دعا مانگی تھی

اللہ میرے گھر کو بچالے میری آزمائشوں کو ختم کردے میرے مالک اب سب ٹھیک کردے" "

"اللہ میرے گھر کا بہتر فیصلہ کر" زیان نے دعا مانگ کر چہرہ اٹھایا تھا وہ بھیگے چہرے کے ساتھ اب بھی دعا مانگ رہی تھی

مجھے مانگنے کا ہی ڈھنگ سکھا

کہ اشک بہے میرے سجدوں میں

اور ہونٹھ تھرا تھر کانپیں بس

میری خاموشی کو بھید ملے

کوئی حرف ادا نہ ہو لیکن۔۔۔

New Era Magazine

وہ روتے ہوئے پیچھے قدم بڑھا رہی تھی جب وہ رکی اور پلٹی زیان اس کے پیچھے کھڑا تھا

"وہ مل جائے گی اللہ پر بھروسہ رکھو" دائمہ نے اس کے نرم لہجے پر سکون سے سانس لیتے سر ہلایا تھا

میری ہر اک عرش کا شور وہاں سر عرش مچے

میرے اشکوں میں رنگ ملے

زیان نے اپنے بازو کو اس کے کندھے پر پھیلاتے اسے اپنے حسار میں لے لیا تھا اور اب وہ واپسی کی طرف چل پڑے تھے

میرے خالی پن میں پھول کھلا

مجھے یار ملا سرکار ملا۔۔۔۔

منت کا دھاگہ لینے وہ دونوں رک گئے تھے

"اللہ میری بہن مجھے مل جائے اس کے بغیر ہم نامکمل ہیں" دائمہ نے دھاگے کو اس کی جگہ پر باندھ دیا تھا

"وہ محفوظ ہو" زیان نے بھی یہ ہی دعا کی تھی۔

"اللہ زیان سے میرے رشتے کو ٹھیک کر دے" ایک اور دھاگہ باندھتے وہ اس کا ہر ظلم بھول بیٹھی تھی

اے مالک، مالک کے شاہ سائیاں

مجھے اور نہ کوئی چاہ سائیاں

میری عرضی مان نہ خالی موڑ

مجھے مان بہت ہے میرا مان نہ توڑ

چل پیر سائیں کوئی آیت پھونک

کوئی ایسا اسم اعظم پڑھ

وہ آنکھ میری ہو جائے

وہ صبح سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی ہوئی تھی آنسو خشک ہو گئے تھے مگر ایسے لگ رہا تھا کے اس کا جسم بے جان ہو گیا ہو۔ باہر قدموں کی چاپ ابھری تھی اور پھر دروازہ کھلا تھا

New Era Magazine

"فری کیسی ہو" سفید شلوار قمیض پہنے وہ خوشی سے اس کی بربادی دیکھ رہا تھا وہ خوش تھا شفیق نے اپنے ہاتھوں سے اسے برباد کر دیا تھا فریحہ کے جسم میں زرہ برابر جمبش نہیں ہوئی تھی

"ارے یار ایسا لگتا ہے کل میرے یار نے تمہیں کچھ زیادہ اچھی کمپنی دے دی" مکاری سے ہنستے وہ فریحہ کی روح کو آگ لگا گیا تھا وہ بھیانک رات آنکھوں کے سامنے آئی تھی تو اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں تھیں "ارے جواب تو دو مجھے وہ تھپر اب بھی یاد ہے" اس کا لہجہ سخت ہوا تھا۔فریحہ نے اس اٹھایا تھا اس کا چہرہ سفید پڑھ رہا تھا آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی تھیں

"تم دونوں گھٹیا ہو تم دونوں جانور ہو" وہ حواس میں تھی

"جانور" شاہ زین ہنسا تھا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا تھا "بس کرو یار میرے جانی کو جانور مت کہو دیکھو ایک خراش بھی تمہیں نہیں آئی اتنے پیار" اس کے معنی خیزی سے کہنے پر فریحہ نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے لگا تھا گرم سیسہ اس کے کانوں میں ڈال دیا ہو پھر شاہ زین اٹھا تھا اور الماری کی طرف گیا تھا فریحہ ویسی ہی بیٹھ گئی تھی

New Era Magazine

"میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں زمان نے بھی دو تین جگہ چھاپے مارے ہیں لیکن بے سد پتا نہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا" سودیس نے ایک نظر انہیں دیکھا تھا جن کے چہرے تاریخ پڑھ گئے تھے

"لیکن اللہ پر بھروسہ کرو سی سی ٹی وی فوٹیج چک کر رہے ہیں جہاں ڈرائیور نے فریحہ کو چھوڑا تھا وہاں دور دور تک کیمرے نہیں ہے ان کے پاس کے کچھ علاقوں کو چک کیا ہے جو کلیر ہے" وہ رکا تھا "اب کل سے ارسلان کے پراپرٹی کی ساری ڈیٹیل نکلوالی ہے میں نے اس کے پاس دو فرام ہاؤس ہے مجھے کل ایک پر چھاپا مارنا ہے" سودیس کی بات پر زیان چونکہ

"مگر وہ" سودیس نے ہاتھ اٹھا کر

"شک مجھے سب پر ہے سوزیان حمایت مت کرنا شفیق نے بے شک اسے اغوا نا کیا ہو لیکن اس کو استعمال کیا گیا ہے اوپر سے وہ گھر والوں سے رابطہ بھی نہیں کر رہا ہمارا شک سارا اس پر ہی جاتا ہے میں نے ارسلان سے چھپ کر اسی لیے اس کی پراپرٹی کی ڈیٹیل نکلوائی ہے کے وہ یہ نا سمجھے تم لوگ اس کے بھائی پر شک کر رہے ہو لیکن اب آنکھیں بند کر کے تو نہیں بیٹھ سکتے نا" سودیس کی بات پر ان نے محض سر ہلایا تھا

"اور یہ اس طرح منہ کیوں لٹکائے ہوئے ہیں۔ تم لوگ ایسے کروگے تو گھر کو کون سنبھالے گا فریحہ جیسے بھی واپس آئے ارزم اور زیان وہ تم دونوں کی بہن ہے اسے سب سے زیادہ تم لوگوں کی ضرورت ہے سمجھے "سودیس کے کہنے پر ان دونوں نے سر ہلایا تھا" میں کھانا لگوا رہا ہوں مل کر کھاتے ہیں حالتیں دیکھو اپنی "تاسف سے انہیں دیکھتے وہ ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا تھا

شراب کے گلاس کو ایک سانس میں پیتے وہ بوتل اٹھا کر الماری کی طرف بڑھا تھا فریحہ نے سر اٹھایا تھا اسے یہاں سے نکلنا تھا بیڈ کے سہارے اٹھتے وہ دبے قدموں دروازے کے پاس پہنچی تھی اس کا ہاتھ لاک پر پہنچا ہی تھا جب شاہ زین نے بازو سے پکڑے موڑا تھا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا

" یہ میرا پہلا بدلہ "وہ دھاڑا تھا فریحہ زمین پر بری طرح گری تھی اس کی دھاڑ سنتے وہ سہم کر پیچھے ہوئی تھی "آج تو تم دیکھو گی فریحہ میں تمہیں اسی آگ میں جلا دوں گا جس میں میں اتنے عرصے جلتا رہا آج تم میرا انتقام دیکھو گی "وہ شیطانیت سے اسی دیکھتے آگے آیا تھا" ایک بار پھر "اسے نے موت کی شدید طلب کی تھی

نہیں خدا کے لیے" وہ مسلسل منت کرتے پیچھے ہو رہی تھی شاہزین نے اسے بازو سے دبوچا تھا اور اپنے مقابل کھڑا کیا تھا

"اب بولو فریحہ ملک بہت اکڑ تھی نا تم میں" وہ تلخی سے بولا تھا "تم تو روتے ہوئے اور خوبصورت لگتی ہو" معنی خیزی سے کہتے اس نے فریحہ کی شرٹ کو کندھے سے دبوچا تھا

" گھٹیا انسان" دکھ اور تکلیف سے چلتے اس کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس کے منہ پر نشان چھوڑ گیا تھا "بس کردو انسان ہوں میں پہلے تمہارے اس دوست نے مجھے کہیں کا نہیں اور اب تم تھپر مارا تھا نا تو تھپر سے بدلا لیتے نا جانور کیوں سمجھ لیا مجھے یا اللہ تو دیکھ نہیں رہا کیا ۔۔۔اس ظلم پر تو خاموش کیوں ہے دیکھ میری روح تک زخمی ہو گئی ہے" وہ چلا چلا کر رو رہی تھی شاہزین نے اسے بالوں سے پکڑ کر زور سے بیڈ پر چٹخا تھا "اللہ "اس کی کانپتی آواز کمرے میں گونجی تھی۔

سورج کی روشنی آج شہر پر قابض نہیں ہوئی تھی صبح سے ہی بادلوں نے شہر کو اپنی لپیٹ میں کیا ہوا تھا۔۔۔گھر میں دو دن سے مسلسل خاموشی ہی تھی

"میں نے آنٹی کو مشکل سے نیند کی گولی دے کر سولا دیا ہے انکل تو بتائے بغیر ہی چلے گئے" ضاریہ نے ارزم کو چائے تھمائی تھی

"میں بس تھانے نکل رہا ہوں" ارزم کی بات ضاریہ نے سر ہلایا تھا

"تم ٹھیک ہو نا" ارزم نے بغور اسے دیکھا تھا

"بس ٹھیک ہوں ارزم۔۔ سوچ رہی ہوں سب ٹھیک کیسے ہو گا کچھ دن پہلے تک سب منگنی پر کتنے خوش تھے ان خوشیوں کو جانے کس کی نظر لگ گئی ہے" ضاریہ نے گہرا سانس لیتے آنسو اندر اتارے تھے

فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا بس فریحہ مل جائے یہ دو دن بہت مشکل سے گزرے ہیں" "

"ارزم میں نکل رہا ہوں" زیان نے ایک فائل پر سرسری نظر ڈالتے کہا تھا

کہاں سودیس کی طرف" "

"نہیں اس کی بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں زمان کی طرف نکل رہا ہوں آج پولیس نے دونوں فارم ہاؤس پر ریٹ کرنا ہے وارنٹ بھی نکلوا لیے ہیں میری زمان سے بات ہوئی تھی" ارزم نے سر ہلایا

ساتھ ہی چلتے ہیں" "

"زیان ناشتہ تو کر جائیں" دائمہ عجلت میں باہر آئی تھی

"نہیں بس نکل رہا ہوں کافی کام ہیں کوٹ جانا ہے" دائمہ نے سر ہلایا تو دونوں ساتھ ہی باہر نکل گئے

"دائمہ بھول جاؤں نا" ضاریہ آگے آئی

"پلیز ضاریہ میرے پاس ان سے بڑے مسلے ہیں" سرسری سا کہتے وہ واپس کمرے کی طرف بڑھ گئی اور ضاریہ نے بھیگی نظروں سے اس کی پشت دیکھی تھی

اس نے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تھا. سرخ آنکھوں اور بگڑے بالوں کے ساتھ وہ اندر داخل ہوا تھا لیکن اندر کا حال دیکھتے وہ ساکت ہو گیا تھا کمرے کی ہر چیز بکھری ہوئی تھی مگر اس کی نظریں تو اس پر جمی تھی اس کے چہرے پر زخم ہی زخم تھے اور اس کے کپڑے اسے ڈھکنے کے لیے ناکافی تھے شفیق تیزی سے آگے بڑھا تھا

"فری"اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتے اس نے اپنی جیکٹ اتار کر فریحہ پر پھیلا دی تھی اور تب ہی اس کی نظر اس کی گردن اور کندھے پر گئی تھی جہاں زخم کے بے شمار نشان تھے۔ سفید کارپٹ اطراف سے جگہ جگہ سے سرخ ہو رہی تھی۔ باتھ روم کا دروازہ کھلا تھا اور شاہ زین باہر آیا تھا۔ شفیق نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اس کی آنکھیں ضبط سے لال ہو گئیں تھیں اور گردن کی نسیں تن گئیں تھیں

"جانی تو یہاں"وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا تھا۔ شفیق دیوانہ وار اس کی طرف بڑھا تھا گریبان سے اسے پکڑتے اس نے دیوار سے لگایا تھا

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے ہاتھ لگانے کی"وہ دھاڑا تھا

"کیا ہوا ہے شفیق"اس نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں خون تھا

"میں نے تجھے منع کیا تھا کل رات کے تو اسے نہیں ہاتھ لگائے گا بول کیا تھا نا منع"وہ جنونی انداز میں اس کا گریبان دوبچے ہوئے تھا

"پاگل ہو گیا ہے"شاہ زین نے جھٹکے سے اسے دیوار سے لگایا تھا"کیا ہو گیا ہے تجھے شفیق ہوش کر"اسے جھنجھوڑتے وہ پیچھے ہوا

New Era Magazine

"یہ تو نے کیا کیا شاہ زین انتی بے دردی یہ میں نے کیا کر دیا" بالوں میں انگلیاں پھسائے وہ کسی بچے کی طرح روتے زمین پر بیٹھتے چلا گیا تھا

"کیا ہوا ہے جانی بتانا مجھے" شاہ زین فکر مندی سے اسے دیکھا رہا تھا

"میری محبت ہے وہ شاہ زین میری روح کا حصہ اور اپنی محبت کو میں نے اپنی ہاتھوں سے ہی برباد کر دیا یار"

"تو چل جہاں سے" شاہ زین نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا تھا تب ہی ایک نوکرانی اندر آئی تھی

"اسے جس ہسپتال چھوڑنا ہے میں نے خالد کو بتادیا ہے کمرے کا ایک ایک سمان بدل ڈالو پینٹ تک" نوکرانی کو بتاتے وہ شفیق کو اپنے ساتھ لے گیا تھا

سودیس نے خفگی سے بیڈ پر سر جھکائے بیٹی حرمین کو دیکھا تھا جو کینولے میں انجکشن لگو رہی تھی

New Era Magazine

"سب ماشاءاللہ ٹھیک ہے لیکن ان آخری مہینوں میں فوڈ پوائزننگ ہونا غلط ہے سودیس صاحب ان باتوں کا خاص خیال رکھیں یہ روز روز یہ حرکتیں کرتی رہیں تو کیسے چلے گا" ڈاکٹر کے لہجے میں خفگی تھی

مجھے اندازہ ہی نہیں ہوا کے اس نے کب وہ کیک کھایا" "

"سودیس صاحب اسے بڑا کریں وہ بچی نہیں رہی اسے سمجھائیں اگر یہ حرکتیں رہی تو پھر ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا خیر کچھ دوائیاں دے رہی ہوں دیں اور انشاءاللہ دو ہفتے بعد آپ انہیں ہسپتال لے آئیں" ڈاکٹر کی بات پر اس نے سر ہلایا تب ہی حرمین باہر آئی تھی۔ وہ دونوں خاموشی سے باہر آئے تھے اپنے گھر کی طرف بڑھتے اس نے حرمین کے کندھے پر اپنا بازو پھیلایا تھا۔

"سوری سودیس" وہ شرمندگی سے بولی

"مجھ سے بات مت کرو بلکل بھی" اس کے لہجے میں برہمی تھی۔ حرمین رک کر اس کے سامنے آئی تھی

"سودیس میرا دل کر رہا تھا نا مجھے نہیں پتا تھا کے وہ کیک ایسی حالت کر دے گا میری" وہ منمنائی تھی

New Era Magazine

"میں گھر جا کر سب نوکروں کو سٹ کروں گا اور تم حالت دیکھی تھی اپنی اگر کلینک میں اس وقت ڈاکٹر نا ہوتی تو کیا ہوتا ہاں۔۔ لیکن میڈم کے لیے تو زیادہ ضروری ان کا کیک ہے" وہ خفگی سے بول رہا تھا اور وہ سر جھکائے سن رہی تھی

"بے بی کو سودیس میں آپ کی سب شکایتیں لگاؤں گی" وہ بڑبڑائی تھی اور سودیس نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا تھا

"سر وہاں کوئی ہے" گارڈ کی آواز پر وہ پلٹا تھا حرمین کو ہاتھ سے پیچھے رہنے کا اشارہ کرتے وہ آگے بڑھا وہاں آس پاس سے بھی گارڈ اکھٹے ہو گئے تھے سودیس نے آگے بڑھتے انہیں بھی پیچھے رہنے کا اشارہ کیا تھا وہ سامنے درخت کی طرف آیا تھا جہاں کوئی وجود تھا مگر دو درختوں میں وہ دور سے واضح نہیں ہو رہا تھا۔ سودیس تیزی سے اس کے سر پر پہنچا تھا وہ کوئی لڑکی تھی جس کا منہ دوسری طرف تھا لیکن اس کا لباس اسے ڈھکنے کے لیے ناکافی تھا سودیس نے تیزی سے اپنی جیکٹ اتار کر اس پر ڈالی تھی اور دو قدم پیچھے ہوا تھا

اندر سے چادر منگواؤ" وہ بولا تھا "حرمین تم اندر جاؤ" حرمین جو کچھ بولنے والی تھی سودیس کے اٹل لہجے پر خاموشی سے اندر کی طرف چل پڑی تھی کچھ دیر بعد دو ڈاکٹر اور ایک نرس باہر آئی تھی سودیس نے ہاتھ سے ہی نہیں دور رہنی کو کہا تھا نرس سے چادر

New Era Magazine

لیتے اس نے لڑکی پر اچھی طرف پھلا دی تھی اور پھر احتیاط سے اسے موڑا تھا۔اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا وہ فریحہ اور اس کی حالت۔۔۔۔

"فوراًاندر شفٹ کرو اور جلدی ڈاکٹروں کو فون کرو ہسپتال پہنچیں" فکر مندی سے کہتے وہ فون نکالے آگے بڑھ گیا تھا

وہ لوگ بوجھل قدموں کے ساتھ ہسپتال آئے تھے سودیس کے فون پر دائمہ اور زیان گھر سے سیدھا وہاں آگے تھے راستے میں ان نے ارزم کو بھی فون کر دیا تھا لیکن ساتھ یہ بھی تاکید بھی کر دی تھی کے فلحال گھر میں فریحہ کا نا بتائیں۔اوپری منزل پر انہیں سامنے ہی سودیس مل گیا تھا

"فریحہ کہاں ہے" ارزم تشویش سے بولا

"بھابھی زیان اور ارزم وہ ٹھیک نہیں ہے" سودیس کی بات پر نے ان پر آسمان توڑا تھا

"ک۔۔۔کیا ہوا" دائمہ کی آنکھوں میں آنسو لہرائے

"زیاتی ہوئی ہے اور دوسے زیادہ لوگوں تھے" سودیس نے انہیں دیکھا تھا جن کے رنگ سفید پڑھ گئے تھے

"نہیں" دائمہ روتے ہوئے وہاں موجود کرسی پر بیٹھ گئی تھی

"جسمی ٹارچر کے ساتھ زہنی ٹارچر بھی ہوا ہے دو منٹ پہلے ہوش میں آئی تھی لیکن وہ بلکل حواس میں نہیں ہے" سودیس نے ارزم اور زیان کو دیکھا تھا جو ساکت تھے

"کہاں ہے فری" دائمہ نے اٹھتے ہوئے پوچھا تھا تو سودیس کے اشارے پر وہ سامنے کمرے کی طرف چل دی تھی۔

"دیکھو ارزم اور زیان تم دونوں ان لمحوں کے لیے تیار تھے جب وہ پہلے دن ہی باہر رہی تھی تو میں نے یہ ہی سمجھایا تھا تم لوگوں کو۔۔۔لیکن اب وہ جس حالت میں ہے انکل آنٹی دائمہ کو ہمت اور حوصلہ دینا تم لوگوں نے شاہ باش جاؤ اپنی بہن سے ملو وہ اب بھی بے قصور ہے" سودیس نے آگے بڑھ کر ان کا کندھا تھپتھپایا تھا۔دائمہ نے بہت سے ہمت جمع کرتے دروازہ کھولا تھا سامنے بیڈ تھا اور ایک طرف بنی شیشے کی کھڑکی سے آتی دھوپ سیدھی اس پر پڑھ رہی تھی۔ہاتھوں پر کھانے کی نلکیاں اکسیجن ماسک اور ای سی جی مشین کی چلتی لائنز۔۔اس کی آنکھیں بری طرح سوجی ہوئی تھی اور چہرہ تھپر کی نشان اور بہت سے نشانات سے داغ دار تھا۔ارزم اور زیان بھی دائمہ کے پیچھے ساکت

New Era Magazine

ہو گئے تھے۔دائمہ نے کانپتے قدم آگے بڑھے تھے ایک, دو اور تین اب اور آگے بڑھنا اس کے لیے محال تھا سفید ہسپتال کے گائون میں اس کے آدھے بازو نمایا تھے جو جگہ جگہ سے اس کی ساتھ کی جانے والی درندگی ثابت کر رہے تھے۔دائمہ نے نظر اٹھا کر اس کی گردن کو دیکھا تھا۔نیل اور زخموں کو دیکھتے وہ کانپتے موجود کے ساتھ پیچھے ہوئی تھی زیان نے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے تھالیا تھا

"ز۔۔۔زیان فری کو دیکھیں۔۔یں۔۔یہ سب کیا ہو گیا" وہ اس کے سینے سے لگی سسک رہی تھی ارزم نے آگے بڑھ کر اس کے اوپر اوڑھی سفید رضائی کو گردن تک اس پر کر دیا تھا۔زیان نے اتنے دور سے بھی اس کے ہاتھوں میں واضح لڑکھڑاہٹ محسوس کی تھی

"سب ٹھیک ہو جائے گا" زیان نے دائمہ کو اپنے سے دور کرتے سمجھایا تھا جو سر جھکائے رو رہی تھی۔سنبھلنے کے لیے ٹائم س کو چاہیے تھا

"فلائٹ ہے کچھ دیر بعد کی ہماری اب مجھے تیری آواز نا آئے" شفیق کا سمان پیک کرتے وہ سختی سے بولا تھا شفیق سر جھکائے ہاتھ میں شراب کا گلاس تھامے بیڈ کے سائڈ پر بیٹھا

ہوا تھا" تو سن رہا ہے نا شفیق" شاہ زین نے بغور اس کے جھکے سر کو دیکھا تھا اس نے سر اٹھایا تھا

"وہ کہاں ہے" اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا

"شفیق ہوش کر یار چھوڑ دے اسے وہ زیان کی سالی ہے وہ ہوش میں آئی تو سب سے پہلے ہمارا نام لے گی اور تجھے اور مجھے سزا سے کوئی نہیں بچا سکے گا" شاہ زین چڑ کر بولا تھا

"نہیں چھوڑ سکتا" وہ چیخا تھا اس کی آنکھیں سرخ پڑھ گئیں تھیں "یہ کیا کر دیا میں نے اپنے ان ہاتھوں سے اسے برباد کر دیا میں نے شاہ زین وہ منتیں کرتی رہی میری وہ۔۔۔ وہ کہتی رہی شفیق مت کرو میں کیسے جیوں گی۔۔۔ مگر میں۔۔۔ میں کیسے اتنا سنگ دل ہو گیا۔۔۔ اس کی پہلی ہچکی کے ساتھ ہی میری زندگی کی ڈور کیوں نا ٹوٹ گئی" وہ پچتاوے کی آگ میں جل رہا تھا

"جانی مجھے نہیں اندازہ تھا تیرا اس کے ساتھ سیریس والا سین" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے شفیق نے میری قوت سے شراب کا گلاس اس کی طرف پھینکا تھا جو اس کے پیچھے دیوار سے لگ کر کرچی کرچی ہو گیا تھا

"سین نہیں منگنی ہوئی تھی میری بیوی بنے والی تھی وہ" وہ چلایا تھا شاہ زین ساکت اس کے جنون کو دیکھ رہا تھا

"ش۔۔۔ شفیق" شاہ زین نے خوف سے اسے دیکھا تھا

"میرے اندر آگ ہے شاہ زین جو مجھے جلا رہی ہے۔اس کی رات کی سسکیاں اور منتیں مجھے پل پل مار رہی ہیں" وہ بے بسی سے سر تھامے بولا تھا" مجھے اس سے ملنا ہے ہاں مجھے اس سے ملنا ہے" وہ بڑبڑاتے اٹھا تھا

" پاگل ہے وہاں پولیس ہے وہ جانتا بھی ہے کس کی سیفٹی میں ہے ڈی سی پے وہ یہاں کا "شاہ زین نے اپنی بات پر زور دیا تھا" دیکھ سب جانتے ہیں تو اور میں باہر جا چکے ہیں فلائٹ کی ڈیٹیل سب یہ ہی بتاتی ہے میں نے پہلے بہت مشکل سے سب کیا ہے" شاہ زین نے اسے کندھوں سے تھاما تھا

"بس ایک بار خدا کا واسطہ ہے ایک بار اسے دیکھنے لوں" وہ منت پر اتر آیا تھا

"پھر تو خاموشی سے انگلینڈ چلے گا"

"ہاں جاؤں گا" شاہ زین سر ہلا کر پیچھے ہوا

New Era Magazine

"میں کچھ کرتا ہوں تم نکلو اور ٹائم سے آجانا" شفیق سر ہلا کر تیزی سے باہر نکلا تھا اور شاہ زین نے فوراً فون نکالا تھا

اس نے گیڈ سے اندر قدم رکھا تھا۔ کالی جینز اور کالی شرٹ پر براؤن لیدر کی جیکٹ پہنے اس نے پی کیپ اور ماسک سے چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔ وہ اندر آیا تو ریسپشن پر ہی اسے نرس مل گئی تھی

"یہ لیں یہ انجکشن ڈرپ میں لگانا ہے اور جلدی واپس آنا" ٹرے جس میں مختلف انجکشن وغیرہ موجود تھے اس نے شفیق کی طرف بڑھایا تھا۔ سر کو اثبات میں ہلاتے وہ اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا بوجھل قدموں کے ساتھ وہ اوپر آیا تھا سامنے دائمہ سمیرہ ضاریہ زیان ارزم اور آبد ملک موجود تھے۔ وہ ان کے بیچ سے گزر کر آگے بڑھ گیا تھا کسی نے اسے روک کر پوچھا نہیں تھا کیونکہ صبح سے ہی فریحہ کا بہت خیال رکھا جا رہا تھا وہ اندر آیا تو قدم تھم گئے تھے ایسے لگا تھا وہ اب کبھی چل نہیں چکے گا وہ سامنے ہی لیٹی تھی اور نرس اس کی ہونٹوں سے نکلتے خون کو صاف کر رہی تھی۔ شفیق نے ساکت

New Era Magazine

نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا اور پھر نظر اس کی گردن سے پھسلتی بازوں پر گئی تھی۔

"یہ انجکشن لگا دینا" نرس اس پر رضائی درست کرتے وہاں سے چیزیں اٹھاتی انکل گئی تھی شفیق شل سا چلتے اس تک آیا تھا ٹرے کو ایک طرف رکھا تھا

"میں معافی کے قابل نہیں ہوں فری یہ کیا کر دیا میں نے" اس کے ہاتھ کو تھامے اس کی ہیزل آنکھیں بھیگ گئیں تھیں "مجھے معاف کر دو فری میں مر جاؤ گا اس آگ میں میں نے کیا کر دیا میں کیسے اس کی باتوں میں آگیا اب میں کس منہ سے اسے کچھ کہوں میں تو خود اپنی ہونے والی بیوی کی حفاظت نہیں کر سکا مر جانا چاہیے "ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر سید ھا فریحہ کے ہاتھ پر گرا تھا۔۔۔اس کا ہاتھ ہلا تھا شفیق چونکہ تھا

"نہیں۔۔۔نہیں" وہ سر دائیں بائیں ہلاتے بڑبڑا رہی تھی "نہیں مجھ سے دور رہو" اس کے چہرے پر تکلیف تھی درد تھا

"میں ساتھ ہوں فری پلیز فری" اس نے زور سے اس کا ہاتھ تھاما تھا

"آہ۔۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔۔خدا کے لیے "اب وہ چلا رہی تھی اس کی نیلی آنکھیں کھول گئیں تھیں۔ شفیق جھٹکے سے پیچھے ہوا تھا۔وہ چلا رہی تھی اس نے ڈرپ کو نوچ کر اتارہ تھا دروازہ کھلا تھا دائمہ اور زیان سب سے پہلے اندر آئے تھے پیچھے سب تھے

New Era Magazine

"بس بس میں ہوں" دائمہ اور سمیرہ نے اسے پکڑا تھا

"مجھے مت ہاتھ لگائیں" وہ ان کے گرفت میں مچل رہی تھی شفیق تیزی سے باہر نکلا تھا ضبط ٹوٹا تھا ایک کے بعد ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکلتا ماکس میں جذب ہو رہا تھا اس نے دیوار سے ٹیک لگائے گہرے گہرے سانس لیے تھے

"سب چلیں جائیں" وہ چلائی تھی۔ نرس نے اسے ایک انجکشن لگایا تھا

"بس فری" ارزم نے اس کا ہاتھ تھاما تھا اس نے خالی خالی نظروں سے اطراف میں دیکھا تھا

"جھوٹ بولا تھا آپ نے" وہ زیان کو دیکھتے چلائی تھی زیان چونکہ

"کیا کہا تھا میں نے" وہ نرمی سے بولا

"کہاں ہے شفیق ہاں اسے کہیں دیکھے نا مجھے" اس کی آنکھیں بند ہوئی تھیں

شفیق تھم گیا تھا اس کی روح لرز گئی تھی۔ وہ پیچھے ہوا تھا اور تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا اس اتنی سردی میں بھی پسینے سے تر ہو رہا تھا وہ گاڑی میں آیا تھا اور ماکس اتار کر زور پھینکا تھا

"کہاں ہے شفیق ہاں اسے کہیں دیکھے نا مجھے" وہ الفاظ نہیں تھے شفیق کے لیے کانچ تھا جو اس کے دل کو چیڑ گیا تھا بے بسی سے اس نے سر کو اسٹیرنگ سے لگا کر آنکھیں موند لیں تھیں آنسو ویسے ہی بہے جا رہے تھے

اس شہر میں ایسی بھی قیامت نہ ہوئی تھی

تنہا تھے مگر خدسے تو وحشت نہ ہوئی تھی

اب سانس کا احساس بھی۔۔۔ایک بار گراں ہے

خود اپنے خلاف ایسی بغاوت نہ ہوئی تھی

اب تیرے قریب آ کے بھی کچھ سوچ رہا ہوں

پہلے تجھے کھو کر بھی ندامت نہ ہوئی تھی

ہر شام ابھرتا تھا اسی طور ہی مہتاب

لیکن دل وحشی کی یہ حالت نہ ہوئی تھی

خوابوں کی ہوا اداس۔۔۔۔جب تک مجھے

New Era Magazine

یوں جاگنا رہنا۔۔۔میری عادت نہ ہوئی تھی

"سر آپ مجھے ایسے کیس نہیں دے سکتے میرے پاس پہلے ہی بہت کام ہے" شہراز جھنجھلا کر بولا

"میرا دماغ مت خراب کرو شہراز" وہ سختی سے بولا تھا ایک سر پر آتی پیشیوں کی ٹینشن اوپر سے فریحہ کا مسلہ وہ بہت ڈیپرس تھا۔فریحہ جب بھی ہوش میں آئی تھی اس کی چیخیں اور منتیں ہی سنے کو ملی تھیں۔اس کے پاس آج ارزم اور ضاریہ رکے تھے

"سر آپ ٹھیک ہیں" شہراز فکر مندی سے بولا تھا

"دو دن سے فریحہ غائب تھی اب ملی ہے تو" وہ رکا "گینگ ریب ہوا ہے اس کے ساتھ" شہراز کو لگا تھا اس کے پیروں سے زمین کھچ گئی تھی

"وہ ٹھیک ہے سر" وہ اتنا ہی بول سکا تھا

"وہ حواس میں نہیں ہے" وہ دھیرے سے بولا

"سر میں مینج کر لوں گا آپ فکر نا کریں" شہراز نے فون بند کیا وہ گھر پہنچ چکا تھا گھر میں داخل ہوتے اس نے وقت دیکھا تھا گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی۔وہ سیدھا کمرے میں آیا تھا دروازہ کھولتے اس کی نظر سیدھی دائمہ پر گئی تھی جو بیڈ سمبھال رہی تھی۔ آج کتنے دونوں بعد وہ اسے اس کمرے میں نظر آئی تھی زیان کوٹ کو اتار کر دائمہ کی طرف بڑھتے وہ خاموشی سے ڈریسنگ میں چلا گیا تھا۔اس کے نہا کر نکلنے تک وہ اس کے لیے چائے لے آئی تھی

"شکریا" چائے کو تھامتے وہ صوفہ پر بیٹھا تھا اور پھر ساتھ بنے بک شیلف سے اپنی لا کی کتابیں نکال کر وہ اب کام کی طرف متوجہ ہوا گیا تھا

"زیان" دائمہ نے نیم داز اس کو آواز دی تھی

"ہمم" کتاب سے کچھ پیپر پر لکھتے وہ مصروف سے انداز میں بولا تھا

"فریحہ کا کیس کون لڑے گا" اس نے سرسری کہا۔زیان کا ہاتھ رکا تھا

"تم لوگ کیس کرو گے" پین چھوڑتے وہ پیچھے ہو کر بیٹھ گیا تھا

"کریں گے بابا بھی تیار ہیں فریحہ ایک بار نام لے لے ہم ان ملزمان تک پہنچنے کے لیے ہر حد تک جائیں گے" وہ ایک عزم سے بولی تھی

New Era Magazine

"فریحہ وہاں کے الزامات کیسے فیس کرے گی سوچا ہے" وہ سنجیدگی سے بولا

"وہ سب دیکھا جائے گا لیکن آپ کیس لڑیں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ امید سے بولی تھی زیان کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا تھا

"ٹھیک ہے دیکھتا ہوں میں" نرمی سے کہتے وہ دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گیا تھا اور دائمہ سر ہلاتے لیٹ گئی تھی۔آج کوئی تلخ بات ان کے بیچ نہیں ہوئی تھی

شفیق جہاز میں آنکھیں موندے بیٹھا تھا شاہ زین سے کہیں باتیں اس کے ذہن میں گھونج رہی تھیں۔

"مل لیا تو" شاہ زین نے اسے لاؤنج میں سر تھامے دیکھا

"ہاں اور مر گیا ہوں میں" وہ آنکھیں میچ گیا تھا

"پاگل ہو گیا ہے تو کچھ دیر اور رکے نا تو وہ نام لے لے گی اور دونوں ساتھ پھانسی پر چڑھیں گے" وہ غصے سے بولا تو شفیق اٹھ تھا

"بولنے کے قابل چھوڑا ہی کہاں ہے اسے" وہ تلخی سے ہنسا

"دیکھ شفیق تو جزبات میں ہے جزبات اترے تو تو سوچ کے جب سب کے سامنے بات آئے گی تو کیسا لگے گا تیرا خاندان کیا کرے سوچے گا"

"چل تو رہا ہوں" وہ چڑ گیا تھا۔جہاز میں ٹیک آف کی خبر پھیلی تو وہ ماضی سے حال میں لوٹا تھا۔شاہ زین ساتھ ہی بیٹھا موبائل میں مصروف تھا۔اب اسلام آباد ان کے پیروں کے نیچے تھا۔اس نے کھڑکی سے نیچے دیکھا تھا جہاں مختلف رنگوں کی روشنیاں نظر آ رہی تھی

"تو ہم نکل ہی گئے دبے پاؤں تمہارے کہانی سے" تلخی سے کہتے اس نے آنکھیں بند کر کے سر پشت سے لگا دیا تھا۔اچانک ہی اس کی نظروں کے سامنے عدالت کا منظر آیا تھا سفید ڈوپٹے میں اس کا گھبرایا ہوا چہرہ اور بھی دلکش لگ رہا تھا۔اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے "بیٹھ جائیں میں کون سا گھر سے لائیں ہوں" مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

"خداحافظ میری محبت۔۔بغیر کسی حق کے میں تم پر برس گیا مگر یقین مانو میرے دل میں کھوٹ تھا مگر محبت خالص تھی۔وقت غلط تھا،طریقہ ناجائز تھا،نفس بہک گیا تھا مگر پچھتاوہ سچا ہے لیکن کہتے ہیں نا اب کیا ہوت جب چڑیا چک گئی کھیت۔میں بھی ایسا ہی ہوں شیطان نے بھٹکا دیا،نفس بہک گیا،پیاس بڑھ گئی اور میرا عشق دور کھڑا ہو گیا پھر

شیطان ہنس دیا، نفس پرسکون ہو گیا اور پیاس بجھ گئی پھر پچھتاوے نے سر اٹھایا محبت رو دی اور میں ٹوٹ گیا بکھر گیا مجھے لگا میری محبت تجھے برباد کر کے میں پرسکون ہو جاؤں گا میں غلط تھا فری ایک دفعہ میرا دل دیکھو یہ تو میں ہی برباد ہو گیا۔نہ اب نفس پرسکون کرنے آیا، نا شیطان دلاسہ دینے آیا اور ناہی پیاس زہر دینے آئی اور پھر اوپر سے سزا آئی اور وہ تھی زندگی۔روح نے بغاوت کی اور کہا جا شفیق حمدان بلوچ تو روز پچھتاوے کی آگ میں جلے گا اور رات تو اس کی سسکی پر سسکے گا۔نا تیری ڈور کٹے گی اور نا تجھے زندگی ملے گی اور یہ ہی ہو رہا ہے تمہارے سسکنے پر میں سسک رہا ہوں مگر عرش پر شور کس کی سسکی کا ہے وہ تمہاری سسکی ہے۔میری معافی پہنچنے سے پہلے ہی تمہاری سسکی گھو نجتی ہے اور پھر میری سسکی میرے منہ پر پچھتاوے کی صورت ماردی جاتی ہے زندگی کی سزا بہت بری ہے مگر پچھتاوے میں جلنا اس سے بھی زیادہ تکلیف دے ہے۔ جھج گئی میری پیاس، بیک گیا نفس اور کرلی محبت کی بربادی اور اب پچھتاوہ مجھے جلا رہا ہے ہو گئی زندگی برباد۔خوش ہو جاؤ فری شفیق ہمدان بلوچ برباد ہو گیا۔تم برباد ہوئی تو وہ بھی برباد ہو گیا پچھتاوے کی آگ نے اسے مار ڈالا خوش ہو جاؤ تمہاری آہ نے عرش ہلا دیا اور میری معافی میرے منہ پر ماردی گئی خدا حافظ میری محبت تمہیں میری بربادی مبارک ہو تمہیں جیت مبارک ہو" اس نے موبائل کی سکرین پر ٹچ کیا تھا اور میسج چلا گیا تھا وہ

اداسی سے مسکرایا تھا ایک آنسو آنکھ سے ٹوٹ کر شرٹ کے کالر میں جذب ہوا تھا۔اس نے بیجھا تھا پیغام اس کے نام ہاں اس کی بربادی کا آخری پیغام اس کے عشق کے نام۔۔۔آسلام آباد دور رہ گیا تھا کہیں رود۔۔۔یادوں کے ساتھ۔۔۔۔

بوجھل آنکھوں کو مشکل سے کھلتے اس نے روشنی کو محسوس کیا تھا مگر پھر آنکھیں بند کیے اس نے روشنی سے منہ موڑ لیا تھا۔۔دل نے شیدت سے کہا تھا کے زندگی کی خوشبو ایک بار پھر اس سے روٹھ جائے وہ موت کا اندھیرا تکلیف دے نہیں تھا جتنا یہ سفید اجالا۔بند آنکھوں نے ایک بار پھر وہ ہی تکلیف دے منظر آنکھ کے پردے پر نمایا کیے تھے۔۔۔اور اس پل فریحہ کو اپنا وجود اس کالی اندھیری قبر میں جلتا محسوس ہوا تھا ۔۔آنکھوں کو سختی سے میچے اس نے آگ میں جلتے وجود سے اٹھتی درد کی تکلیفوں کو ضبط کیا تھا۔۔اسے اپنے ہاتھوں پر وہ ہی لمس محسوس ہوا تھا وہ ہیزل آنکھوں سے جھلکتی بے انتہا محبت اور اس پر چھائی وحشت۔فریحہ نے بیڈ شیٹ کو مضبوطی سے مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔"اس کے ملبوس سے شرمندہ قبائے لالا "آنکھوں سے ٹوٹتا موتی اس کی گال سے پھسلتہ چلا گیا تھا

"فریحہ مجھے تم سے محبت ہے""""ہم جو پاگل تھے تو بے وجہ نہیں تھے پاگل ایک دنیا تھی مگر اس کی دیوانی لوگوں۔۔۔۔ہاہاہا"اسے اپنا وجود پانی میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا وہ

سانس لینا چاہ رہی تھی خود کو کالے اندھیرے سے نکالنا چاہ رہی تھی "کاش یہ وقت تھم جائے "اس نے اپنے سر کو دائیں سے بائیں ہلایا تھا وہ جاگ کیوں نہیں رہی تھی وہ ہنسی وہ محبت سے پھونکا گیا صور۔۔۔۔

"فری۔۔فری "وہ آواز ایک امید کی کرن بن کر اس کالی قبر میں آئی تھی "پھر سب پلین کے مطابق ہوا "وہ سپاٹ لہجہ

"فری ہوش کرو "کوئی اسے ہلا رہا تھا۔۔ شفیق دو قدم آگے آیا تھا اور پھر وہ اس پر جھکا تھا

"آہ۔۔۔۔ "ایک چیخ بلند ہوئی تھی اور وہ اندھیرا ٹوٹ گیا تھا۔ دائمہ اس پر جھکی اسے کچھ کہہ رہی تھی زیان بھی پاس تھا۔۔ڈاکٹر نرس۔۔نہیں تھا تو وہ نہیں تھا جو محبت پر یقین دلا کر روح کو ہی ڈس گیا تھا۔ تیزی سے چلتی دھڑکن اور آنکھوں سے برستے آنسوؤں نے جیسے حواس بیدار کیے تھے

"فری "دائمہ نے اس کا ہاتھ تھاما

"میں زندہ کیوں ہوں دائمہ "خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتے وہ لڑکھڑاتی آواز میں بولی تھی

"ایسے نہیں کہتے فری دیکھو سب ٹھیک ہو جائے گا" دائمہ نے اس کا ہاتھ چوما تھا

""فری ٹھیک ہونا" زیان اس کی دوسری طرف اس کے قریب آیا تھا

"نہیں "روتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلایا تھا" بہت بری ہوں بھائی بہت" پھوٹ پھوٹ کر روتے اس نے ہاتھ منہ پر رکھتے اپنی سسکیوں کو دبایا تھا

"فری بس اتنا خود پر ظلم مت کرو تمہیں پتا ہے نا تمہیں دل کا مسلہ ہے یہ نا ہوں کوئی بڑا نقصان ہو جائے" دائمہ نے نرمی سے اس کے آنسوں صاف کیے تھے

"بڑا نقصان اور کیا ہو گا دائمہ میرا محافظ ہی مجھے لے ڈوبا" دائمہ اور زیان ساتھ چونکے تھے

""کون فریحہ کس کی بات کر رہی ہوں" زیان نے بے یقینی سے پوچھا تھا

"شفیق وہ شاہ زین کا کزن تھا وہ دونوں مجرم ہے میرے" کچھ ٹوٹا تھا اور وہ تھی زیان شیخ کی انا جو آسمان سے گرنے والے شیشے کی طرح چکنا چور ہو گئی تھی۔۔۔وہ بیسٹ تھا ۔۔۔ برم ٹوٹ گیا تھا۔۔اس نے سائڈ ٹیبل کو مضبوطی سے تھاما تھا۔ دائمہ نے بے یقینی سے پہلے زیان اور پھر رخ موڑ کر روتی فریحہ کو دیکھا تھا۔ غصے سے وہ زیان کی طرف آئی تھی

New Era Magazine

"بے حس انسان "اس کا گریبان پکڑے وہ دکھ سے چلائی تھی "میری زندگی خراب کردی تھی نا کیوں پھر میری بہن کے ساتھ یہ کیا" زیان بس ساکت اسے دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں میں دکھ اور تکلیف تھی "برباد کردیا میری بہن کو تم نے "زیان نے اسے تھامے کی کوشش کی تھی

"دائمہ بھائی کا کوئی قصور نہیں ہے "فریحہ اٹھ کر بیٹھتے بولی تھی

""""تم نے مجھے برباد کیا اور اب بدلہ فریحہ سے لیا" وہ چیخی تھی

"پاگل تو نہیں ہو بہن ہے میری مجھے دل اور جان سے عزیز ہے" سختی سے کہتے وہ کمرے سے نکل گیا تھا جبکہ دائمہ فریحہ کے گلے لگے رو دی تھی

"کہاں ہے وہ احسان فراموش نکالو اسے باہر "ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھتے ہی وہ دھاڑا تھا۔ارسلان نے چونک کر اسے دیکھا تھا رابعہ اور سیما بھی وہاں ہی موجود تھے

"کیا ہوا ہے زیان "ارسلان اس کی طرف بڑھا تھا۔زیان نے باقی کا راستہ تہ کرتے اس گریبان کو پکڑا تھا

"تم لوگوں کی عزت، نام سب واپس لانے کے لیے میں نے دن رات ایک کر دیا گولی تک سہہ لی اور تم لوگوں نے میرے گھر کی عزت کو کہیں کا نہیں چھوڑا" ایک مکا ارسلان کے منہ پر مارتے وہ دھاڑا تھا

"زیان مجھے بتاؤ تو" ارسلان مشکل سے سمبھالا تھا

"تمہارے بھائی نے میری بہن کو ہاتھ کیسے لگایا" اس نے اپنی لال آنکھیں ارسلان کے چہرے پر جمائیں تھیں جس کا رنگ بدل گیا تھا وہ سفید ہو گیا تھا لٹھے کی مانند سفید۔ زیان پھر ارسلان کی طرف بڑھا تھا لیکن رابعہ جلدی سے اس کے بیچ آئی تھی

"بھائی قسم لے لیں ہمارا شفیق سے کوئی رابطہ نہیں ہے" زیان رکا تھا اور پھر غصے سے ارسلان کو دیکھا تھا

"چھپا لو اسے اور ساتھ اس کے کتوں کو لیکن یاد رکھنا اسے عمر قید کی سزا میں نے نا کروا سکا تو اپنی ہاتھوں سے قتل کر دوں گا یہ میرا وعدہ رہا ارسلان" غصے سے پھنکارتے وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا تھا

"شفیق یہ کیا کیا" سمیا نے سر تھام لیا تھا

"لعنت ہے ایسے بھائی پر" افسوس اور غصے سے کہتے وہ کرسی ٹھوکر مارتے سیڑھیوں کی طرف چلا گیا تھا

آفس کے ایک کمرے میں وہ اس وقت بہت سی سوچوں میں گم بیٹھا تھا۔ سر کو کرسی کی پشت سے ٹکائے ٹانگیں ٹیبل پر رکھے ایک بازو آنکھوں پر رکھے دوسرے میں سگریٹ پکڑے وہ کسی اور ہی جہاں میں تھا۔

"میں ماما کو منع کر دوں گی مجھے آپ کے کسی رشتے پر اعتبار نہیں ہیں" سگریٹ کو منہ سے لگاتے اس نے کش لیا تھا اور پھر اسے فضا کے سپرد کر دیا تھا

"اپنی بہن کا مستقبل خراب کریں گی شفیق بہت اچھا لڑکا ہے" زیان جھٹکے سے سیدھا ہوا تھا ایش ٹرے میں سگریٹ کو مسلتے اس نے اپنی لال ہوتی آنکھیں میچ لیں تھیں

"میرے ماں باپ کا بھی یہ ہی خیال تھا" اس نے چہرہ جھکا لیا تھا

"تم بے حس ہو" دل میں اٹھتے درد کو دوباتے وہ اٹھا تھا کوٹ جو بازو پر ڈالتے وہ تیزی سے آفس سے نکل گیا تھا

New Era Magazine

\-------------------

ہسپتال کا ماحول پر سکون تھا۔۔۔آبد ملک، ارزم، باہس شیخ باہر کولیڈور میں ہی موجود تھے

"کیس کر رہے ہو تم لوگ" باہس شیخ نے سنجیدگی سے آبد ملک کو دیکھا تھا

"ہاں کر رہے ہیں اور زبان سے کہیں گے وہ ہی کیس لے" آبد ملک کی بات پر ان نے محض سر ہلایا تھا۔ دروازہ کھلا تھا اور ایک ڈاکٹر ثمرین اور سمیرہ کی ہمرہ باہر آئیں تھیں

"کیا ہوا ڈاکٹر" ارزم نے فکر مندی سے پوچھا تھا

"ہمیں لگا تھا کے وہ آج اپنے حواس آ گئیں ہیں مگر ہم غلط ہے وہ تو آپ میں سے کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی"

"مگر ایسا کب تک ہو گا" سمیرہ نے بھیگی آواز میں ڈاکٹر کو مخاطب کیا

"جب تک فریحہ خود ہمت نہیں کرے گی۔۔۔باقی فکر نا کریں وہ نکل آئے گی اس فیس سے" ڈاکٹر مسکرا کر کہتے وہاں سے چلی گئی تھی۔۔اور پیچھے ایک بار پھر بوجھل خاموشی چھا گئی تھی

دائمہ فون کان سے لگائے دوسری طرف مسلسل بجتے فون کے اٹھنے کے انتظار میں تھی ۔بالوں کو جوڑے کی صورت بنائے سمپل میں کالی شلوار قمیض پہنے گلے میں ڈوپٹا لیے وہ بیڈ کے ایک طرف کھڑی تھی

"ہاں دائمہ "ارزم کی آخر فون پر آواز ابھری تھی

ہاں رکو" "

"ہاں دائمہ "فریحہ کی دھیمی آواز فون پر گھونجی تھی

"فریحہ سے بات کرادو "

" کیسی ہو میری جان "دائمہ نے ہلکے پلکے انداز میں اسے مخاطب کیا تھا

""""کوشش کر رہی ہوں یار زندہ رہنے کی "اس کی آواز بھیگ گئی تھی

"فری ایسے مت کہو دیکھو تم خود ہمت کرو گی یار خود کو مضبوط بناؤ جو ہوا بھول جاؤ جن نے تمہارے ساتھ یہ کیا ہے ان سے ابھی تم نے بدلہ لینا ہے لڑنا ہے اپنی لیے اپنی عزت کے لیے "اتنے میں دروازہ کھلا تھا کوئی اندر آیا تھا وہ جانتی تھی وہ کون ہے

"میں کوشش کر رہی ہوں" اس کی آواز میں مایوسی تھی دائمہ کے دل کو کچھ ہوا تھا

تم فکر کیوں کرتی ہو میں تمہارے ساتھ ہوں بلکے سب ہے تم ہمت کرو اٹھو تکہ سب جان سکیں غلطی تمہاری نہیں تھی غلطی اس شخص کی تھی" وہ اپنے دھیان میں بات کر رہی تھی جب کسی نے نرمی سے اسے پیچھے سے اپنے حسار میں لیا تھا۔ وہ چونکی تھی وہ اس خوشبو کو پہچانتی تھی وہ زیان کے کلون کی خوشبو تھی اس کے ہاتھ میں فون کانپا تھا اس نے آنکھیں موندے پیشانی اس کے کندھے سے لگائی تھی

"تم ٹھیک کہ رہی ہو" فریحہ کا جواب اس نے سنا ہی نہیں تھا۔ زیان نے نرمی سے اس کے ہاتھ سے فون لے کر بند کرتے سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا تھا دائمہ نے سختی سے سائڈ ٹیبل کا کونا پکڑ لیا تھا

"کیا مجھے معافی مل سکتی ہے دائمہ" اس کی انتہائی دھیمی دائمہ کے وجود سے ٹکرائی تھی اور وہ ساکت ہو گئی تھی اسے لگا تھا وہ اب شاہد کبھی حل ہی نہیں سکے گی

"میری انا آج بہت برے طریقے سے ٹوٹی ہے میں فریحہ کے لیے کبھی برا نہیں سوچ سکتا کبھی نہیں" یہ کون سا روپ تھا دائمہ نے نم آنکھوں سے سوچا تھا اور پھر اسے جھٹکے سے دور کیا تھا

""دور رہیں مجھ سے" وہ بھیگی آواز میں بولی تھی

"کیا میری غلطی کی کوئی معافی نہیں ہے" اسے اپنی قریب کرتے زیان نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیا تھا

"کیا ہے زیان" وہ گھبرا کر اس کے حسار سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی

"کیا آج ایک بار موقع دے کر میرا ساتھ قبول کرو گی" اس کا چہرہ اوپر کرتے اس نے اپنی گہری کالی آنکھیں اس کی آنکھوں میں جمائی تھی۔۔۔ دائمہ بس بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں صرف نرمی تھی۔ فریحہ کی بربادی، اس کی سسکیوں سے دور دائمہ بھی سکون چاہتی تھی وہ شخص جس سے اسے شوہر کا مان چاہیے تھا جب وہ تیار تھا تو پھر وہ کیسے منع کر سکتی تھی اور پھر اس نے زیان کی ایک اور حد دیکھی نفرت اور وہشت کی حد تو وہ دیکھ چکی تھی لیکن پیار کی حد اس نے اس رات دیکھی تھی

وہ شخص اپنی آنکھوں کی طرح انتہا کا گہرا تھا۔ دور آسمان پر چمکتے چاند کی روشنی سید ھی زیارت پر بندھے لال دھاگے پر پڑھی تھی۔۔ ہوا کا جھونکا آیا تھا اور اسے ہلاتے آسمان پر پھیلی سفید چاندی میں کہیں گھم ہو گیا تھا

"سودیس آخر کیا برائی ہے مجھے بھی ملنا ہے نافریحہ سے" ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھامے میں بیڈ پر بیٹھی سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے تیار ہوتے اسے دیکھ رہی تھی

"حرمین ہر بات کی ضدمت کیا کرو" سودیس نے شیشے سے اسے خفا نظروں سے دیکھتے سختی سے کہا تھا

"سودیس آخر برائی کیا ہے مجھے اس لڑکی سے ملنا ہے وہ کافی ہمت والی ہے" دودھ کا گلاس سائڈ ٹیبل پر رکھتے وہ چڑ کر بولی تھی

"حرمین کیا ضروری ہے کے تم ہر بات پر ضد کرو" کہلائی پر گھڑی باندھتے وہ اس کی طرف پلٹا تھا

"آپ کو میری ہر بات ہی ضد لگتی ہے آپ صرف شادی کرنا چاہتے تھے ہو گئی اب بندھا بھاڑ میں جائے" اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے موتی کی طرح آنسو نکلتے اس حسار جو بیگو گئے تھے

"حرمین تم رو یا جو مرضی کرو تم کلینک کی طرف رخ نہیں کرو گی" اب کی بار انگلی اٹھا کر وہ سختی سے بولا تھا

"جاؤں گی ضرور جاؤں گی آپ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے "اپنا چھوٹا سا سرخ ہوتا ناک رگڑتے وہ غصے سے بولی تھی

حرمین بچوں والی باتیں مت کرو تمہیں پتا بھی ہے کہ وہ لڑکی اپنے حواس میں نہیں رہتی اگر اس نے تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔۔۔ لیکن تم دن با دن ضدی ہوتی جا رہی ہوں کیونکہ میں جو پاگلوں کی طرح تماری ہر بات مان رہا ہوں خدا کا واسطہ ہے کچھ دن سکون سے گزار لو بچا آ جائے پھر بے شک جہاں مرضی جانا "سودیس نے جھنجھلا کر باہر جانے کے لیے قدم بڑھائے تھے

"اب تو جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی سنا آپ نے ان مہینوں میں آپ نے صرف اپنے بچے کی پرواکی ہے سودیس میری کبھی نہیں کی مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی آپ سے شادی ہی نہیں کرنی چاہیے تھی مجھے "بھیگی آواز میں کہتے وہ رکی نہیں تھی بلکہ تیزی سے سودیس سے پہلے ہی کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ سودیس نے گہرا سانس لیتے خود کو کمپوز کیا تھا

"کیا ہوا ڈاکٹر سب ٹھیک ہے" دائمہ نے اپنی سامنے بیٹھی رپورٹ کو پڑھتی ڈاکٹر کو غور سے دیکھا تھا

"آف کورس سب ٹھیک ہے بلکہ کچھ اچھا ہے بہت اچھا" وہ مسکرا کر پیپر پر پن چلاتے بولیں

"کیا اچھا میں سمجھی نہیں" اس نے نا سمجھی سے ڈاکٹر کو دیکھا

"آپ کو مبارک ہو آپ امید سے ہیں" دائمہ کے آس پاس سب ساکت ہو گیا تھا اس نے بے یقینی سے بولنے کی کوشش کی تھی مگر جیسے الفاظ نے نکلنے سے نکار کر دیا تھا

میں امید سے ہوں" اسے لگا تھا شاہد اس نے سنے میں کوئی غلطی کر دی تھی

"جی بلکل آپ میں کچھ ٹیسٹ لکھ کر دے رہی ہوں وہ کروالیں" ڈاکٹر اسے اب معمول کی ہدایتیں دے رہی تھی اور وہ ساکت تھی وہ صیح کہا تھا بچے کی زنجیر اسے اب کبھی آگے بڑھنے نہیں دے گی۔

اسلا آباد کے سب سے مہنگے ہسپتال کے کولیڈ ور میں سودیس سر جھکائے دیوار سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔کچھ دیر پہلے کا منظر اس کے آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔حرمین ضد میں سودیس سے پوچھے بغیر فریحہ سے ملنے آئی تھی کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سامنے پڑھی تھی وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی البتہ اس کا چہرہ انتہا کا سفید ہو رہا تھا اور پیشانی پر نمودار ہوتے پسینے کے قطروں کو دیکھ کر حرمین کو شاک لگا تھا سردی میں پسینا۔۔۔احتیاط سے قدم اٹھاتے وہ فریحہ کے پاس آئی تھی

"فریحہ آپ ٹھیک ہو "اس نے فکرمندی سے اس کا کندھا ہلا یا تھا مگر وہ ویسے ہی ساکت لیٹی رہی تھی "فریحہ "دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے فریحہ کا بازو ہلایا

"آہ۔۔۔"ایک زوردار چیخ کے ساتھ اس نے حرمین کو دور دھکیلا تھا اور وہ اپنا توازن برقرار نا رکھتے ہوئے پیچھے پڑھے صوفے پر گری تھی۔فریحہ چونک کر سیدھی کوئی تھی ۔چیخ سنتے کولیڈ ور کے آخر میں کھڑے زیان اور سودیس اندر بھاگے تھے۔فریحہ نے خوفزدہ انداز میں حرمین کو دیکھا تھا جو سر جھکائے دونوں ہاتھوں سے صوفے کو سختی سے پکڑے بیٹھی تھی

"حرمین "سودیس فکرمندی سے اس کی طرف بڑھا تھا اس نے سر اٹھایا تھا اس کے بھیگے چہرے پر درد کے آثار صاف تھے

"بھائی "دائمہ کے پکارنے پر وہ چونکا تھا" وہ ٹھیک ہے "پھر پھیکا سا مسکراتے اس نے سر ہلایا تھا

"شکریا آپ کا اصل میں میرے پیرنٹس اس ملک سے باہر ہیں جبکہ حرمین کے گھر والے سب عمرے پر گئے ہوئے ہیں ان کے کل واپس آنا تھا اندازہ نہیں تھا سب اچانک ہو جائے گا آپ نا ہوتی تو اسے سمبھالنا میرے بس کا کام نہیں تھا میری کزن ہے وہ آرہی ہے "سودیس نے دھیمے سے اسے سب بتایا تھا

"کوئی نہیں بھائی بس وہ ٹھیک ہو جائے فریحہ کی طرف سے مافی چاہتی ہوں "دائمہ نے شرمندگی سے سے دیکھا

"کوئی نہیں اچھا ہے وہ دونوں اپنے اپنے فیس سے نکل آئیں گی فریحہ کے لیے یہ شاک بہت ہے اور اب میرے خیال میں وہ اس اندھیرے سے نکل آئے گی "دائمہ نے سر ہلایا تھا اور پھر وہ سامنے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی سودیس نے سر جھکا کر آنکھیں بند کی تھی تو ایک اور منظر آنکھوں کے سامنے نمودار ہوا تھا

"سودیس "وہ ہسپتال کے ایک کمرے میں بیڈ کے سائڈ پر بیٹھی تھی ایک ہاتھ سے سختی سے بیڈ کو پکڑے دوسرے سے سودیس کا ہاتھ پکڑے وہ سر جھکائے روئی جارہی تھی

""حرمین لک ان تو مائے آئز "سودیس نے نرمی سے اسے پکارہ تھا

New Era Magazine

""""نو آئی کانٹ "اس نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا

"اوپر دیکھو حرمین "سودیس کی سخت آواز پر اس نے سر اٹھایا تھا آنکھیں رو رو کر سوج چکی تھی اور رنگ پیلا پڑھ رہا تھا

حرمین دیکھو ہمت کرو" " "

"مجھے اس درد سے نکالیں پلیز سودیس۔۔۔۔ "سودیس نے آنکھیں کھولیں تھیں سامنے سے اسے زمان آتا دیکھائی دیا تھا

""""کہاں ہیں سودیس بھائی حرمین "ایک لڑکی فکر مندی سے آگے آئی تھی

"اندر ہے فکر مت کرو وانیہ "وہ بھی دائمہ کے ساتھ بیٹھ گئی تھی آخر انتظار ختم ہو گیا تھا

"مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے آپ کی "نرس نے ایک بچی پنک کمبل میں لپیٹی ہوئی سودیس کو دی تھی حرمین کی نسبت وہ بچی موٹی تھی۔ سرخ گال اور ناک بلکل حرمین کی طرح ہی تھی اس کے ہلکے براؤن بال کمبل سے ہلے ہلکے نمایا ہو رہے تھے۔ وہ اپنا چھوٹا سا انگوٹھا منہ میں ڈالے اسے چوس رہی تھی

"ماشاءاللہ بچی بہت پیاری ہے" دائمہ مسکرائی تھی سودیس نے جھک کر اس کا سر اور گالیں چومے تھے

"""بھائی مجھے دیں" وانیا نے بچی لی تھی

"""مبارک ہو سر" زمان سودیس سے گلے ملا تھا وہ

"""میں مل لوں" دائمہ نے ڈاکٹر کو مخاطب کیا تھا

"ابھی روم میں شفٹ کر دیں پھر مل لیں آپ لوگ" دائمہ نے مسکرا کر محض سر ہلایا تھا۔ سد شکر تھا کے حرمین اور اس کا بچہ ٹھیک تھے

لیپ ٹاپ گود میں رکھے وہ بیڈ پر ٹانگے سیدھی کیے کام میں مصروف تھا جس دائمہ اس کے پاس رکی تھی

"یہ میری رپوٹ ہے" ہاتھ میں پکڑے سفید لفافے کو اس کی طرف بڑھاتے وہ تلخی سے بولی تھی

"کس چیز کی" بے نیازی سے کہتے اس کی نظریں لیپ ٹاپ پر ہی جمی تھیں

"میں ماں بنے والی ہوں "آگ برساتی آنکھوں سے اسے دیکھتے وہ بولی تھی زیان کے کیبورڈ پر چلتی انگلیاں رکی تھی اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا

""مبارک ہو "اس نے نرمی سے کہا تھا

"مجھے یہ بچہ نہیں چاہیے "اس نے سیدھا مسلہ بیان کیا تھا۔زیان کے چہرے کے تصورات بدلے تھے چہرہ سنجیدہ ہوا تھا نظریں پھر لیپ ٹاپ پر جم گئیں تھیں اور ہاتھ اسی روانی سے چلنے لگ گئے تھے

""میں کچھ کہہ رہی ہوں "وہ غصے سے چبا چبا کر بولی تھی

"میں نے سن لیا ہے اور میرا جواب ہے کے مجھے یہ بچا چاہیے "مصروف سے انداز میں اسے اپنا جواب بتاتے اس نے فون اٹھایا

""مگر اس میں میری مرضی شامل نہیں تھی "وہ تلملا اٹھی تھی

"تو کیا ہوا کل رات آپ کی مرضی شامل تھی "اسے ایک نظر دیکھتے وہ سادگی سے بولا

" "غلطی تھی میری "وہ غرائی تھی

"انسان اپنی غلطیوں سے ہی سیکھتا ہے "اس کا پر سکون انداز اسے آگ لگا گیا تھا

New Era Magazine

"یاد کریں اسی رات آپ نے مجھ سے معافی مانگی تھی "اس کے لبوں پر تپانے والی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی

"میں نے کیا کہا ہے انسان اپنی غلطیوں سے سیکھتا ہے "اس کا لہجہ اب بھی پر سکون تھا۔ دائمہ کی ہنسی سمٹی تھی پاؤں چٹختے وہ واک آؤٹ کر گئی تھی اور زیان واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا

آخر اتنے دن بعد اسے ہسپتال سے ڈسچارج کر ہی دیا گیا تھا۔ ذہنی طور پر وہ اب بھی ڈسٹرب تھی مگر حرمین کے واقعے نے اسے کافی دکھ دیا تھا اور اسے اپنا آپ خود ہی زندگی کی طرف لانا پڑھا تھا۔

"حرمین تم تو چپ کرو "وانیا نے چڑ کر اسے دیکھا تھا وہ خود بچی کو اٹھائے ٹہل رہی تھی سودیس صوفے پر بیٹھے مسکرا رہا تھا جبکہ حرمین نیم دراز لیٹی تھی

New Era Magazine

"کیسے نہ روں وانیا یہ اتنا روتی ہے صبح سے رو رہی ہے مجھے بھی اس کے رونے پر رونا آتا ہے اوپر سے اسے ہر دو منٹ بعد دودھ یاد آ جاتا ہے" اپنی چھوٹی سی ناک کو رگڑتے وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی

"حرمین بچے ایسے ہی ہوتے ہیں" وانیا اب کے نرمی سے بولی

"بیٹی جو تمہاری ہے بھوکی تو ہو گی نا" سودیس کے جواب پر وہ تلملا اٹھی تھی

"سودیس آپ تو چپ ہی رہیں" وہ غصے سے بولی تھی اور بچے کی رونے کی آواز گونجی تھی

"دیکھ رہی ہو یہ ایسے کرتی ہے" وانیا نے تاسف سے سودیس جو دیکھا تھا جس نے کندھے اچکا دیے تھے "کہیں اسے درد تو نہیں ہے" وہ تشویش سے بولی تھی۔ وانیا بچی لیے اس کی طرف آئی تھی پھر اسے حرمین کے سامنے کیا تھا

"یہ دیکھو بھوک لگی ہے اسے" اپنا چھوٹا سا انگوٹھا چوستے وہ اپنی بڑی بڑی بھوری آنکھوں سے حرمین کو دیکھ رہی تھی اس کے گال اور ناک ہمیشہ کی طرح سرخ ہو رہے تھے

"ابھی آدھا گھنٹہ ہی تو دیا تھا" اس نے روتی ہوئی بچی کو اٹھا لیا تھا

"میرا کیا ہوگا" سودیس نے افسوس سے اسے بچہ بنے دیکھا تھا۔ ٹک ٹک۔۔۔

دروازے پر دستک نے سب کو اس طرف متوجہ کیا تھا

"آؤ" سودیس کی آواز پر دروازہ کھلا تھا اور فریحہ اندر آئی تھی

"ارے آپ" سودیس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

ج"ی میں حرمین بھابھی سے ملنا چاہ رہی تھی" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی

"آؤ فریحہ یہاں آؤ" وہ آکر حرمین کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی تھی

"مجھے بہت افسوس ہے اس دن کے لیے میں آپ سے اور سودیس بھائی سے معافی مانگتی ہوں" وہ شرمندگی سے سر جھکائے بولی

""فریحہ ایسے مت کہو" حرمین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلکا سا دوبایا تھا" دیکھو سب ٹھیک ہے تم فکر مت کرو بلکل بھی بس اپنا خیال رکھو اپنے لیے اپنے گھر والوں کے لیے اور اپنی آنے والی زندگی کے لیے" حرمین کے سمجھانے پر اس نے سر ہلایا تھا

"میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں سودیس بھائی آپ کی وجہ سے ہسپتال میں میری حد سے زیادہ دیکھ بال ہوئی آپ کی وجہ سے بات پھیلی نہیں میرا کیا میرے گھر والوں کا

آپ لوگوں نے بہت خیال رکھا میں بہت مشکور ہوں "سودیس نے مسکرا کر اس کا سر پھتپھایا تھا

"فکر مت کرو تمہارے کیس کا فیصلہ میں چھے مہینے کے اندر اندر کرواؤں گا اور جیت سچ کی ہو گی۔۔۔ فکر مت کرو زندگی کا ایک باب ختم ہوتا ہے تو اور کہیں کھلتے ہیں ہمت کرو اللہ اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے۔۔"سودیس کی بات پر وہ مسکرا کر اٹھ گئی

"بہت اچھا لگا آپ لوگوں سے مل کر اب چلو گی بابا لوگ انتظار کر رہے ہیں وہ بھی آتے لیکن بھابھی کی طبیعت کی وجہ سے بس میں آگئی خوش رہیں آپ دونوں ہمیشہ "فریحہ کی بات پر حرمین کھلے دل سے مسکراتے اسے گلے لگایا تھا

"آتی جاتی رہنا اور میری دعا ہے اللہ آگے ہمیشہ تمہارے لیے آسانی کرے "فریحہ سر ہلا کر سب سے ملتی کمرے سے باہر آگئی تھی اور وقت آگیا تھا جھلسہ دینے والی دھوپ میں چلنے کا

آج فریحہ کی پہلی پیشی تھی اندھیرے کے وہ دس دن گزر گئے تھے۔ابھی اس کے ساتھ دائمہ اور ارزم ہی موجود تھے باقی سب کے آنے میں وقت تھا۔

"فریحہ اب تو تم فون آن کر سکتی ہو نا" ارزم نے اس کا فون اس کی طرف بڑھایا تھا اس نے سپاٹ چہرے کے ساتھ اسے لے لیا تھا اسے آج جہاں کھڑے بہت کچھ یاد آیا تھا اس کی ہیزل آنکھیں وہ مسکراہٹ آنکھوں میں نمی لہرائی تھی اس نے سر جھٹک کر فون آن کیا تھا۔۔دائمہ ارزم کے ساتھ کھڑی بات کر رہی تھی۔فون پر آئی دوستوں کی مس کالز کو نظر انداز کرتے اس کی نظر ایک نام پر جم گئی تھی سکرین پر جگمگاتا شفیق حمدان کا نام۔۔اسے اپنی دھڑکن رکتی محسوس ہوئی تھی۔پھر اس نے وہ پیغام ایک بار نہیں کہیں بار پڑھا تھا آنسو بند توڑے بہے جا رہے تھے۔دائمہ نے آگے بڑھنا چاہ تو ارزم نے اسے روک دیا تھا

"میں نفرت نہیں کر پا رہی اس سے جس نے میرا اعتبار توڑا اس سے جس نے ہاتھ تھاما تھا تو لگا تھا دنیا کی آگ سے نکل کر میں ایک چھاؤں میں آ گئی تھی اس سے جس نے مجھ سے اعتبار نام کا الفاظ ہی چھین لیا۔وہ کہتا ہے اس کی سسک میری سسکی کے آگے کہیں پیچھے رہ جاتی ہے اسے کون بتائے میری سسکی اس کے لیے نکلتی کہاں ہے۔۔وہ شخص جس کا ہاتھ تھام کر مجھے محبت کی رہ پر چلنا پسند آیا تھا وہ شخص جس کا ساتھ پاتے میں نے

New Era Magazine

اپنے دل کو بغاوت کرتے سنا تھا وہ کیسے کہہ گیا خوش ہو جاؤ میں برباد ہو گیا۔ سنو شفیق حمدان تم برباد ہوئے تو دیکھو میری روح کو بھی برباد کر گئے تم بہکے اور میں تباہ ہو گئی۔ تم دیکھنا شفیق تم پچتاوے کی آگ میں جلو گے تو سنو فریحہ بے اعتباری کے اندھیرے میں ٹھوکریں کھائیں گی۔ تمہاری ان خوبصورت آنکھوں پر اعتبار کیا تھا نا تم اب آئندہ فریحہ کبھی آنکھوں پر اعتبار

نہیں کرے گی۔ تمہارے اس نرم لہجے نے محبت کروائی تھی تو اب فریحہ کبھی نرم لہجوں پر بھروسہ نہیں کرے گی تو جاؤ یہ سزا ہے ہم دونوں کی خدا کرے شفیق تم موت مانگو اور وہ تمہیں ایسے ہی دھوکہ دے جیسے تم نے مجھے دیا خدا کرے تم بھی میری طرح پوری زندگی خود سے جنگ لڑو" نم آنکھوں سے آسمان کو دیکھتے اس نے آنکھیں موند لیں تھیں۔ اس نے ہوا کے سپرد کیا تھا اپنا آخری پیغام اپنی بربادی کے نام۔ ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا تھا کمرے کی کھڑکی کے پٹ زوردار آواز سے کھلے تھے دھواں کا غبار فضا میں آزاد ہوا تھا۔ آسمان پر ہلکی ہلکی صبح کی پھیلتی روشنی نے اس اندھیرے والے کمرے کو نمایاں کیا تھا وہ بیڈ کے پاس نیچے بیٹھا تھا۔ بکھرے بال۔۔ ٹوٹی بکھری شخصیت۔ ہیزل آنکھیں آج بھی اتنی ہی خوبصورت تھی مگر اداسی سے بھرپور۔ ہاتھ میں سگریٹ پکڑے اس نے چونک کر کھڑکی کو دیکھا تھا۔ پھر وہ اٹھا تھا اور تیزی سے کھڑکی کی

طرف آیا تھا یہ اس کی خوشبو تھی آج فضا اس کا پاک وجود چھوتے اس کے پاس آئی تھی ۔اس کے ہاتھ سے سگریٹ چھوٹ کر نیچے گرا تھم اس نے رک کر ایک گہرا سانس اپنے اندر اتارا تھا

"اللہ کرے تم بھی پوری زندگی خود سے جنگ لڑتے رہو" فضا چیخ چیخ کر اس کہہ رہی تھی مگر وہ ویسی ہی کھڑا تھا آنکھیں موندے اپنی محبت کو محسوس کر رہا تھا اس دنیا سے دور

"میں لڑ رہا ہوں خود سے جنگ اور لڑتا رہوں گا اس سے کہو اس کی سسکی گھونجی اٹھی "شفیق نے آنکھیں کھولیں تھی فضا نے اس کی خوشبو کا احساس اب بھی تھا

رات یوں دل میں تیری بھولی ہوئی یاد آئی

جیسے چھپکے سے ویرانے میں بہار آجائے

جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم

جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے

New Era Magazine

"پہلی پیشی تو نکل گئی" وہ لوگ اب عدالت کے باہر موجود تھے

"تو اب کیا کہتے ہو" زیان نے سودیس کو دیکھا

"شاہ زین اور شفیق دونوں ہی انگلینڈ کے نیشنل ہے سزا ہو بھی جائے تو جب تک پاکستان نہیں آئیں گے فائیدہ نہیں ہو گا" سودیس نے مختصر جواب دیا تھا

"بس فریحہ تم نے ہمت کرنی ہے ابھی تو پیشیاں شروع ہوئی ہیں جانتے ہیں مشکل ہے لیکن میں اپنی پوری پاور لگا کر کیس کو خلد سے جلد حل کر ولوں گا" سودیس نے نرمی سے اسے سمجھایا تھا

"جی فکر نا کریں میں سب برداشت کر لوں گی" وہ پھیکا سا مسکرائی

"اب گھر چلیں" سمیرہ کی بات پر سب نے سر ہلایا تھا

لاؤنج میں سب جمع تھے اور دائمہ سب کو چائے سرو کر رہی تھی

"تم تھک گئی ہو گی فری" ضاریہ نے فکر مندی سے اسے دیکھا تھا

"جی کافی زیادہ" دائمہ سے چائے کا کپ لیتے وہ تھکے تھکے انداز میں بولی

"تمہاری تھکن اتارنے کا ایک طریقہ ہے میرے پاس "زیان نے مسکرا کر اسے دیکھا

کیا" "

"دائمہ تم نے کسی کو نہیں بتایا" وہ مصنوعی حیرانی سے بولا تھا اور دائمہ تھم گئی تھی

"کیا نہیں بتایا" سمیرہ نے بغور اسے دیکھا تھا۔دائمہ نے سپاٹ نظر زیان پر ڈالی تھی جو مسکرا رہا تھا

"آنٹی اب اس گھر میں فری سے چھوٹا بچا آنے والا ہے "کچھ لمحے لاؤنج میں سب تھم گیا تھا

"دائمہ "فریحہ چیخ کر اس کے گلے لگی تھی "بہت مبارک ہو یار "اس سے الگ ہوتے وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی

"شکریا" وہ پھیکا سا مسکرائی۔اب لاؤنج میں سب باری باری اسے دعائیں اور مبارک باد دے رہی تھے۔سب سے مشکل سے جان چھڑاتے وہ کچن میں آئی تھی۔سب الٹ گیا تھا اسے زیان پر سخت قسم کا غصہ آیا تھا

"مبارک ہو دائمہ "ضاریہ کی آواز پر وہ پلٹی تھی۔اس کے چہرے پر نرم مسکراہٹ تھی

"ہاں واقعی مبارک ہو تمہیں تمہارے بھائی کو یہ ہی تو زنجیر میرے پاؤں میں ڈالنا چاہتے تھے نا تم اور تمہارا بھائی" وہ غصے سے پھنکاری تھی۔ارزم جو باہر سے گزر رہا تھا دائمہ کی سخت آواز پر چونک کر رکا تھا

"دائمہ تم بھول کیوں نہیں جاتی" ضاریہ نے امید بھری آنکھوں سے اسے دیکھا

کیا بھول جاؤں ضاریہ وہ برات کی رات جس میں تمہارا بھائی نے مجھ پر نظر ڈالنا بھی پسند نہیں کی تھا یا وہ تنز جس کو روز برداشت کر کے میں اکیلے میں روتی تھی یا وہ رات جب تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھتے زیان نے مجھے وہ رات دی تھی لیکن وہ رات میری زندگی کی بدترین رات تھی اب بولو کیا کیا بھول جاؤں بھرائی آواز پر ارزم کی مٹھیاں بیچ گئیں تھیں "اس سے بڑھ کر کیا ہو گا ضاریہ کے اللہ کی اتنی بڑھی نعمت یار تمہارے بھائی نے تمہارے آنسو کی سزا کی صورت مجھے دی تھی اب بولو میں کیسے خوش ہوں۔۔۔یہ بچا مجھے تمہارے بھائی کی محبت میں نہیں ملا بلکہ تمہارے رونے کی سزا کے طور پر ملا تھا" آنکھوں سے بہت سے آنسو اس کے سفید پڑھتے چہرے کو بھگو گئے تھے۔ارزم کے اوپر تو آسمان ٹوٹے تھے اس کے قدموں نے اٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔وہ اپنی خوشیوں میں اتنا مصروف ہو گیا تھا کے اپنی بہن کی مصنوعی مسکراہٹ بھی پہچان نا سکا تھا

"مجھے معاف کر دو" ضاریہ نے روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔اور تب ہی ارزم اندر آیا تھا سرخ آنکھوں نے دائمہ سے ضاریہ کا سفر تہ کیا تھا

"بھائی" دائمہ ساکت ہوئی تھی اور وہاں ضاریہ کا چلتا سانس رک گیا تھا۔ارزم نے بغیر کچھ کہے ضاریہ کی کہلائی تھامی تھی اور اسے گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا

"بھائی نہیں" دائمہ جلدی سے اس کے راستے میں آئی تھی

"تم بیچ میں مت آؤ" وہ دبی دبی آواز میں چلایا تھا

"نہیں بھائی پلیز بہت مشکل سے زیان کا لہجہ میرے ساتھ بہتر ہوا ہے پلیز نہیں پہلے ہی گھر میں بہت ٹنشن ہے پلیز نہیں" دائمہ کی منت پر اس نے غصے سے ضاریہ کو دیکھتے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا وہ تو سر جھکائے بے آواز رو رہی تھی

"بھائی جو گزر گیا اسے چھوڑ دیں میں اور زیان بہت آگے بڑھ گئے ہیں میں واقعی اب زیان کو نہیں چھوڑ سکتی اب اس چھوٹی سی زندگی میں اور دکھ نہیں سہ سکتی" آنسو کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتے وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔پیچھے خاموش فضا میں بس ہلکی ہلکی سسکیاں گھونجی رہی تھی ضاریہ نے سر اٹھا کر ارزم کو دیکھا تھا جو رخ موڑے کھڑا تھا اور پھر بغیر کچھ کہے وہاں سے چلا گیا تھا اور ضاریہ نے چاہ تھا کاش وقت واپس چلا جائے

"میں نے آپ کو کہا تھا کے مجھے یہ بچہ نہیں چاہیے" دائمہ اس کے سامنے رکی تھی جو کہلائی سے گھڑی اتار رہا تھا

""لیکن مجھے چاہیے" وہ نرمی سے بولا

"کیوں کیا زنجیر ڈالنی ہے" وہ تلخی سے بولی تو زیان کے ہاتھ تھمے تھے

"مجھے کام ہے فریحہ کو کیس کو بہت ٹائم چاہیے مجھے ذہنی سکون چاہیے دائمہ "اس کے لہجے میں منت تھی

"فری کے کیس کا کیا ہو گا" وہ فکر مندی سے بولی تھی

" مجھے فل حال کچھ سمجھ نہیں آ رہا پیشی پر پیشی والا کام ہوا تو بہت مشکل ہو جائے گا اور میں ایسا بلکل نہیں چاہتا" وہ بھی اب رخ دائمہ کی طرف کیے کھڑا تھا

سودیس بھائی تو کہ رہے تھے وہ چھ مہینے میں فیصلہ کروائیں گے""

"دیکھو دائمہ فیصلے ایسے نہیں ہوئے ثبوت، گواہ سب ضرورت ہوتا ہے اور سب کس کے حق میں ہے سب شاہ زین اور شفیق کے حق میں ہے "اسے دیکھتے وہ نرمی سے بولا تھا

"تو اب کیا ہو گا زیان" وہ سر تھامے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی

"تم اس حالت میں ٹینشن نہ لو یہ میرے دیکھنے کے کام ہے میں دیکھ لوں گا جیت سچ کی ہو گی "نرمی سے اسے سمجھاتے وہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا تھا اور دائمہ نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا تھا

"انسان کو قدر دیر سے ہی کیوں آتی ہے زیان" وہ نم آنکھوں سے بند دروازے کو دیکھتے سوچ ہی سکی تھی

"ارزم آپ کی چائے" ضاریہ نے چاہے کا کپ اس کی طرف بڑھایا تھا جسے اس نے تھامنا تو دور کی بات دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔ضاریہ نے خاموشی سے اس کا کپ سائڈ ٹیبل پر رکھا تھا اور پھر اس کے پاس بیٹھی تھی

"ارزم "کانپتی آواز میں بولتے اس کی آنکھوں سے بہت سے آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلے تھے۔ارزم ویسے ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹانگیں لمبی کیے کھود میں لیپ ٹاپ رکھے اپنے کا میں مصروف تھا

"آخر کب تک آپ میرے ساتھ ایسا کریں گے ارزم ایک ہفتہ ہو گیا ہے بات تو دور کی بات آپ نے مجھے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا"ارزم کے ہاتھ رکے تھے "قسم لے لیں "ارزم مجھے میری قسم ہے میں اپنے حواس میں نہیں تھی میں آپ کو نہیں کھونا چاہتی تھی مجھے لگا تھا آپ چھوڑ دیں گے ارزم آج وہ سب سچ ہو گیا میں مر جاؤں گی ارزم میں حرام موت نہیں مرنا چاہتی آپ مجھے چھوڑیں نہیں نا مجھے خود سے لگ کریں بس مجھے معاف کر دیں ارزم میں اس گھر کے کسی بھی کونے پڑی رہوں کی آپ کا ہر کام کروں گی آپ کا دل کرے تو مخاطب کر کیا میں کبھی شکایت نہیں کریں گی لیکن خدا کا واسطہ ہے مجھے چھوڑیں مت "وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے بگرے سانسوں کے بیچ بول رہی تھی۔ارزم نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا "میں نے اس دن وکیل سے بات کرتے آپ کو سنا تھا خدا کا واسطہ ہے مجھے مت چھوڑیں ارزم میں مر جاؤں گی میرے پاس آپ کے سوا کچھ نہیں ہے دائمہ کے پاس اس کی اولاد ہے مگر اللہ نے مجھ سے وہ نعمت بھی لے لی

New Era Magazine

۔۔۔ارزم پلیز" پھوٹ پھوٹ کر رونے اس کے اپنا ماتھا ارزم کی ٹانگ پر رکھ دیا تھا۔۔

کچھ دیر فضا میں صرف ضاریہ کی سسکیاں گھونجی رہی تھی

"جہاں آؤ" ارزم نے اسے کندھوں سے تھامے سینے سے لگایا تھا" نہیں چھوڑ رہا میں تمہیں نا کبھی چھوڑوں گا بہن کو تو میں بہت پہلے قربان کر چکا ہوں ضاریہ اب اس سے واپسی بہت مشکل ہے" نرمی سے کہتے اس نے ضاریہ کو رونے دیا تھا جو بغیر رکے روئے جا رہی تھی

تین مہینے بعد

"تم نے کیا سوچا فریحہ" دائمہ بیڈ پر بیٹھی اسے کمرہ سمیٹتے دیکھ رہی تھی

"کیا سوچوں زندگی عدالت اور پیشیوں کے گرد گھوم کر رہ گئی ہے" سرسری سا بولتے اس نے دائمہ کو دیکھا

"کیس تو حل ہو جائے گا اب ان کی طرف سے گواہ پیش ہوں گے جانتی ہوں یہ تین مہینے بہت مشکل تھے سودیس بھائی کی وجہ سے سب کافی جلدی ہوا لیکن میں تمہارے سے" تمہارا پوچھ رہی ہوں" فریحہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا

""""میرا کیا پوچھنا ہے تم نے"اس کا لہجہ سپاٹ ہو گیا تھا

"شادی کا فریحہ "فریحہ کے ہاتھ کانپے تھے۔۔آنکھیں میچے اس نے خود کو پر سکون کیا تھا

"شادی کا لفظ میری زندگی سے کب کا نکل چکا ہے"وہ جیسے تھک کر وہاں ہی صوفے پر بیٹھ گئی تھی

"کیوں نکل چکا ہے کیا ایک بندے کے دھوکے نے تم سے ہر بندے کا بھروسہ چھین لیا دائمہ کے لہجے میں دکھ تھا

"میں اس ٹاپک پر ایک لفظ نہیں کہنا چاہتی"سر تھامے اس نے بات ختم کرنے کو کہا تھا

کیوں فری کیا ایک کے بعد زندگی ختم ہو جاتی ہے" "

ہاں ہو جاتی ہے ختم"وہ چیخی تھی"میرے لیے ہو گئی ہے وہ بندہ جسے میں نے خود میں بسایا تھا اس نے کیا کیا۔۔۔۔دائمہ شفیق تم نہیں جاتی میرے لیے کیا تھا۔۔یہاں یہاں بستا تھا وہ"اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔آنسو اس کا چہرہ تر کرتے بہے جا رہے تھے

"جب چھوٹ دل پر لگے نا تو بندہ اور کسی کو دل میں نہیں بسا سکتا میں نہیں کر سکتی میرا

دل اب بھی مجھ سے بغاوت کرتا ہے وہ نہیں بسنے دے گا کسی اور کو اس جگہ جہاں وہ اب بھی بستا ہے" وہ رکی تھی۔ نظریں دور کھڑکی سے پار کہیں گم تھیں "تم جانتی ہو میرا اور شفیق کا رشتہ بہت مختلف تھا۔۔اسے الفاظ کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں پڑھتی تھی اور مجھے بولنے کی۔۔۔اس کی آنکھیں بولتی تھیں اور میرا دل سنتا تھا۔۔جب میرا دل بولتا تھا تو اس کی وہ شفاف ہیزل آنکھیں مسکراتی تھیں۔۔۔۔بولو کیا یہ محبت سے زیادہ نہیں ہے" دائمہ نے دیکھا تھا اس کی آنکھیں میں بہت کچھ تھا دکھ، تکلیف، محبت اور منت

اس دن اس کی آنکھیں مجھ سے بہت کچھ کہہ رہی تھی جانتی ہو ان آنکھوں میں نے اپنی عزت لٹ جانے کی تکلیف سے زیادہ تکلیف دیکھی تھی۔۔جیسے ایک انسان کو موت اور زندگی کے بیچ چھوڑ دیا جائے اور وہ اپنی موت کی بھیک مانگ رہا ہوں۔۔۔وہ دیکھا ہے میں نے۔۔۔وہ میرے ساتھ ہو کر بھی نہیں تھا۔۔" آنکھیں میچ کر اس نے خود کر کمپوز کیا تھا" پھر اس سے گلے دن میں نے اس کے بربادی دیکھی تھی اس کو گڑگڑا کر خود سے معافی مانگتے دیکھا تھا۔۔میں نے دیکھا تھا ایک رات اسے موت اور زندگی کے بیچ اور پھر میں نے اسے دیکھا تھا صبح مفلوج جسم کی تکلیف کے ساتھ تارپتے۔۔پانی کی ایک بوند کے لیے میرے سامنے ہاتھ جوڑتے۔۔۔میں نے اپنے دل کو خون کے آنسو

روتے دیکھا تھا۔۔۔پانی کا ایک دریا تھا میرے اندر مگر میں نے اسے ایک بوند نا دی تھی ۔۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی اور دائمہ سانس روکے اس کو سن رہی تھی "مر گئی فریحہ ملک دائمہ۔۔۔مر گئی یار "بے دردی سے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتے وہ کمرے سے نکل گئی تھی اور پیچھے دائمہ ساکت بیٹھی رہ گئی تھی

کمرہ عدالت میں آج بھی فضا ساکت تھی۔۔۔آج فریحہ کی طرف ارزم اور زیان ہی تھے جبکہ دوسری کی طرف ان کے وکیل موجود تھے۔

"عدالت کی کروائی کو انگلی پیشی تک ملتوی کیا جاتا ہے "جس کی امید تھی وہ ہی ہوا تھا فریحہ نے سر جھکائے گہرا سانس لیا تھا

"بس تھوڑی اور ہمت فریحہ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا "زیان نے دھیرے سے اسے کہا تھا فریحہ سر ہلائے باہر آ گئی تھی

"احمد سے ریلیٹ بہت باتیں ہو رہی ہے "ارزم اور زیان اب کیس ڈسکس کر رہے تھے ۔۔واقعی کیس میں احمد کا آنا فریحہ کو برا لگا تھا

""""مس فریحہ "وہ آواز پر چونک کر مڑی تھی

""""ارے آپ "شہراز کو دیکھتے اسے حیرت ہوئی تھی

"جی میں سوری جی مجھے باہر جانا پڑھا تھا فیملی کے پاس کل رات واپس آیا" وہ ہلکا سا مسکرایا تھا

""""سوری کس لیے "اسے حیرت ہوئی تھی

"میں آپ کے ساتھ اس وقت پر سٹینڈ نہیں کر سکتا میری ابو کی طبیعت کافی خراب تھی

"وہ سرسری سا بولا

کوئی مسلہ نہیں ہے۔۔اب کیسے ہیں انکل "

"مچ بیٹر۔۔۔وہ لوگ پاکستان ہی آئے ہوئے ہیں ایک ضروری کام کے لیے "آخر میں اس کا لہجہ ہلکا سا شریر ہوا تھا

""""اور وہ کام کیا ہے "وہ ناچاہتے ہوئے بھی کھلکھلا اٹھی تھی

"آپ کو ہستے دیکھ کر اچھا لگ رہا ہے "شہراز کی بات پر وہ پھیکا سا مسکرائی تھی

"مجھے خود نہیں یاد میں آخری دفع کھل کر کب ہنسی تھی شاہدا اپنی منگنی پر " نظریں دور آسمان پر جم گئیں تھیں

"فریحہ جو گزر گیا اسے بھول جائیں۔۔پاسٹ نہیں بدل سکتا لیکن فیوچر بہتر ہو سکتا ہے اور ویسے بھی آپ کا دوست اتنے عرصے بعد آیا ہے اور آپ ہے کے سیڈ ہوئی جا رہی ہے" آخر میں وہ مصنوعی ناراضگی سے بولا تو وہ فریحہ مسکرا دی

""ہاں بھئی اب کیا ارادہ ہے" ارزم نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا تھا

بتائیں فریحہ کہیں چلیں گی آپ کو اچھا سا کھانا کھلاؤں "

نہیں شہراز بہت تھک گئی ہوں گھر جاؤں گی" شہراز نے مسکرا کر سر ہلا دیا تھا "

چلو اب چلتے ہیں ہم" شہراز سے مل کر وہ آگے بڑھ گئے تھے جبکہ شہراز نے مسکرا کر فریحہ کو دیکھتے سر کو جنبش دی تھی جواباً وہ بھی مسکرائی تھی

"زیان کیس کیسا جا رہا ہے" دائمہ نے کمرے میں آتی اسے دیکھا تھا جو پورے دن کے بعد گھر آنے کے بعد بھی لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ چکا تھا۔ٹراؤزر شرٹ پہنے اس کے گیلے بال اچھے سے سٹ تھے

"فل حال کچھ کہا نہیں جا سکتا" لیپ ٹاپ کر تیزی سے ٹائپ کرتے وہ سرسری سا بولا

"توکیا ہم ہار جائیں گے "دائمہ کی آواز میں ڈر تھا

"اب میں نے یہ بھی نہیں کہا"ایک نظر اسے دیکھتے وہ خفگی سے بولا تو دائمہ نے سر ہلا دیا تھا"کافی لا دیں کافی کام ہے"دائمہ سر ہلا کر مڑی تھی لیکن پھر رکی منہ پر ہاتھ رکھے وہ باتھ روم میں بھاگی تھی۔زیان نے چونک کر اسے دیکھا تھا

"شٹ"لیپ ٹاپ سائڈ پر رکھتے اسے یاد آیا تھا پرسوں ہی تو ڈاکٹر نے اسے بیڈ ریسٹ کا کہا تھا۔وہ اٹھا تھا دو منٹ کے انتظار کے بعد وہ باہر آئی تھی۔

""یہاں آؤ"اسے کندھوں سے تھامتے زیان نے بیڈ پر بٹھایا تھا

"منع کیا تھا نا ڈاکٹر نے کے تم کوئی ٹنشن نہیں لو گی بیڈ سے اٹھو گی بھی نہیں"زیان کے خفا لہجے پر اس نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا

"اتنی عادت مت ڈالیں مجھے چھوڑنا مشکل ہو جائے گا"آنسو آنکھ سے سفر کرتا اس کی گال پر پھسل گیا تھا

"فضول مت بولو اٹھو ڈاکٹر کے پاس چلو"ڈریسنگ ٹیبل سے چابیاں اٹھاتے وہ دھیرے سے بولا تھا

"کچھ نہیں ہوتا زیان یہ نارمل ہے"وہ پھیکا سا مسکرائی تھی

"کچھ نارمل نہیں ہے میں ویٹ کر رہا ہوں" سختی سے کہتے وہ کمرے سے نکل گیا تھا اور پیچھے دائمہ بس اسے دیکھتے رہ گئی تھی

"دیکھیں دائمہ میں آپ کو پہلے ہی کہ چکی ہوں یہ پریگننسی ابھی سے ہی اتنی کمپلیکیشن شو کر رہی ہے آگے مسکل ہو جائے گا آپ کیوں اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال رہی ہے" ڈاکٹر اس کی رپوٹ دیکھتے تشویش سے بول رہی تھی

""میں مجبور ہوں ڈاکٹر" وہ ہلکا سا مسکرائی

"میں آپ کے ہسبنڈ سے بات کر لیتی ہوں" ڈاکٹر نے ایک اور حل پیش کیا تھا

"ان کی بات نہیں ہے انہیں پتا چلے تو وہ ایک منٹ نا لگائیں لیکن آپ جانتی ہیں میرے گھر والوں کو جب سے یہ بات پتا چلی ہے گھر میں زندگی آ گئی ہے میری بھابھی کبھی ماں نہیں بن سکتی میرے گھر والوں کو جب سے یہ خبر ملی ہے وہ بہت خوش ہیں" وہ رکی پھر ایک گہرا سانس لیا تھا "مرنا تو ہے ہی ہے تو پھر میں اپنی فیملی کو کچھ دے جاؤں گی اور ویسے بھی مجھے جینے کی خواہش نہیں رہی میری زندگی میں جب شوہر کی ضرورت تھی

جب جینے کی کوشش تھی تب تلخیاں غصہ پر چیز برداشت کی اب نہیں فرق پڑھتا اب بس سکون چاہتی ہوں زندگی میں" بات کے اختتام پر اس نے بہت سے آنسو اندر اتارے تھے

"آپ کی بیٹی ہے" ڈاکٹر مسکرائی تھیں

"بس اسے بچا لینا ڈاکٹر اسے میری آخری خواہش سمجھنا" مسکرا کر کہتے وہ اٹھ گئی تھی

"یہ دوائیاں لیں باقی جو اللہ کی مرضی" دائمہ سر ہلا کر باہر آئی تھی سامنے ہی زیان فون پر بات کر رہا تھا

"میں بعد میں بات کرتا ہوں" جواب سنتے اس نے فون بند کیا تھا" کیا کہا ڈاکٹر نے "

"کمزوری ہے بس یہ دوائیاں لے لیں" زیان نے بغور اسے دیکھا تھا

اور کچھ نہیں" "

"بیٹی ہے" اسے دیکھتے وہ نرمی سے بولی تھی

" صیح" سر ہلاتے اس نے نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا

"میں چاہتی تھی بیٹی ہو جب آپ اسے گود میں لیں گے تو آپ کو احساس ہو گا وہ سب تلخ باتیں وہ رات وہ غصے سے گھر سے نکلنا آپ کو سب یاد آئے" گلے میں آنسو کا گھولا اٹکا تھا

"تو تم بھولی نہیں ہو" زیان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا

"شاید کبھی نہیں" سپاٹ انداز میں کہتے وہ آگے بڑھ گئی تھی اور وہ پیچھے کھڑا اسے جاتے دیکھ رہا تھا

بھیگی فضا اور سڑک پر وہ سر جھکائے چل رہا تھا۔اندھیری رات میں سرد ہوائیں اسے چھوتی فضا میں بکھر رہی تھیں۔کالی جینز پر سفید شلٹ اور لیدر کی جیکٹ پہنے وہ اس سڑک کی رونق سے کوسوں دور اپنے غم کے جہاں میں گھم تھا. ٹن۔۔۔ٹن۔۔۔بل کی آواز پر اس نے فون نکال کر نمبر دیکھے بغیر گرین بٹن کو سلائڈ کرتے کان سے لگایا تھا

""کیسے ہو" یہ آواز وہ جانے کتنے مہینوں بعد سن رہا تھا

New Era Magazine

""""وہ کیسی ہے"ہیزل آنکھیں آج بھی اداس تھیں

جیسا تم نے چھوڑا تھا ویسی ہی ہے"رابعہ کی لہجے میں ہلکی سی تلخی آئی تھی

"میں بھی تو ویسا ہی ہوں نا جیسا اس نے کہا تھا"فضا یک دم بوجھل ہو گئی تھی

واپس آجاؤ شفیق ہم معافی دلوادیں گے تمہیں"رابعہ کے لہجے میں منت تھی

"شفیق کیسے خود کو معاف کرے گا"وہ رک کر ایک بینچ پر بیٹھ گیا تھا

"وہ چار مہینوں سے خوار ہو رہی ہے کیس کے چکر میں"شفیق چونکہ تھا

کون سا کیس" "

"تمہارے اور شاہ زین کے خلاف۔۔۔"اور شفیق پر پہاڑ ٹوٹا تھا۔۔شاہ زین نے اسے بھنک بھی نہیں پڑھنے دی تھی"اس نے بہت الزام کا سامنا کیا ہے شفیق وہ بہت تکلیف میں ہے پہلے تمہارے زخم اور اب عدالت کے الزام"شفیق کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔اس نے بغیر جواب دے فون بند کر دیا تھا۔آنکھوں سے آیک آنسو ٹوٹ کر بہ گیا تھا

"مجھے لگا تھا تم اب اس درد سے نکل آئی ہو گی مگر میں غلط تھا میں ہمیشہ غلط تھا" سر جھکائے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ فضا اب بھی خود کی موجودگی کا احساس دلاتے اس کے اوپر موجود درخت کے پتوں کا ہلا رہی تھی

""بھائی آجاؤ نماز کا ٹائم ہونے والا ہے" شفیق نے چونک کر سر اٹھایا تھا اس کے سر پر ایک اسی کی عمر کا لڑکا کھڑا تھا۔ جیکٹ اور جینزک پہنے وہ خوش شکل لڑکا تھا۔

"میں اس جگہ جانے کا حق دار نہیں ہوں" وہ سامنے کھلے میدان کو دیکھتے دھیرے سے بولا وہ لڑکا مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا

"جب اس نے آپ کو یہاں بولیا ہے تو آپ کیسے کہ سکتے ہو آپ اس کے حق دار نہیں ہو" وہ اس لہجہ انتہا کا میٹھا تھا شفیق چونکا تھا اس لڑکے نے مسکرا کر پیچھے اشارہ کیا تھا شفیق نے پیچھے دیکھا تھا وہ مسجد تھی

"میرا نام دانش ہے کیا ہوا ہے آپ کو بھائی۔۔آپ خوش قسمت ہے اس نے آپ کو اپنے گھر حاضری کے لیے بولیا ہے"

"تم نہیں جانتے مجھے میرے جیسے گناہ گار کو وہ نہیں بولا سکتا" وہ سر جھکائے مایوسی کی انتہا پر لگاتا تھا

"مایوسی کفر ہے" وہ دھیرے سے اس سے مخاطب تھا "آیت کا مفہوم ہے "اور وہی اللہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے، اور جو کچھ تم کرتے یو، اس کا پورا علم رکھتا ہے""" وہ خاموش ہوا تو فضا بھی خاموش ہو گئی تھی

"کیا میرا گناہ بھی معاف ہو جائے گا" اسے وہ ایک جگنو لگا تھا اندھیرے میں روشنی کی کرن

"ہر گناہ کے بارے میں امید ہے کے وہ معاف ہو جائے گا اگر تم دل سے معافی مانگو تو" اس نے اس کی اداس ہیزل آنکھوں میں دیکھا تھا

"""مجھ سے زنا ہوا ہے" وہ سر جھکائے شرمندگی سے بولا

"تمہیں ایک واقع سناتا ہوں" رک کر اس نے گہرا سانس لیا تھا اور پھر بینچ سے ٹیک لگاتے وہ بھی دور درختوں کو دیکھنے لگ گیا تھا "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کے ایک عورت میرے پاس آئی اور پوچھا کہ میری توبہ قبول ہو سکتی ہے میں نے زنا کیا تھا جس سے میرے ہاں ایک بچہ ہوا اور پھر میں نے اس بچے کو قتل کر ڈالا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا اور فرمایا نہیں تم نے دو بڑے گناہ کیے ہیں اس لیے نہ تمہاری آنکھ ٹھنڈی ہو گئی اور نا تمہیں کبھی شرافت حاصل ہو گی۔ اس طرح وہ عورت افسوس کرتے اٹھ گئی۔ پھر حضرت ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ کے

ساتھ فجر کی نماز پڑھی اور وہ سوال جو اس عورت نے آپ رضی اللہ عنہ سے کیا تھا رسول ﷺ کے سامنے رکھا اور اپنا جواب بھی آپ ﷺ کو بتایا سب سنے کے بعد آپ ﷺ نے کہ کے تم نے برا جواب دیا کیا تم یہ آیات نہیں پڑھتے

"اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور خس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑھے گا کہ قیامت کے روز اس کا عزاب بڑھتا چلا جائے گا وہ اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہو کر رہے گا، مگر جو شرک اور معاصی سے توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گزشتہ گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے" "

"اس روایت میں ہیں ہے حضرت ہریرہ رضی اللہ عنہ واپس آئے اور مدینہ کی تمام گلیوں اور گھروں میں اس عورت کو ڈھونڈنا شروع کیا لیکن وہ عورت کہیں نا ملی۔ اگلی رات وہ عورت خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے اسے آپ ﷺ کا جواب بتایا تو وہ عورت اسے وقت سجدے میں چلی گئی اور اپنی گھر میں موجود باندھی اور اس کی بیٹی کو آزاد کر دیا اور اللہ سے سچی توبہ کی "فضا ساکت

New Era Magazine

انہیں سن رہی تھی۔اس لڑکے نے گہرا سانس لیتے اپنے ساتھ دیکھا تھا اس کا چہرہ بھگا ہوا تھا سر اب بھی جھکا ہوا تھا

"زنا ہو گیا تو معافی مانگ لو لڑکے۔۔اگر وہ شادی شدہ تھی تو اس کے شوہر سے معافی مانگوں لیکن اگر یہ بات اس کے لیے فتنہ بنتی ہے تو رہنے دو اگر وہ شادی شدہ نہیں ہے تو اس کے والد اور اس سے معافی منگو لیکن پہلے چلو اللہ نے تمہیں بولیا ہے اٹھو" دانش نے اس کا کندھا تھپتھپایا تھا.کچھ دیر بعد وہ جیسے خود سے لڑتے لڑتے اٹھ ہی گیا تھا۔نم آنکھوں سے آسمان کو دیکھتے اس نے قدم آگے بڑھا دیے تھے

عکس عکس گماں گماں خیال سارے مسترد

تم نہیں تو کچھ نہیں سوال سارے مسترد

چہرے سے پانی کے قطرے اس کے سفید ڈوبتے میں جذب ہوئے تھے وہ جائے نماز پر کھڑی تھی۔نیلی آنکھوں اداس تھیں۔وہ صف میں کھڑا تھا دل دھڑکنا بھول گیا تھا وہ اس کے سامنے تھے جس سے وہ سب کہ سکتا تھا.آنسو بے قابو ہوتے بہے جا رہے تھے

۔

تجھے ناز ہے تو حسین ہے

New Era Magazine

تیرے گلستان کی مثال کیا

مجھے فخر ہے میں عشق ہوں

جلا نہ دوں تو کمال کیا

دونوں ہی تر چہروں اور بوجھل دل کے ساتھ سجدے میں گئے تھے

"فری دس دن بعد فیصلہ ہے مبارک ہو اتنی ثابت قدمی کے لیے" شہراز مسکرا کر بولا

تو وہ بھی مسکرائی

"بس اب تھک گئی ہوں" وہ تھکے تھکے انداز میں مسکرائی تھی

"تم زندگی کے کسی بھی مشکل وقت میں فریحہ مجھے ساتھ پاؤ گی" شہراز نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا وہ محض مسکرائی تھی اور ہنسی شہراز کے پیچھے دور سے آتے بندے کو دیکھ کر سمٹی تھی۔ جینز اور ڈریس شرٹ میں ملبوس وہ دائمہ سے کوئی بات کرتے آ کر رہا تھا۔ فریحہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی شہراز نے بھی چونک کر پیچھے دیکھا تھا۔ وہ اب اس کے مقابل رکا تھا

کہا تھا نا آؤں گا" وہ اسے کہہ رہا تھا لیکن وہ ساکت اسے دیکھ رہی تھی "فریحہ کیا ہوا ہے میں احمد ہوں" اس نے اپنی بات پر زور دیا تھا اس کا سکتہ سچے ٹوٹا تھا

"سوری احمد میں اس کیس میں تمہارا نام نہیں لانا چاہتی تھی" اس کی آواز میں شرمندگی تھی

"تم ٹھیک ہو" وہ بات گھما گیا تھا

"کیا فریحہ تمہیں ٹھیک لگی ہے" اس کی آواز پر سکون تھی

"جو گزر جاتا ہے فری اس سے آگے بڑھ جانا چاہیئے" احمد کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا

"تمہاری زندگی کے اتنے خاص موقع پر میرا ہونا تو بنتا تھا" وہ مسکرایا

"شکریہ احمد تم اتنے دور سے آئے" وہ رکی "اب گھر چلیں" ارزم نے سر ہلایا تھا۔

"دائمہ تم دن بادن کمزور ہوتی جا رہی ہو" کھانے کے ٹیبل پر بیٹھے ثمرین نے اسے مخاطب کیا تھا

"نہیں آنٹی یہ آپ کو لگتا ہے" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولی تھی ورنہ وہ بھی جانتی تھی کے وہ حد سے زیادہ کمزور ہو گئی تھی

"زیان اس کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤ" ثمرین نے اسے مخاطب کیا تھا جو سنجیدگی سے کھانا کھا رہا تھا۔ باہس شیخ ایک دعوت پر گئے تھے

"ڈاکٹر کے پاس جانے کا کیا فائیدہ ہے ماما جب یہ خود ہی خیال نہیں کرتی ڈاکٹر نے اسے بلکل بیڈ ریسٹ کا کہا ہوا ہے اور یہ بلکل آرام نہیں کرتی" اس کے لہجے میں شکوہ تھا

"ریسٹ کیا کرو دائمہ" ثمرین کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا

"فریحہ کا کیا سوچا تم لوگوں نے"

"آنٹی فلحال تو اس کا کیس کا فیصلہ آنا ہے پرسوں بس دعا کریں اچھا ہو جائے زیان کے ہاتھ رکے تھے" شہراز نے پھر رشتے کی بات کی ہے" دائمہ کا لہجہ سرسری تھا

"یہ تو اچھا ہے بچی گھر کی ہو جائے تو زخم بھی بھر جائیں گے" دائمہ نے محض سر جو جمبش دی تھی

"میں اتنے مہینوں بعد آج باہر آئی ہوں "گھر کے سامنے موجود پارک میں چہل قدمی کرتے اپنے برابر میں چلتے احمد کو دیکھا تھا

"مجھے یونیورسٹی کا وقت یاد آ گیا ہے کتنا مزا کیا ہوا ہے "وہ ہلکا سا مسکرایا

مجھے کچھ یاد نہیں آتا اب یا شاہد میں پیچھے نہیں دیکھنا چاہتی "ہوا سے کھیلتی اس کی لٹیں اس کے خوبصورت چہرے کو چھو رہی تھی کالے ڈوپٹے سے کچھ بال جوڑے سے نکلتے اس کے چہرے کو چھو رہے تھے

"ایسے مت کہو "احمد نے اسے دیکھا تھا جس کی چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی

""منگنی کس سے کی "وہ مسکراہٹ برقرار رہی تھی

"جہاں جاب کرتا ہوں اس کی بیٹی سے ماما نے زبردستی کروادی لیکن مجھے کسی اور جگہ جاب مل گئی ہے میں اس قصے کو ختم کر دوں گا "

"خوش ہو "فریحہ کی بات پر وہ تلخی سے ہنسا

"بلکل نہیں میں یہاں اپنے خوشی پورے کرنی ہی آیا ہوں "اس نے فریحہ کو دیکھا تھا اور وہ نظریں چرا گئی تھی

"گھر چلتے ہیں تھک گئی ہوں "احمد نے سر ہلا

"جب تمہارا دل کرے ہم بات کریں گے" وہ اب خاموشی سے گھر کی طرف چل رہے تھے

زیان سر جھکائے دونوں کونیوں کو ریلنگ پر جمائے نیچے باغ میں کھلے سرخ گلاب کو دیکھ رہا تھا۔

"میں چاہتی تھی بیٹی ہو جب آپ اسے گود میں لیں گے تو آپ کو احساس ہو گا وہ سب تلخ باتیں وہ رات وہ غصے سے گھر سے نکلنا آپ کو سب یاد آئے" اس نے ایک نظر اپنے ماضی پر ڈالی تھی "تم ایک بے حسی انسان ہو" وہ واقعی بے حس تھا۔اپنی انا میں اس نے بہت کچھ کھو دیا تھا۔دائمہ کا پیار اس کا بھروسہ۔۔۔بہت سے قیمتی پل اور پایا کیا تھا شاید کچھ نہیں۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا تھا

"فریحہ تمہیں ہر فیصلے کے لیے تیار رہنا ہو گا" صبح کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آیا تھا

"کیا مطلب بھائی" وہ نا سمجھی سے بولی تھی

"ہم عدالت میں ثابت نہیں کر سکے کے وہ لوگ پاکستان میں تھے "فریحہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا

"کیا مطلب ہے "وہ یک دم چلائی تھی "میں جھوٹ بول رہی ہوں میں اپنے منہ سے اس ظلم کا بتا رہی ہوں تو کوئی کیوں نہیں سنا تا کیا کوئی لڑکی خود پر ایسا الزام لگائے گی "وہ دکھ سے بولی تھی

"میری بات تو سنو "زیان نے نرمی سے اسے پکارہ تھا

"کیا سنو بھائی اتنے مہینے کی زلت اور رسوائی کے بعد یہ سب دیکھنا تھا آخر قصور کیا ہے میرا آخر کیوں آپ بھی نا کچھ کر سکے "بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔زیان نے گہرا سانس لے کر ماضی کو پیچھے چھوڑا تھا۔کیا اب وقت تھا سب صیح کرنے کا۔۔۔وہ مڑا تھا ہاں وقت تھا

وہ بیڈ کے پاس نیچے بیٹھی تر چہرے کے ساتھ موبائل پر چمکتی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔ فیصلہ قریب تھا اور آج یہ کیسی ازیت تھی۔اس کی نظریں ایک نام پر جمی تھی شفیق

New Era Magazine

حمدان اور اس کے نیچے پچیس فروری لکھا تھا اس کی بربادی سے اگلے دن کا پیغام۔۔۔
موبائل کی سکرین دھندلی ہوئی تھی اور پھر وہ ماضی کے منظر میں بدل گئی تھی

"تم نے وہ میسج کیوں چھپایا فریحہ وہ تمہاری جیت ہے" میمونہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ دونوں ایک ہوٹل میں موجود تھے

"نہیں دے سکتی" لہجہ سپاٹ تھا

"مگر کیوں فریحہ سب بدل جائے گا یار تمہارا کیس سب کچھ" وہ منت کر رہی تھی

"کیا اس میسج سے شاہ زین کو سزا ہو گی ہاں نہیں ہو گی ناوہ شاہ زین جو میرا اصل مجرم ہے شفیق تو ویسے ہی برباد ہو چکا ہے لیکن شاہ زین وہ بلکل ٹھیک ہے اب میں کیس ہار جاؤں یا جیتوں مجھے زرہ برابر فرق نہیں پڑھتا۔۔اب میں ان کو زندگی کی سزادوں گی اور زندگی کی سزا بہت بری ہوتی ہے میری بددعا ان کا مرتے دم تک پیچھا کرے گی میمونہ" وہ سختی سے کہ گئی تھی جو وہ کہ سکتی تھی

"کیسے بددعا دو گی شاہ زین یا شفیق کو" میمونہ کی بات پر چونک کر اس نے اسے دیکھا تھا"

جوٹھے بہانے مت بناؤ فریحہ اصل میں تو تم شفیق کو سزا دلوانا ہی نہیں چاہتی مجھے لگا تھا احمد آئے گا تو تم سمبھل جاؤ گی لیکن میں غلط تھی۔۔فریحہ خود سے پوچھو شفیق کہاں ہے

کیس میں نہیں تمہارے دل میں" ایک آنسو ٹوٹ کر ماضی کو ساتھ لیے بہ گیا تھا اور دوسرا منظر آنکھوں کے سامنے نمایا ہوا تھا

"فریحہ بس اب بہت ہو گیا ماضی گزر گیا اب اپنے مستقبل کا فیصلہ کرو" آبد ملک کی سنجیدہ آواز پر وہ چونکی تھی

"کیسا فیصلہ بابا" کھانے سے ہاتھ روکتے اس نے نا سمجھی سے سب کو دیکھا تھا

"شہراز یا احمد میں سے کوئی ایک" آبد ملک کے مختصر جواب فریحہ کو شل کر گیا تھا

"احمد کہ رہا تھا وہ نکاح کر کے تمہیں ساتھ لے جائے گا تو اس کے گھر والے تمہیں اکیسپٹ کر لیں تھے" سمیرہ کو تو وہ سن ہی نہیں رہی تھی وہ بس خفا خفا نظروں سے آبد ملک کو دیکھ رہی تھی

"نہیں کرنی مجھے شادی" کچھ دیر بہت اس کی بھیگی آواز گھونجی تھی

"فریحہ ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔۔ تمہیں فیصلہ کرنا ہے ورنہ میں خود کر دوں گا سختی سے اسے باور کرواتے وہ کرسی دھکیلتے چلے گئے تھے۔ موبائل کی سکرین کی روشنی مدھم ہوئی تھی اور پھر وہ اندھیری سکرین میں تبدیل ہو گئی تھی۔

New Era Magazine

اندھیرے کمرے میں چاند کی روشنی نے کچھ حد تک روشنی کی ہوئی تھی۔وہ صوفے پر بیٹھا دور آسمان کو دیکھ رہا تھا۔دل پر لکھا فریحہ کا نام آج شدت سے یاد آیا تھا

زیان کمرے میں داخل ہوا تھا وہ نماز پڑھ کر اٹھ رہی تھی۔وہ پلٹی تھی زیان اس کے مقابل کھڑا تھا۔دائمہ نے سوالیہ نظروں سے ایسے دیکھا تھا۔کچھ لمحے زیان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا اور پھر وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا تھا دائمہ چونک کر پیچھے ہوئی تھی

"مجھے معاف کر دو دائمہ "زیان نے اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑے تھے اور دائمہ شاک میں اسے دیکھ رہی تھی "مجھے ایک موقع دے دو دائمہ میں ہر زیاتی تمہارے ہر آنسو کا مداوا کرنا چاہتا ہوں۔میں تھک گیا ہوں خود سے لڑتے تم سے بچتے اب نہیں اس زندگی کے قیمتی پل میں اور خراب نہیں کر سکتا"دائمہ نے پہلی بار اسے ایسے ٹوٹے بکھرے دیکھا تھا

"کیسے بھول جاؤں اپنے زندگی کے وہ پل۔کیسے بھول جاؤں وہ راتیں جو تکلیف اور درد سے روتے میں نے گزاری ہے۔کیسے بھول جاؤں وہ تلخی کا زہر جو میں نے اکیلے پیا ہے ۔۔زیان میں نے بہت کچھ کھو دیا ہے بہت کچھ "بھیگی مگر دھیمی آواز میں کہتے وہ کمرے سے چلی گئی تھی جبکہ زیان نے سرد آہ فضا کے سپرد کرتے آنکھیں موند لیں تھیں

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی گال کو چھوا تھا۔ہیزل آنکھیں مسکرائی تھی۔ماضی کی یادوں میں کھوئے وقت انہیں پھر ایک دوسرے کے سامنے لارہا تھا۔دل کی زمین پر لکھا فریحہ کا نام آج شفیق کو مسکرانے پر مجبور کررہا تھا رات پورے چاند کو لیے کوئی اور کی انداز اپنائے ہوئے تھی۔دیکھ کتنا تجھے چاہا کبھی غور تو کر۔۔۔ اتنا تو ہم کبھی اپنے بھی طلب گار نہ تھے

آئینے کے سامنے کھڑے اس نے سپاٹ انداز میں خود پر نظر دوڑائی تھی۔کالا فراک اور ہم رنگ ڈوپٹا اور ساتھ میں کالا چوڑی دار پاجامہ۔نیلی آنکھیں سرخ تھیں۔اسے یاد آیا تھا وہ مسکرات ہیزل آنکھیں جب وہ ایسے ہی اس کا ساتھ پانے اس کے سامنے گئی تھی ۔ایک اداس مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی تھی

میں نے برسوں تیری یادوں کا سہارا لے کر

تجھ کو بو جا ہے خیالوں کے صنم خانے میں

"ہم ایک بار پھر فریحہ کو اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں" شاہد کوئی کچھ بول رہا تھا جواب میں کوئی فریحہ پر فیصلہ چھوڑ رہا تھا وہ ان کے بیچ ہو کر بھی وہاں نہیں تھی۔وہ اپنے کمرے کے ٹیرس میں تھی وہ اس کے سامنے تھا۔وہ قسم کھا رہا تھا کے وہ وقت کو روک سکتا تو روک لیتا۔شہراز پتا نہیں اس کے ساتھ کیوں بیٹھا تھا۔وہ ایک ٹرانس تھا۔وہ اسے کہہ رہا تھا اسے اس سے محبت تھا۔وہ بولے تو فریحہ سنے۔فریحہ کی آنکھ سے آنسو گرے تو دل پر شفیق ہمدان بلوچ کے گرے۔اور پھر ایک آنسو ٹوٹ کر سیدھا اس کی انگلی میں موجود انگھوٹی پر گرا تھا۔

جیسے ہم نے تمہیں چاہا ہے کون بھلا یوں چاہے گا

مانا کے بہت آئیں گے تم سے پیار جتانے لوگ

کمرہ عدالت میں ہر چیز اضطراب کا شکار تھی۔فریحہ کی طرف سے سب موجود تھے جبکہ دوسری طرف صرف وکیل تھے۔اب فیصلے کا وقت تھا آج اس نے سفید رنگ پہنا تھا کتنے عرصے بعد وہ ہی سفید کپڑے جو وہ پہلی بار پہن کر آئی تھی.عدالت فیصلے کے لیے تیار تھی۔کمرہ عدالت میں ساکت خاموشی تھی

"استغاثہ کی طرف سے شاہ زین بلوچ اور شفیق حمدان بلوچ پر لگائے گئے فریحہ ملک کے ساتھ زیاتی کے سنگین الزامات کو سنتے ہوئے عدالت نے ان کے اوپر کروائی شروع کی

"جج صاحب اب فیصلہ سنا رہی تھے

"استغاثہ کی طرف سے جتنے بھی گواہ پیش کیے گئے سب یہ تو ثابت کر سکے کے شاہ زین بلوچ "تب ہی عدالت کا دروازہ کھلا تھا اور کوئی اندر آیا تھا

"کیا میں لیٹ ہو گیا "اور یہ آواز سنتے ہی سب تیر کی طرح مڑے تھے سوائے فریحہ کے وہ تو اسے ہزاروں میں پہچانتی تھی۔اس نے چہرہ اٹھایا تھا ہیزل آنکھیں آج چمک رہی تھی۔وہ بغیر کسی کو دیکھے سیدھا کٹہرے میں آ کر رکا تھا

"شفیق حمدان بلوچ "بلند آواز میں کہتے نظر اس پر رکی تھی۔اور کتنے مہینوں بعد اس نے اسے دیکھا تھا۔آج بھی وہ سفید رنگ میں بلوس تھی۔ہیزل آنکھوں نے آج پھر نیلی آنکھوں کو دیکھا تھا۔وقت رک گیا تھا آنکھوں کے تاثرات بدل گئے تھے۔آج نیلی آنکھوں میں نا دکھ تھا نا تکلیف تھی بس فریاد تھی "چلے جاؤ "ان آنکھوں کی فریاد پر وہ مسکرایا تھا

"ہم یہاں ہی ملے تھے یہ ہی جگہ یہ ہی وقت "وہ اداسی سے مسکرایا تھا

"مگر کیا کروں فریحہ وہ یار تھا اور غصہ حرام۔ میں غصہ بھی کر بیٹھا اور یار پر اعتبار اور پھر کیا ہوا" وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ فریحہ کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں "میں نے تمہیں غصے میں برباد کر دیا تمہیں اغوا کیا اور پھر" وہ رک گیا تھا جیسے الفاظ ساتھ دینا چھوڑ گئے ہوں ۔فریحہ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گال پر بہ گیا تھا" پھر تمہارے ساتھ زیاتی کی" موت سی خاموشی پورے کمرے عدالت میں چھا گئی تھی

"فریحہ "ضبط سے اس کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی سرخی نمایا ہوئی تھی" میں آج قسم کھا کر کہتا ہوں تم سے سچی محبت کی ہے اس دن جھوٹ بولا تھا کچھ بھی پلین نہیں تھا۔اس جگہ تم سے محبت ہوئی تھی اسی جگہ پھر سے اطراف کرتا ہوں تم سے بہت محبت کی ہے خود سے بھی زیادہ۔ تمہیں ہاتھ لگاتے ہی شفیق حمدان نے خود کو موت کی اذیت سے گزرتے دیکھا ہے لیکن یہ تکلیف اس کے سامنے کچھ نہیں ہے جو تم نے دیکھی اس دن کے بعد سے میں جل رہا ہوں فریحہ اس آگ میں جو بجھ نہیں رہی لیکن یہ اس تکلیف کے آگے کچھ نہیں جو تم نے برداشت کی۔۔۔ شفیق حمدان بلوچ آج یہاں ہی اپنی تلافی کے لیے اپنی محبت کے لیے ہر سزا کاٹنے کے لیے تیار ہے" فریحہ دکھ سے اسے دیکھ رہی تھی آنسوں نے اس کے چہرے کو ڈھانپ لیا تھا ہیزل آنکھیں میں صرف نمی تھی اور ضبط کے نشان

"میں شفیق حمدان بلوچ اپنے پورے ہوش وحواس میں یہ اعتراف کرتاہوں کے چوبیس فروری کی رات "سب سانس روکے اسے سن رہی تھی فریحہ نے منت بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔زیان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی جبکہ باقی سب کے چہرے متئمین ہوگئے تھے "میں نے اپنے پورے ہوش میں فریحہ ملک کا اغوا کیانا صرف اغوا کیابلکہ اسے زیاتی کانشانہ بھی بنایااور صرف میں ہی نہیں "وہ رکا تھافریحہ سر جھکائے ضبط توڑے پھوٹ پھوٹ کررودی تھی "میرا کزن شاہ زین بلوچ اس میں برابر کاشریک تھا"وہ خاموش ہوگیا تھا نظریں اس کے چہرے سے ہٹ کر جھک گئیں تھیں کچھ لمحے وقت تھم گیا تھا

"تمام گواہوں اور مجرم شفیق حمدان بلوچ کے اعتراف جرم کے بعد عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کے شفیق حمدان بلوچ اور شاہ زین بلوچ نے ناصرف فریحہ ملک کا اغوا کیا بلکہ ان کے ساتھ زیاتی بھی کی۔عدالت شفیق حمدان بلوچ اور شاہ زین بلوچ کو سات سال قید کی سزا سناتی ہے "فیصلہ ہوگیا تھاوہ جیت گئی تھی لیکن دل خون کے آنسو رورہا تھا۔ سب مل رہے تھے اٹھ کر ایک دوسرے سے سوائے فریحہ کے جو بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جو سر جھکائے ہتھکڑیاں لگوارہا تھااس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا

"اب کیا فائیدہ "نیلی آنکھوں میں شکوہ تھا

New Era Magazine

"معافی"ہیزل آنکھیں مسکرائی تھیں جیسے وہ بوجھ سے آزاد ہوئی تھیں۔وہ اٹھی تھی اور پھر تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔داہ رادی میں آتے اس نے گہرے گہرے سانس لیے تھے

"فری"کتنے عرصے بعد اس نے اپنا نام اس کے منہ سے سنا تھا۔وہ پلٹی تھی آنکھوں میں غصہ تھا"معاف کردو"وہ ہاتھ جوڑے اس کے سامنے کھڑا تھا

"کیوں کروں معاف ہاں بولو کیوں کرو تم شفیق حمدان بلوچ تم وہ واحد شخص تھے جس کے لیے میرے دل نے بغاوت کی تھی"فریحہ دبی دبی آواز میں چلائی"میں تم سے ملنے نکلی تھی تو سوچ کر نکلی تھی تم میرے محافظ ہو تم میرا سایہ ہو مگر میرا محافظ میرا سایہ ہی مجھے کھا گیا"وہ رو دی تھی

"خدا کے لیے مت رو ایسے مت رو تمہارے آنسو مجھے جلا رہے ہیں"اس کی ہتھکڑیوں نے اسے آگے بڑھنے سے روک دیا تھا

"تب کیوں نا کچھ ہوا تمہیں جب میں رو رو کر تم سے فریاد کر رہی تھی اپنی عزت کی بھیک مانگ رہی تھی تب کیوں نا اس آگ نے تمہیں جلایا"وہ رونے کے بیچ چلائی تھی ۔دائمہ سمید سب ہی نم آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے

"خدا کے لیے ایسے مت رو خود پر ظلم مت کرو"وہ بھیگی آواز میں منت کر رہا تھا

"ظلم شفیق حمدان بلوچ ظلم تو قسمت نے مجھ پر کیا ہے تمہارے جھوٹے عشق نے مجھے برباد کر دیا۔ تم دیکھنا شفیق تم دیکھنا تمہیں میرے ہی عشق کی ٹوٹی کرچیاں لگیں گی۔ تم دیکھنا شفیق حمدان تمہیں میری ہی آہیں لے ڈوبیں گی تم دیکھنا تمہیں میرا ہی عشق لے ڈوبے گا" دکھ اور تکلیف سے کہتے وہ پلٹ گئی تھی

"خدا کے لیے میرے عشق کو جھوٹا مت کہو فریحہ "فریحہ نے اس کی آواز کو ٹوٹا بگرتا محسوس کیا تھا

"جھوٹ تھا سب جھوٹ تھا۔ تمہیں معافی نامہ مل جائے گا اب میں تمہیں زندگی کی سزاؤں کی پچتاوے کی چلن" وہ واپس نہیں پلٹی تھی دل کانپ گیا تھا دل نے کہا تھا مرنا نہیں ورنہ دل بغاوت کر دے گا

"ایسے مت کرو فریحہ مجھے سزا کاٹنے دو خدا کے لیے میں مر جاؤں گا" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہاتھ جوڑے منت کر رہا تھا رو رہا تھا "فریحہ میرا عشق جھوٹ نہیں تھا مجھے اور تکلیف مت دو" وہ بھیگ مانگ رہا تھا مگر وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی اور فریحہ نے وہاں شفیق حمدان بلوچ کے ساتھ خود کو بھی ٹوٹتے دیکھا تھا

تجھے عشق ہو خدا کرے

New Era Magazine

کوئی تجھ کو اُس سے جدا کرے

تیرے لب ہنسنا بھول جائیں

تیری آنکھ پر نم رہا کرے

اسے دیکھ کر تو رک پڑے

وہ نظر جھکا کر چلا کرے

تجھے ہجر کی وہ جھڑی لگے

تو ملن کی ہر پل دعا کرے

تیرے خواب بکھریں ٹوٹ کر

تو کرچی کرچی چنا کرے

تو نگر نگر پھرا کرے

تو گلی گلی صدا کرے

تجھے عشق ہو پھر یقین ہو

اسے تسبیحوں میں پڑھا کرے

میں کہوں عشق ڈھونگ ہے

تو نہیں نہیں کیا کرے

وہ آئینے کے سامنے سفید کام والے فراک اور ہم رنگ ڈوبتا اوڑھے کھڑی تھی۔

آنکھوں آج ہر تاثر سے پاک تھیں۔

"بہت بہت پیاری لگ رہی ہو" دائمہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا

"آؤ بیٹھو نکاح کے لیے آنے والے ہیں" ضاریہ نے اسے بیٹھاتے خوبصورت سا لال ڈوبتا اس پر ڈالا تھا اور وہ کسی ربوٹ کی طرح ہر کام کیے جا رہی تھی۔ "ویسے دائمہ کون لے گا دودھ پلائی" ضاریہ ہنسی کر بولی

"ہم دونوں دیکھ لیں گئیں" دائمہ نے شرارت سے اسے دیکھا تھا۔ وہ بدل گئی تھی وقت کم تھا اس نے ضاریہ، زیان سب کو معاف کر دیا تھا۔ فریحہ سپاٹ چہرے کے

New Era Magazine

ساتھ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ نکاح خواں آچکے تھے اب وہ اس کے سامنے بیٹھے اس سے بات کر رہے تھے اور پھر وہ جملے فضا میں گونجے تھے جس نے فریحہ کا سکتا توڑ دیا تھا

"فریحہ ملک ولد آبد ملک آپ کو شہراز "ماضی کا منظر آنکھوں میں لہرایا تھا" شہراز کے لیے ہاں کر دیں آپ لوگ" وہ سپاٹ انداز میں بولی تھی سب چونکے تھے

"مگر تم تو" ضاریہ نے کچھ کہنا چاہ تھا مگر ارزم نے روک دیا تھا

"تم خوش ہونا" فریحہ جواب دیے بغیر وہاں سے چلی گئی تھی

"آپ کو قبول ہے "ماضی ایک آنسو کے ساتھ ٹوٹ کر اس کی ہاتھ پر گرا تھا جہاں مہندی سے نقش و نگار بنے تھے

"قبول ہے "اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی تھی

"فریحہ ملک ولد "اب کی بار پھر حال ماضی کی گرد کی لپیٹ میں آگیا تھا

"فریحہ میں تمہارے لیے آیا ہوں "احمد نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جو بیڈ پر سر جھکائے بیٹھی تھی

"تم اس لڑکی سے شادی کر لو" وہ سنجیدگی سے بولی

New Era Magazine

"فری ہوا کیا ہے" وہ شاک تھا

"تمہارے گھر والے مجھے کبھی اکسپٹ نہیں کریں گے وہ عورت جو" وہ رکی تھی "تم چلے جاؤ میں اب اور مشکل وقت برداشت نہیں کر سکتی" اس کی منت پر احمد نے سر ہلایا تھا

"خوش رہ لو گی" فریحہ تلخی سے ہنسی

پہلے رہ رہی تھی اب بھی رہ لوں گی" "

"قبول ہے" کوئی آواز اسے دوبارہ حال میں لے آئی تھی

"قبول ہے" اس کی آواز کانپی تھی۔ دائمہ مسکراتے ہوئے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ سب ساتھ تھے ماضی کا ایک پل اسے بھی اپنی لپیٹ میں لے گیا تھا

"آپ کے پاس بچے کے بعد بچنے کے بہت کم چانس ہیں دائمہ" ڈاکٹر نے فکرمندی سے اسے دیکھا تھا

"وہ تو بچ جائے گا" دائمہ کی بات پر وہ ڈاکٹر نے گہرا سانس لیا

"جی بلکل مگر آپ" وہ مسکرائی تھی۔

New Era Magazine

"قبول ہے" وہ چونکی تھی نکاح ہو گیا تھا وہ شہراز کے نکاح میں آ گئی تھی وہ اس کا محرم ہو گیا تھا

آج فریحہ اس کے کمرے میں تھی جس کا اس نے سوچا بھی نا تھا زندگی کچھ لمحوں میں بدل جاتی ہے۔کمرہ انتہائی نفاست سے سجا تھا۔دروازہ کھلا تھا اور شہراز مسکراتا ہوا اندر آیا تھا۔پینٹ کوٹ پہنی وہ بہت گریس فل لگ رہا تھا۔وہ آکر فریحہ کے سامنے بیٹھا تھا جو سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی

"مشکل تھا نا یہ سب" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو فریحہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا

"جی" وہ نا سمجھی سے بولی

"کسی کو زندگی سے نکالنا مشکل ہوتا ہے نا" اس کی آنکھوں میں بس نرمی تھی پیار تھا۔ فریحہ نے سر جھکا لیا تھا "فریحہ" شہراز نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا فریحہ نے آنکھیں میچ لیں تھیں "میں زندگی میں ہر پل تمہارے ساتھ ہوں گا تماری ہر مشکل میری مشکل ہو گئی لیکن بس مجھ پر بھروسہ کرنا۔ تمہیں اس رشتے کے لیے جتنا وقت چاہیے لے لو لیکن جب میرے پاس آؤ تو خوشی سے آنا مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ سچا پاؤ گی" مسکرا کر کہتے اس نے فریحہ کا ہاتھ چھوڑا تھا

New Era Magazine

شکریا ہر چیز کے لیے جو آپ نے میرے لیے کی میری جیسی لڑکی کو اپنی عزت بنایا "

"مت سوچو ایسے جو ہو گیا اسے پیچھے چھوڑ دو آگے چلو نیا وقت تمہارا منتظر ہے شہراز نے اس کے سامنے ایک باکس کھلا تھا جس میں خوبصورت سی ڈائمنڈ کی رنگ چمک رہی تھی" لے آئی "فریحہ نے مسکرا کر اپنا ہاتھ آگے کیا تھا شہراز نے اسے تھامتے وہ انگھوٹی اس کی انگلی میں پہنا دی تھی۔زندگی کا نیا سفر شروع ہو گیا تھا مگر کون جانے کوئی دل کی زمین کو چھوڑ کر گیا بھی تھا یہ نہیں

"

"آپ سائن کر دیں زیان صاحب ہمارے پاس آپریشن کے علاوہ اور کوئی آپشن نہیں ہے ڈاکٹر نے پیپر اس کے سامنے رکھے تھے

"کوشش کریں دائمہ کو بچا لیں مجھے بچہ نہیں چاہیئے" پیپر پر سائن کرتے وہ منت آمیز لہجے میں بولا تھا

"ہم اپنی پوری کوشش کریں گے دونوں کو بچانے کی "ڈاکٹر اسے حوصلہ دیتے چلے گئے تھے۔رات کے دو بج رہے تھے دائمہ کی اچانک طبیعت خراب ہونے پر وہ اسے

لایا تھا اور پھر کچھ ہی دیر میں فریحہ اور شہراز کے علاوہ سب پہنچ گئے تھے۔وہ لوگ شادی کے بعد دس دنوں کے لیے مری گئے ہوئے تھے۔وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتے واپس آیا تھا کمرے میں سب تھے وہ دروازے میں ہی رک گیا تھا وہ آپریشن کے کپڑے پہنے سامنے لیٹی تھی۔دائمہ نے اسے نہیں دیکھا تھا وہ محض سب سے حوصلہ کی باتیں سن رہی تھی زیان کو دیکھتے باری باری سب نکل گئے تھے وہ بوجھل قدموں کے ساتھ اس کے پاس رکا تھا۔دائمہ نے بھیگی نظروں کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔زیان نے ایک مان سے اس کا ہاتھ تھاما تھا

"تمہیں واپس آنا ہے میرے لیے ہمارے بچے کے لیے اور اپنی نئی زندگی کے لیے"

اس کی آواز دائمہ کو پہلے کبھی کمزور نہیں لگی تھی آج لگی تھی

"میرے بچے کا بہت خیال رکھیے گا زیان۔۔اسے کسی ایسی عورت کے حوالے مت کی جئیے گا جو اس کی قدر نا کرے"آنسو بند توڑتے اس کی آنکھوں سے بہ گئے تھے"یہ بچہ مجبوری نہیں تھا زیان یہ بچا انعام تھا میری طرف سے آپ کے لیے۔یہ مت سمجھیں کے یہ مجبوری میں ہوا اصل میں تو میرے پاؤں میں عشق کی زنجیر تھی آپ سے عشق کی"زیان نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا"یہ زنجیر تو میرے پاؤں میں تب ہی ڈل گئی تھی جب فریحہ کے اغوا والی رات آپ نے مجھے روشنی دیکھائی تھی،پھر زیارت

میں مجھے کندھے سے تھامے اپنے برابر چلایا تھا، مجھے اس رات وہ محبت دی تھی جس نے میرے ہر زخم کو بھر دیا تھا۔ آپ کو فریحہ کے لیے لڑتے دیکھتے مجھے کب آپ سے محبت ہوئی مجھے نہیں پتا۔ آپ کا معافی مانگنا ہی دائمہ کو پگھلا گیا تھا اتنی محبت سے باندھی گئی زنجیروں کو کیا میں توڑ سکتی ہوں" وہ رکی تھی۔ زیان کی سرخ اس پر جمی تھیں" میری بیٹی کو اپنے جیسا بنانا زیان اپنے جیسا کامیاب بہت کامیاب" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی دروازہ کھلا تھا اور دو بندے اندر آئے تھے

انہیں لے کر جانا ہے" نرس نے کہا تھا تو وہ بندے آگے آئے تھے زیان اس کا ہاتھ تھامے اس کے کان کے پاس جھکا تھا

"تمہارے بچے کی پرورش دو بہترین لوگ کریں گے۔ تم واپس آؤ نا آؤ دائمہ مگر زیان کی زندگی میں ہمیشہ تم رہو گی۔ تمہیں کھونا بہت مشکل ہے لیکن تم مجھ سے بہتر جگہ پر ہو گی مجھے امید ہے اور ہم بہت جلد ملیں گئیں اس جہاں میں جہاں کوئی الگ نہیں کرے گا" مضبوط لہجے میں کہتے وہ پیچھے ہوا تھا دائمہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی پر سکون مسکراہٹ اور پھر اسے لے گئے تھے زیان جانتا تھا واپس نا لانے کے لیے

"مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے"زیان کے اٹھے قدم بہت بھاری ہو گئے تھے

"اور دائمہ "اس کی سرخ آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔اس نے اندر قدم رکھا تھا"ہم نہیں بچا سکے ان کی آخری خواہش تھی کے ان کے بچے کو بچایا جائے"وہ سامنے ہی پلٹی تھی دنیا جہاں سے غافل۔

"فریحہ تم کیوں پریشان ہوتی ہو جب تک میں ہوں تمہیں کوئی پریشانی چھو کر بھی نہیں گزر سکتی"فریحہ نے پھوٹ پھوٹ کر روتے اسے دیکھا تھا۔

ضاریہ نے دیکھا تھا وقت نے قربانی لی تھی اس کا گھر بچاتے بچاتے دائمہ نے اپنے قربانی دے دی تھی۔سب ختم ہو گیا تھا۔قیامت تھی جو سب پر ساتھ ٹوٹی تھی

تین مہینے بعد

سورج کی کرنیں کمرے کو روشن کر رہی تھی۔فریحہ کمرے میں داخل ہوئی تھی

"آپ تیار ہیں شہراز"وہ سرسری سا بولی

"جی بیگم صاحبہ"وہ کہلائی پر گھڑی باندھتے مڑا تھا

کب ہے بھائی کی فلائٹ" "

"یہ چھوٹیں میڈم زرہ ہمیں دیکھائیں تو آپ اس نیلے رنگ میں کیسی لگ رہی ہیں"

شہراز نے اسے کندھوں سے تھاما

"حد ہے شہراز" وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔زندگی آگے بڑھ گئی تھی فریحہ کا شہراز کو اپنے زندگی میں لانا مشکل ترین فیصلہ تھا مگر وہ گزر گئی تھی اس لمحے سے ماضی پیچھے رہ گیا تھا

"حد کیا یار اب اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھنا کیا گناہ ہے" وہ منہ بنائے پیچھے ہو گیا تھا

اب چلیں یا ایسے ہی کھڑے رہیں گے" "

"ہاں ہاں چلو سر کی فلائٹ کا وقت ہو جائے گا" وہ چابی اٹھاتے باہر نکالا تھا اور فریحہ تھی اس کے پیچھے ہی نکل گئی تھی

ایئرپورٹ میں لوگوں کا ہجوم تھا۔زیان جانے کے لیے تیار تھا۔وہاں سب ہی موجود تھے

"دعا کا بہت خیال رکھنا تم دونوں کی بیٹی ہے یہ اسے خود سے زیادہ پیار سے رکھنا" نرمی سے ضاریہ اور ارزم کو مخاطب کرتے اس نے جھک کر ضاریہ کی گود میں موجود موٹی سی بچی کی دونوں گالوں کو چوما تھا

"بھائی یہ آپ کی بیٹی ہے" ضاریہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا

"مگر دائمہ اس کی بہترین پرورش چاہتی تھی جو میں نہیں کر سکتا تم دونوں کر سکتے ہو" وہ ہلکا سا مسکرایا

"تمہارے واپس آنے کا انتظار رہے گا" ارزم اس سے گلے ملتے بولا

"میں آؤں گا واپس جب یہ ایک کامیاب وکیل ہو گی اسے بتاتے رہنا اس کا باپ اس سے بہت محبت کرتا تھا لیکن وہ تلافی نہیں کر سکا اپنے گناہ کی لیکن وہ تب واپس آئے گا جب اسے عدالت میں سر اٹھانے کے لیے میری سہارے کی ضرورت ہو گی دائمہ چاہتی تھی کے یہ میری طرح کامیاب بنے اور پھر جب یہ ایک کامیاب وکیل بن جائے گی تو میں اسے کہوں گی کہ میری سزا تجویز کرے" آخری میں اس نے گہرا سانس لے کر ضاریہ کو سینے سے لگایا تھا جو رو دی تھی

"انٹی انکل ہو سکے تو مجھے ہر زیاتی کے لیے معاف کر دی دیں دائمہ ہمیشہ میرے دل میں رہے گی" آباد ملک نے مسکرا کر اسے گلے لگایا تھا

"خوش رہو بیٹا" سمیرہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا

"خوش رہو ہمیشہ فری" فریحہ اداسی سے مسکرائی تھی پھر سب سے ملتے وہ پلٹ گیا تھا۔ وہ چلی گئی تھی مگر اسے دو خاندان دے گئی تھی ایک چھوٹی سی زندگی بھی۔ وہ سب کو مکمل کر گئی تھی لیکن خود کو قربان کر گئی تھی اور زیان کو اکیلا۔۔۔اس کے قدم آگے بڑھ گئے تھے

وہ چاند کی چودیں رات لگتی تھی سیاہ آسمان پر چاند اپنے پورے آب وتاب سے چمک رہا تھا اس کی روشنی سفید نور کی طرح ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ سفید سلک کے سادہ فراک اور سرخ اسکاف اس کے چہرے کے گرد خوبصورتی سے سٹ تھا۔ اس کی نیلی خوبصورت آنکھیں اور لال ہونٹھ مسکرا رہے تھے۔ نرم گھاس پر قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی جب کوئی اس کے سامنے رکا تھا۔ جینز سفید بے داغ شرٹ اور اوپر کالی جیکٹ پہنے اس کی ہیزل آنکھیں مسکرا کر اپنے سامنے موجود شہزادی کو دیکھ رہی تھیں۔ فضا میں ہر طرف خوبصورت خوشبو تھی مسکور کن خوشبو

"شفیق" وہ مسکرائی تھی شفیق کے ہونٹوں پر پر سکون مسکراہٹ تھی اس نے اپنے پیچھے کیے ہاتھوں کو آگے کیا تھا۔ خبصورت سا لال گلابوں کا بولے اس نے فریحہ کے سامنے کیا تھا۔ فریحہ نے بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا لیکن وہ مسکرا رہا تھا وہ آگے آیا تھا

"میری نیلی آنکھوں والی شہزادی" وہ نرمی سے بولا تھا وہ پکارا اتنی میٹھی تھی کے فریحہ کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے پھول تھام لیے تھے۔ شفیق نے ہنستے ہوئے ایک پھول نکال کر فریحہ کے سکاف میں لگا یا تھا

"یہ میری زندگی کا پھول ہے" وہ پھول کو دیکھتے بولا تھا اور فریحہ کی نیلی آنکھیں اس اس کے چہرے پر جمی تھی جہاں سکون ہی سکون تھا

"اور زندگی کا پھول تو زندگی کے پاس ہی ہونا چاہیے جسم خاک میں مل جاتا ہے لیکن زندگی تمہارے نام ہے میری شہزادی" تب فریحہ نے دیکھا تھا اس کے پکڑے پھولوں سے خون کے قطرے ٹپکے تھے

"شفیق" وہ چیخ کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ پھول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرے تھے۔ اس نے پھولوں کو دیکھا تھا جن سے خون بہ رہا تھا اس نے نظر اٹھائی تھی

New Era Magazine

شفیق گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اس کی سفید شلٹ داغ دار تھی اس پر خون تھا اور ہیزل آنکھوں میں منت تھی فریاد تھی

"نہیں۔۔۔ نہیں" وہ نفی میں سر ہلاتے پیچھے ہو رہی تھی۔ اس کے سکاف پر لگے پھول سے خون کی دھار اس کے چہرے کو چھونے لگی تھی

""آہ" چیخ مارے وہ ہوش میں آئی تھی۔

کیا ہوا فری" شہراز بھی اٹھ گیا تھا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی "فری" شہراز نے اسے تھاما تھا جو دنیا جہاں سے غافل ہو چکی تھی

"کیا ہوا شہراز "ارزم نے اسے آئی سی یو کے باہر سب سے پہلے دیکھا تھا

"حالت خراب ہے ہارٹ ٹرانسپلانٹ کے علاوہ کوئی آپشن نہیں ہے" وہ پیشانی مسلتے فکر مندی سے بولا تھا

"اف آبد کچھ کریں میں سب اپنی ایک اور بیٹی نہیں کھو سکتی" سمیرہ روتے ہوئے وہاں ہی کرسی پر بیٹھ گئیں تھیں۔ اتنے میں ڈاکٹر باہر آیا تھا

کیا ہوا ڈاکٹر "آباد ملک نے تشویش سے پوچھا تھا

"آپ لوگ جانتے ہیں انہیں بچپن سے یہ مسلہ تھا سوا نہیں اچانک اٹیک ہوا ہے ان کے دل کے ایک حصے نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے ڈونر کا بندوبست کریں آپ لوگ یہ ضروری ہے "ڈاکٹر کیا تو شہراز نے فون نکالا تھا

"میں سر کو فون کرتا ہوں کوئی ڈونر کا بندوبست ہو جائے گا فکر نا کریں "وہ انہیں بتاتے وہاں سے آگے بڑھ گیا تھا

اللہ ہم پر رحم کرے "سمیرہ بیگم آواز میں بولی تھیں "

"میں بھی پتا کرتا ہوں "ارزم فکر مندی سے بولا

"کون ہے ڈونر "فریحہ نے مشکوک انداز میں سب کو دیکھا تھا

"میری دوست کی والدہ ہے ڈاکٹر نے جواب دے دیا ہے "ایک دن کی ان تھک محنت کے بعد ان کو ڈونر مل ہی گیا تھا

"کل ان کا آپریشن ہے پھر تمہارا "شہراز نے اس کا ہاتھ تھامتے مسکرا کر کہا تھا

"ڈاکٹر نے انہیں جواب دے دیا ہے" فریحہ نے سر ہلایا تھا۔دل عجیب اداس ہو رہا تھا۔ اس نے سب کو دیکھا تھا وہ تھکے ہوئی لگ رہے تھے شاہد سب ہی تھک گئے تھے مشکلات سے لڑتے لڑتے۔۔فریحہ نے آنکھیں موند لیں تھیں

فریحہ اپنے کمرے سے نکل کر اسی آپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھی تھی جس کے اندر اس عورت کا آپریشن تھا۔اس نے مشکل سے سب کو منایا تھا یہاں آنے کے لیے کچھ تھا جو اسے وہاں کھینچ لایا تھا۔

"فری بیٹھو میں آیا" شہراز اسے بیٹھا کر چلا گیا تھا اس نے آنکھیں موندے سر دیوار سے لگا دیا تھا۔ فضا اسے کچھ کہ رہی تھی کوئی خوشبو تھی اس فضا میں۔آنکھوں کے سامنے اچانک ہی ایک منظر آیا تھا۔وہ ایک جنگل میں کھڑی تھی آسمان پر ویسا ہی چودیں کا چاند چمک رہا تھا۔اس سے کچھ فاصلے پر دور اس کے اطراف میں گھنے درخت تھے وہ جہاں موجود تھی وہ نرم گھاس کا فرش تھا۔آج بھی وہ سفید سلک کے سادے فراک اور سفید اسکاف میں موجود تھی وہ گلاب کا پھول اس کی اسکاف میں اب بھی اٹکا ہوا تھا

New Era Magazine

"آزاد کر دو اسے "فریحہ چونک کر پلٹی تھی۔اس کے پیچھے کوئی کھڑا تھا مگر اس کا منہ دوسری طرف تھا

"کون "اسے اپنے آواز سنائی دی تھی

"آزاد کر دو اسے اپنے عشق کی قید سے وہ جامد ہے اس حسار کی قید میں "وہ آواز بہت ہلکی تھی بہت نرم

"میں نے نہیں باندھا وہ حسار "فریحہ نے نا سمجھی سے کہا تھا

"تم نے ہی تو باندھا ہے اس نے تمہیں آزاد کر دیا تب ہی تو دوسرے مرد کے ساتھ ہو اسی بھی آزاد کر دو۔۔۔عورت کے لیے نہیں نئی زندگی کے لیے "شاہد وہ بندہ مسکرا رہا تھا۔اس نے غور کیا تھا وہ کوئی لڑکا تھا کوئی کم عمر لڑکا

"وہ مر رہا ہے مگر وہ حسار اسے مرنے نہیں دے رہا۔۔اس کا جسم تو شاہد کب کا مر چکا ہے جب اس نے محبت کی حدود سے باہر نکل کر تمہارے عشق کو کرچی کرچی کیا تھا مگر اب اسے جانا ہے اسے عشق کے حسار سے آزاد کر دو فریحہ شہراز اس کی روح کو سکون چاہیے "نرم لہجے میں کہتے وہ لڑکا کہیں غائب ہو گیا تھا

"نہیں وہ نہیں مر سکتا" اور تب ہی اس کے اسکاف میں لگا پھول خاک بن کر زمین پر گر گیا تھا

"نہیں" منہ میں بڑبڑاتے اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں تھیں دل نے دھڑکا چھوڑ دیا تھا سامنے سے ارسلان کی پوری فیملی آ رہی تھی ان کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ فریحہ نے بے یقینی سے سب کو دیکھا تھا

"یہ تمہارے آپریشن کے لیے آئیں ہیں" ارزم اور آباد ملک جو ان کے ساتھ تھے مسکرا کر بولے تھے۔ سمیرہ اور ضاریہ کچھ فاصلے پر تھے۔ وہ پہچان گئی تھی وہ اس کی دی گئی زندگی کی خوشبو تھی وہ گلاب کی خوشبو تھی۔ وہ جھٹکے سے اٹھی تھی سب نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سب بدل گیا تھا وہاں کچھ دیر پہلے والی اداسی نہیں تھی وہاں بغاوت تھی وہاں منت تھی

""شفیق کہاں ہے" وہ بھیگی آواز میں بولی تھی اور سب کو جھٹکا لگا تھا

""ہم بتاتے ہیں" شہراز آگے آیا تو وہ پیچھے ہوئی تھی

"اس صفا میں اس کی خوشبو ہے اس کی زندگی کی خوشبو۔۔۔ شفیق یہاں ہے بولیں وہ کہاں ہے" آخر میں وہ چلائی تھی آنسو اس کے چہرے پر بہنے شروع ہو چکے تھے۔ شہراز نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا

New Era Magazine

"اس کی خوشبو ہے یہاں اس فضا میں آپ لوگوں کو کیا لگا نہیں بتائیں کے تو مجھے نہیں پتا چلے گا" وہ سرخ آنکھوں سے سب کو دیکھتی تلخی سے ہنسی تھیں "وہ اس ہوا میں ہے "وہ مہکا نے انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولی تھی۔رابعہ اور سیما نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے "وہ اس وجود میں ہے "اپنے ہاتھوں کو دیکھتے وہ روندھی آواز میں بولی تھی شہراز نے آنکھیں میچ لیں تھیں۔کاش وہ یہ سب نا سنتا "نرس مجھے اپنے ڈونر سے ملنا ہے "وہ پاس سے گزرتے ایک نرس کو روک چکی تھی

"سوری میڈم اب آپ نہیں مل سکتیں "نرس نے صاف انکار کر دیا تھا

"خدا کے لیے بس ایک بار صرف کچھ سکینڈ "وہ منت کر رہی تھی پھر نرس نے کچھ سوچتے اسے آنے کا اشارہ کیا تھا اور وہ کسے کو بھی دیکھے بغیر خاموشی سے وہاں سے چلی گئی تھی۔شہراز کے سامنے کل کا منظر آیا تھا

"شفیق نے جب سے رابعہ سے سنا ہے وہ تیار ہے "ارسلان نے تھکے تھکے لہجے میں انہیں بتایا تھا

"فریحہ کبھی نہیں مانے گی "شہراز کی بات پر آبد ملک نے سر ہلایا تھا

"اسے مت بتاؤ لیکن شفیق کی آخری خواہش پوری کر دو اس نے بہت سزا بھگت لی ہے تم سب اسے معاف کر دو "وہ رکا "انکل آپ نے فریحہ کو کچھ وقت کے لیے کھو یا تھا نا

میں نے اپنے بھائی کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا یہ بات نا آپ لوگ سمجھے نا زیان۔ فریحہ نے اسے معاف کر کے موت کے حوالے کر دیا میں نے خود اسے تباہ ہوتے دیکھا ہے انکل اسے معاف کر دیں "ارسلان کی منت پر آبد ملک نے محض سر کو اثبات میں جمبش دی

"فریحہ سے کوئی بات نہیں کرے گا" ماضی پیچھے رہ گیا تھا اسے لگا تھا فریحہ اس سے نفرت کرے گی جس نے اسے تباہ کر دیا مگر وہ نہیں جانتا تھا یہ خاموشی طوفان لائے گی

"شہراز "ارزم کی آواز پر اس نے سر اٹھایا تھا" وہ حواس میں نہیں تھی "شہراز مسکرایا

"فکر مت کرو" جو اس کی پہلی پسند تھی اور اسے جان سے زیادہ عزیز تھی تو پھر کیسے وہ شہراز کے لیے ناپسندیدہ ہوتی

فریحہ نے قدم بڑھایا تھا تو سامنے نلکیوں میں جکڑا وجود نمایا ہوا تھا۔ کانپتے قدموں کے ساتھ وہ اس کے پاس رکی تھی۔ اس کا چہرے مرجھا گیا تھا وہ وہ شفیق تو نہیں تھا جو اسے

عدالت میں ملا تھا۔اس کی سسکی گونجی تھی۔شفیق نے آنکھیں کھولیں تھیں۔ہیزل آنکھیں ہمیشہ کی طرف اسے دیکھ کر چمکی تھیں

"شفیق"اس کی آواز کانپ رہی تھی

"دیکھو تمہاری بد دعا لگ گئی تمہارے عشق نے مجھے برباد کر دیا"وہ بھیگی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

"میں"وہ کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن شفیق نے نفی میں سر ہلایا تھا

"آج میں بولوں گا"۔شفیق نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا

اپنا ہاتھ دے دو"فریحہ نے منت بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا"یہ سمجھ لو میری سانسوں کی ڈور تمہارے وجود کو محسوس کرتے ہوئے ٹوٹے"وہ زخمی سا مسکرایا۔

فریحہ نے اپنا کانپتا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا دیا تھا۔فریحہ نے دیکھا تھا اس کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس کا چہرہ پر سکون ہو گیا تھا۔اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیں

"دونوں گردے فیل ہو گئے ہیں مرے جانتی ہو اس کی تکلیف کتنی ہوتی ہے"اس نے آنکھیں کھولیں تھی۔۔فریحہ بس سسک رہی تھی"روح نکلتی ہے ہر بار"اس کی

گرفت نرم تھی انتہائی نرم اور سرد "تمہاری معافی نے شفیق حمدان بلوچ کو ختم کر دیا وہ مر گیا تھا مگر کیا کروں یہ ظالم روح جان نہیں چھوڑتی" وہ اداسی سے مسکرایا تھا۔ فریحہ محض اسے دیکھ رہی تھی وہ کیا تھا وہ اس کی زندگی میں کیوں آیا تھا" دیکھو قسمت آج بھی تم نے سفید پہنا ہے مگر قدرت ڈاکٹروں نے اوپر یہ گاؤں پہنا کر سفید رنگ کو میری نظروں سے چھپا دیا۔ شاہد وہ بھی جان گئی ہے آج تمہیں پھر سفید میں دیکھتا تو جانے کا دل نہیں کرتا" وہ ہنسا تھا۔ اس موت کی سی خاموشی میں وہ ہنسی زندگی لگی تھی " کبھی سوچتا ہوں تم مل جاتی تو شفیق حمدان بلوچ تو موت سے بھی بغاوت کر جاتا سوچتا ہوں تم مل جاتی تو یہ موت مجھے ڈرا کر مار ہی دیتی" وہ ہنس رہا تھا اور فریحہ سانس روکے اسے سن رہی تھی "پرسوں خواب میں دیکھا تھا تمہیں سفید لباس میں جس میں تم ہمیشہ میرے سامنے آتی ہو تم نے گلاب اٹھائے ہوئے تھے سرخ اور بلکل تازہ تم مجھ سے زندگی مانگ رہی تھی" فریحہ نے پہلی بار محسوس کیا تھا سانس لینا کتنا مشکل تھا "اور میں مسکرا دیا تھا زندگی تو کچھ نہیں ہے شفیق تو تمہارے لیے اپنا جان دے کر اللہ سے تمہاری جان کے لیے لڑ بھی سکتا ہے"

وہ رکا تھا اب وہ نیلی آنکھوں میں جھانک رہا تھا "شفیق حمدان بلوچ بہت محبت کرتا ہے تم سے اور مرنے کے بعد بھی کرتا رہے گا" اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر بہ

گیا تھا نیلی آنکھوں میں آج اسے اپنا آپ نظر آیا تھا آج اسے ان میں صرف پیار نظر آیا تھا" معافی دے دو فریحہ "ان تین الفاظ میں جانے کیا کیا تھا۔منت، پچھتاوا، فریاد، مان

"جاؤ شفیق حمدان بلوچ فریحہ ملک نے تمہیں معاف کیا فریحہ نے تمہیں دل سے معاف کیا" وقت تھم گیا تھا شفیق کی گرفت اس کے ہاتھ پر سخت ہوئی تھی ہیزل آنکھیں چمکی تھیں۔اور پھر آخری بار ہیزل آنکھیں نیلی آنکھوں سے ملیں تھیں۔نیلی آنکھوں نے دیکھا تھا وہ بہت خوش تھا اور پھر وہ آنکھیں بند ہو گئیں تھیں ہمیشہ کے لیے بس ایک آخری آنسو تھا جو ان آنکھوں سے نکلا تھا اور سیدھا فریحہ کے دل کی جلتی زمین پر گرا تھا

"باہر چلیں" جانے اس کے قدم کیسے اٹھے تھے وہ ٹرانس کی کیفیت میں باہر آئی تھی باہر آکر اس نے شیشے کے دروازے سے سر ٹکا دیا تھا۔اندر وہ بے جان وجود کے ساتھ اسے زندگی دے گیا تھا

"آج میری سسکی پہنچی تھی آسمان پر اور پھر وہ پچھتاوے کی صورت واپس نہیں آئی تھی معافی کی صورت آئی تھی۔اس کی سسکی ساتھ آج میری زندگی کی ڈور ٹوٹ گئی تھی۔ ہاں آج پچھتاوا نہیں تھا آج میں خوش ہوں۔وہ روئے تھی تو سکون میری آنکھوں کو بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔مبارک ہو فریحہ ملک شفیق حمدان بلوچ کی بربادی ختم ہو گئی

New Era Magazine

مبارک ہو میرا باب اپنی محبت کی بربادیوں کو چھاپے ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا اور روح کو سکون آگیا" وہ کر کے گیا تھا اپنی کامیابی کا آخری پیغام اپنی محبت کے نام۔ دو پل کر لیے فریحہ کا سانس رکا تھا۔ اندر ڈاکٹر نے اس کے سینے پر دل کی جگہ پہلا کٹ لگایا تھا باہر فریحہ دل پر ہاتھ رکھتے زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔ ساکت خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھے۔ پھر سب رک گیا تھا۔ وقت گزر رہا تھا اور پھر کہیں گھنٹے بعد آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ اسٹیچر باہر لا رہے تھے فریحہ اٹھی تھی اور بوجھل قدموں کے ساتھ اس کے پاس آئی تھی اور پھر اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تھا

"تم کہتے تھے سفید رنگ مجھ پر جچتا ہے تو بولو خود کیوں پہن لیا ہمیشہ کے لیے۔۔ آج پہلی بار میری سسکی گونجی شفیق لیکن وہ بھی تمہارے حق میں۔۔ دیکھو آج ہم دونوں کی بربادی ختم ہو گئی۔ دیکھو تمہیں سکون آگیا۔ میرے رونے سے تمہارا دل ڈوب گیا ۔پچتاوا ختم ہو گیا دیکھو فریحہ ملک کر بربادی تمہارے ساتھ ختم ہو گئی۔ تمہیں لگا تم مر گئے تو وہ زندہ ہے تمہیں کون بتائے وہ بھی مر گئی۔ تمہیں سکون آگیا تو سنو مجھے بھی سکون آگیا تمہارا پچتاوا ختم ہوا تو سنو میرے عشق کو قرار آگیا۔ ہاں شفیق فریحہ ملک تم سے عشق کرتی تھی کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔۔ جاؤ فریحہ نے تمہیں معاف کیا ہر زیاتی کے لیے" اس نے شفیق کا ہاتھ تھاما تھا سب ٹھنڈا ہو گیا تھا پچتاوے کی آگ، محبت

کا جنوں معافی کی طلب "شفیق" وہ منمنائی تھی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر روتے وہاں ہی بیٹھ گئیں تھی"۔یہ کیا کیا اب کیسے فریحہ تمہارے محبت سے بھرے دل میں شہراز کو جگہ دے گی کیسے فریحہ خود کو سمجھائے گی" وہ چیخ رہی تھی رو رہی تھی مگر آواز اندر ہی دب گئی تھی آج ہیزل آنکھیں خاموش تھیں بلکل خاموش۔۔وہ یار گئیں تھی اسے ہارا دیا تھا اس نے۔۔۔ شفیق حمدان بلوچ مر گیا تھا ہاں وہ اپنی شہزادی کو بچاتے ہوئے اپنی جان گروی رکھوا گیا تھا

کہ رہی ہے میرے جزبات کی جھنکار تجھے

کر سکے گا نہ کوئی میری طرح پیار تجھے

رقص کرتی ہے تیرے خون میں میری خوشبو

کیا بھائے گی کسی پھول کی مہکار تجھے

شاہداب چھپ نا سکے راز محبت میرا

میں نے چپ رہ کر بھی دی ہے سدا کہیں بار تجھے

ختم شد۔۔۔

New Era Magazine

نوٹ

عشق پہنایاں زنجیراں از رافعہ احمد پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔
نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

New Era Magazine